سلسلۂ انجمنِ ترقیِ اردو

نمبر ۱۴

# دریائے لطافت



من تصنیف

بلبلِ ہندوستان فخرِ اہلِ زبان سید انشاء اللہ خان دہلوی المتخلص بہ انشا

باہتمام و ترتیب انجمن ترقیِ اردو

...پریس واقع بلدۂ لکھنؤ طبع گردید

... اسحاق علی علوی

# فہرست مضامین

صفحہ

---



---



---



---

# مقدمہ

سید انشاء اللہ خاں کے نام سے کون واقف نہیں۔ اُن کی خداداد ذہانت، طبّاعی، شوخی و ظرافت اور جدّت کا ایک زمانہ قائل ہے۔ اُن کی خاندانی شرافت اور خاندانی اخلاق و آداب دلّی اور لکھنؤ کے شرفا سب مانتے تھے۔ ان کے بزرگ دلی میں آکر بس گئے اور وہیں کے ہوگئے اور رفتہ رفتہ شاہی دربار میں رسائی ہوئی اور سلسلۂ امرا میں داخل ہوے۔ سید انشاء اللہ خاں بھی شاہ عالم بادشاہ کے درباریوں میں تھے، لیکن شاہ عالم کی بادشاہت نام کی رہ گئی تھی۔ اگرچہ بادشاہ نیکدل تھے، اور اپنے خانہ زادوں اور خاندانی متوسلین کی ہر طرح خاطر کرتے تھے لیکن وہ خود مجبور تھے۔ کمپنی بہادر کے پنشن خوار اور نام کے بادشاہ، وہ قدردانیاں اور قدرافزائیاں کہاں کرسکتے تھے، جن کی وجہ سے اُن کے بزرگوں کے نام اب تک دنیا میں روشن ہیں دلی اب وہ دلی نہ رہی تھی۔ ظاہری آداب باقی رہ گئے تھے مگر سلطنت کی جڑ کبھی کی کھوکھلی ہوچکی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی دولت و ثروت اور علم و فضل بھی رخصت ہورہے تھے وہ اہل کمال جن کا دار و مدار بادشاہوں کی قدردانی پر ہے، اُن کا ٹھکانا اب یہاں نہ رہا تھا۔ دلی کے زوال پر سلطنت کا ٹھاٹھ لکھنؤ میں جما۔ آصف الدولہ کی سخاوت اور فیاضی نے حاتم کے نام کو بھلا دیا تھا، اہل کمال جو قدردانی کے بھوکے تھے ایک ایک کرکے وہاں پہونچے۔ یہاں تک کہ میر تقی جیسے شخص نے بھی، جن کی غیرت اور استغنا کی قسم کھانی چاہیے، اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہی۔ غرض سید انشاء اللہ کو بھی یہی کشش لکھنؤ لے گئی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد دربار تک رسائی ہوئی۔ اور وہاں پہنچتے ہی اپنی

لطیفہ گوئی طباعی اور شاعری کی بدولت وہ عروج ہوا کہ نواب سعادت علی کی آنکھ کے بال ہوگئے۔ نواب سعادت علی خاں اگرچہ بہت بیدار مغز اور منتظم شخص تھے۔ مگر آخر فرصت کے وقت انھیں بھی دل لگی اور تفنن طبع کے لیے کچھ ہونا چاہیے تھا۔ اس کے لیے سید انشا اللہ سے بڑھ کر اور کون مل سکتا تھا۔ انھوں نے نواب کو ایسا رچھایا کہ ان کے بغیر ایک دم چین نہ آتا تھا۔ امرا کی مصاحبت آدمی کو کہیں کا نہیں رکھتی اور باوجود غیر معمولی قابلیت اور ذہانت کے سید صاحب کا بھی یہی حشر ہوا۔

مولوی محمد حسین آزاد نے اپنی کتاب آبِ حیات میں میاں بیتاب کا ایک قول نقل کیا ہے کہ "سید انشا کے فضل و کمال کو شاعری نے کھویا اور شاعری کو سعادت علیخاں کی مصاحبت نے ڈبویا" اس قول کے پہلے حصہ سے تو مجھے بالکل اتفاق نہیں۔ البتہ دوسرا حصہ بالکل صحیح ہے۔ شاعری خود ایک بڑا کمال ہے۔ اور ایسا بڑا کمال ہے کہ اگر کسی شخص میں صحیح طور سے موجود ہو تو اُس کے سامنے دوسرے کسبِ کمال ہیچ ہیں۔ البتہ افسوس اس بات کا ہے کہ سید انشا کی طبعی ظرافت اور شوخی کو درباری مصاحبت اور مذاق نے خراب کیا اور اس نے اُن کی شاعری کو بھی بگاڑے بغیر نہ چھوڑا۔ شوخی و ظرافت بڑی پُر لطف چیز ہے اور کلام کا رتبہ اس سے بعض اوقات بہت بلند ہو جاتا ہے اور دلوں کے شگفتہ کرنے اور بعض خیالات کے ادا کرنے میں یہ ایک سحر کا کام کرتی ہے۔ بشرطیکہ ایک حد تک اور مناسبت سے ہو اور کوئی لطافت بھی پائی جاتی ہو (جیسے مرزا غالب کے کلام میں) لیکن افسوس ہے کہ سید انشاء اللہ کے کلام میں بعض اوقات یہ شوخی و ظرافت تمسخر اور پھکڑ کی درجہ تک اور پھکڑ سے فحش اور شہدپن تک پہنچ گئی ہے جو کانوں کو ناگوار اور ذوق سلیم پر بہت گراں گزرتا ہے۔

سید انشا کا کلام ان کا کلیات جو طبع ہو گیا ہے، اُس میں کلام ذیل شامل ہے:-

(۱) اُردو کا دیوان (۲) دیوان ریختی (۳) قصائد (جس میں ایک قصیدہ منقبت بے نقط

واشعارِ ترکی وغیرہ بھی شریک ہیں)۔(۴) دیوان فارسی۔(۵) مثنوی شیر برنج فارسی (۶) مثنوی بے نقط (لوحِ سرخی بھی بے نقط وموزوں) (۷) مثنوی شکار نامہ۔(۸) مثنویات در ہجو زنبور، کھٹمل، پشہ، مگس۔(۹) مثنوی شکایتِ زمانہ۔(۱۰) مثنوی فیل۔(۱۱) مثنوی در ہجو گیان چند ساہوکار (۱۲) اشعار متفرقہ ورباعیات وقطعات وتاریخ ہائے متفرقہ۔(۱۳) چیستانیں اور پہیلیاں مخمس وغیرہ۔(۱۴) دیوان اُردو بے نقط مع رباعیات ونثر بے نقط۔(۱۵) شرح مأتہ عامل نظم فارسی۔(۱۶) مثنوی مرغ نامہ۔

اس کے علاوہ ایک داستان اُردو نثر کی لکھی ہے جس میں یہ اہتمام کیا ہے کہ کوئی لفظ عربی فارسی کا نہ آنے پائے۔ اور باوجود اس کے کلام اُردو کے پایہ سے گرنے نہیں پایا۔ یہ درحقیقت بڑے کمال کی بات ہے۔ آج اگر کوئی چاہے ایسا صفحہ بھی اس رعایت کے ساتھ لکھ لے تو ممکن نہیں۔

لیکن سید انشا کی سب سے بڑی یادگار اور قابل قدر تصنیف **دریائے لطافت** ہے۔ اس میں اُردو صرف ونحو، منطق، عروض وقافیہ، معانی وبیان وغیرہ کا ذکر ہے۔ پہلا حصہ یعنی اُردو صرف ونحو تو سید انشاء اللہ کی تصنیف ہے اور دوسرا حصہ یعنی منطق، عروض وقافیہ و معانی وبیان **مرزا محمد حسن قتیل** کا تالیف کیا ہوا ہے۔ کتاب کی جان پہلا ہی حصہ ہے۔ اگرچہ اس سے قبل بعض اہل یورپ نے متعدد کتابیں اُردو قواعد پر لکھی تھیں[۱]، لیکن یہ پہلی کتاب ہے جو ایک ہندی اہل زبان نے اُردو صرف ونحو پر لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ عجیب جامع اور بے مثل کتاب ہے۔ اُردو زبان کے قواعد، محاورات اور روزمرہ کے متعلق اس سے پہلے کوئی ایسی مستند اور محققانہ کتاب نہیں لکھی گئی تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی کتاب اس پایہ کی نہیں لکھی گئی۔ جو لوگ اُردو زبان کا محققانہ مطالعہ کرنا چاہتے ہیں یا اُس کی صرف و نحو یا لغت پر کوئی محققانہ تالیف کرنا چاہتے ہیں، اُن کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے

۱؎ ملاحظہ ہو راقم کا مقدمۂ قواعد اُردو، جس میں اس کے متعلق بتفصیل بحث کی گئی ہے۔

نہیں بلکہ ناگزیر ہے۔

سید انشا پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے عربی فارسی زبان کا تتبّع چھوڑ کر اُردو زبان کی ہیئت و اصلیت پر غور کیا اور اُس کے قواعد وضع کیے اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہے تو وہاں بھی زبان کی حیثیت کو نہیں بھولے۔ علاوہ اس کے الفاظ و محاورات کی تحقیق، بیگمات کی زبان اور اُن کے محاورات، مختلف الفاظ کے تلفظ، مختلف فرقوں کے میل جول سے زبان پر جو اثر پڑا، ان سب کو بڑے لطف سے ادا کیا ہے اور بعض بعض نکات ایسے بیان کیے ہیں جن کی قدر وہی کر سکتے ہیں جنھیں زبان کا ذوق ہے۔ صرف و نحو کے قواعد بھی بڑی سلاست اور جامعیت سے بیان کیے گئے ہیں اور حیرت ہوتی ہے کہ اس بارے میں جن جن باتوں کا اُنھوں نے خیال کیا ہے متاخرین کو بھی وہ نہیں سوجھیں۔ حالانکہ ایسا عمدہ نمونہ موجود تھا۔ اس سے سید انشاء اللہ خاں کے دماغ اور ذوقِ زبان کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ الفاظ کی فصاحت و غیر فصاحت و صحت و غیر صحت کے متعلق کتنی سچی رائے دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہر لفظ جو اُردو میں مشہور ہو گیا، عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سُریانی، پنجابی ہو یا پوربی، از روے اصل غلط ہو یا صحیح وہ لفظ اُردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے۔ اور اگر خلاف اصل مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے۔ اُس کی صحت و غلطی اُردو کے استعمال پر موقوف ہے۔ کیونکہ جو کچھ خلافِ اُردو ہے غلط ہے، گو اصل میں وہ صحیح ہو اور جو کچھ موافق اُردو ہے صحیح ہے۔ گو اصل میں صحت نہ رکھتا ہو"۔ اس اصول کو قائم کرنے کے بعد وہ بہت سے عربی الفاظ کو جو اُردو میں کچھ کے کچھ ہو گئے ہیں صحیح بتاتے ہیں۔ مثلاً سید انشا کی رائے میں برقا صحیح اُردو کا لفظ ہے، گو وہ خلاف اصل ہے۔ یا وہ غدر کو بفتح و اُردو کا صحیح لفظ خیال کرتے ہیں اگرچہ اصل میں بسکونِ دال ہے۔ یہ سُن کر بعض اصحاب جنھیں صحت لغت کا اسی قدر خیال رہتا ہے جیسے ایک مومن متقی کو ادائے ارکانِ صلوٰۃ کا۔ اور خصوصاً ثقات لکھنؤ بہت جزبز ہوں گے۔ لیکن جو لوگ اصولِ لسان سے واقف ہیں

وہ سید انشا کی وسعت نظر اور اصابت رائے کی داد دیں گے۔ فرق یہ ہے کہ سید انشا
اردو کو ایک جدا زبان خیال کرتے ہیں اور غیر زبان کے جن الفاظ نے منجھ منجھا کر یا گھس
پس کر یا اختلاف لہجہ یا دوسرے اسباب سے ایک خاص صورت اختیار کر لی ہے
وہ اب اُردو کے لفظ ہو گئے ہیں، انھیں اصل زبان سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ اور جو
کچھ صورت اُن کی پیدا ہو گئی ہے اور جس طرح وہ زباں زد خاص و عام ہو گئے ہیں،
وہی اُن کی صحیح صورت ہے، اصل زبان سے خواہ وہ کیسی ہی متبائن اور مختلف کیوں
نہ ہوں۔ مگر جو حضرات ابھی تک اُن عربی فارسی الفاظ کو جو اُردو میں مستعمل ہیں اصلی
صورت میں لکھنا اور بولنا صحیح اور فصیح سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف غلط اور غیر فصیح
تو گویا وہ ابھی اُردو زبان کو زبان ہی نہیں سمجھتے۔ اسی اصول کو اگر مد نظر رکھا جائے
اور ہر اردو لفظ اُس کی اصلی صورت میں (یعنی جس زبان سے وہ آیا ہے) لکھنا اور بولنا
شروع کریں تو اُردو زبان کوئی زبان ہی نہ رہے گی۔ اور موجودہ تحریر و تقریر کے سارے
الفاظ باستثنائے چند کے غلط ٹھہریں گے۔ کیونکہ اس میں جس قدر الفاظ ہیں وہ یا تو
سنسکرت اور ہندی زبانوں کے ہیں یا عربی فارسی ترکی یا بعض یورپی السنہ کے۔ اُردو
زبان مستقل زبان اُسی وقت ہو گی جب وہ ان زبانوں کے لفظ لے کر اُنھیں اپنا کر لے
اور جہاں وہ اپنے ہوئے اُن کی شکل و صورت، وضع قطع، رنگ ڈھنگ میں ضرور
فرق آئے گا۔ مگر ہم میں سے بعض نازک دماغ دقیق نظر حضرات کو ان غیر ملکیوں
کی یہ بے تکلفی ہرگز نہیں بھاتی وہ انھیں اپنا بنانا نہیں چاہتے بلکہ انھیں ڈھکیل ڈھکیل کر
اپنے حدود سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ اگر سید انشا کے اصول پر عمل رہا ہوتا تو اب تک
اُردو میں بہت کچھ وسعت، لطف اور شیرینی پیدا ہو جاتی۔

اس کتاب کے پہلے ہی باب میں سب سے اول اُنھوں نے اُردو کے حروف ابجد
سے بحث کی ہے۔ اور اُن کی تعداد کے تعین میں بڑی بڑی جدت طرازیاں کی ہیں۔ سید انشا

کے بعد سے اُردو صرف و نحو اور لغت وغیرہ پر بیسیوں ہی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن جس جس پہلو سے اُنھوں نے ان حروف تہجی کو دیکھا ہے اور اُن کے اقسام قائم کیے ہیں بہت کم لوگوں کی نظر وہاں تک پہنچی ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ معمولی تقسیم حروف کے جو ہر معمولی کتاب میں پائی جاتی ہے مثلاً عربی کے اتنے فارسی کے اتنے اور ہندی کے اتنے۔ سید صاحب ایک قدم اور آگے بڑھے ہیں۔ اس تقسیم کے بعد انھوں نے اُن حروف کو لیا ہے جو کسی خاص حرف سے مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً سترہ حروف ایسے ہیں جو ہ کے ساتھ مل کر ایک آواز دیتے ہیں۔ جیسے بھاگنا، پھننا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے ہاں اب کہیں اُردو قاعدوں میں یہ حروف بڑھائے گئے ہیں۔ حالانکہ سید انشا مدتوں پہلے لکھ چکے ہیں۔

یا سترہ حروف ایسے ہیں جو نون کے ساتھ مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً ہنڈول، رنگیلا، ہنسنا وغیرہ۔ اُردو قاعدوں میں اب تک ان حروف کا ذکر نہیں۔

اسی طرح بعض حروف ایسے ہیں جو ی کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کیا (حرفِ استفہام) دھیان۔ پیارا وغیرہ۔ غرض اسی طرح سید انشا نے اُردو حروف تہجی کی کُل تعداد پچاسی بتائی ہے۔

دوسرے باب میں دہلی کے محلوں کی تمیز کے متعلق بڑی دلچسپ بحث کی ہے۔ اور بہ تفصیل بتایا ہے کہ کس کس محلے کی زبان فصیح ہے اور کہاں کہاں کی غیر فصیح۔ مغلوں (اہل مغل پورہ) سادات بارہ۔ پنجابیوں، پُربیوں کی زبان کیسی ہے اور اُن کی وجہ سے الفاظ کے تلفظ اور لہجہ اور زبان میں کیا فرق پیدا ہوا ہے۔ اور یہ سب امور تفصیل اور مثالوں کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ اور ایسے لطف کے ساتھ کہ جی خوش ہو جائے۔ اسی میں سید انشا اور حضرت میرزا مظہر جان جاناں رح کا مشہور مکالمہ ہے۔ ہیں تو گنتی کے دو تین ہی جملے مگر آنکھوں کے سامنے تصویر کھنچ جاتی ہے۔

تیسرے باب میں بعض فصحا وغیرہ کا ذکر ہی۔ اور بعض ایسے الفاظ کا بیان کیا گیا ہی جو اُردو نہیں یا متروک ہیں اور میر تقی یا مرزا سودا نے اُن کا استعمال کیا ہی۔ اسی باب میں نواب عماد الملک، بھاڑ اِل، مرزا صدر الدین صفاہانی اور ملّا عبد الفرقان کی دلچسپ تقریریں ہیں۔ خاص کر بی نورن اور میر غفر غینی کی تقریریں نہایت پُر لطف ہیں۔ بی نورن اور میر غفر غینی کی تقریریں ایسی پاک صاف شستہ ہیں کہ آج کل کی بول چال بھی اس سے زیادہ فصیح نہیں ہو سکتی۔ اس سے سید انشا کی زبان دانی اور فصاحتِ کلام کا اندازہ ہو سکتا ہی کہ باوجود اس قدر زمانہ گزرنے کے اور زبان کے منجھنے اور ترقی پانے کے جو کچھ وہ لکھ گئے ہیں اس میں کہیں حرف گیری کا موقع نہیں۔ بلکہ ویسی فصیح اور پاک صاف اُردو اب بھی ہر شخص نہیں لکھ سکتا۔ اور اس میں شعرائے عصر کے کلام وحال پر جو تنقید کی ہی وہ بہت ہی ظریفانہ ہی۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی نہیں چھوڑا۔

اسی باب کے آخر میں دہلی و لکھنؤ کی فصاحت و فوقیت کا پر لطف موازنہ ہی۔ اور دونوں طرف کے دلائل کو بیان کیا ہی۔ اس میں یہ بات دیکھنے کی ہی کہ چونکہ سید انشا نواب سعادت علی خاں کے ملازم اور مصاحب تھے اس لیے کس کس طرح پہلو بچا بچا کے اس بحث کو نبھایا ہے۔

بابِ چہارم میں مصطلحاتِ دہلی اور باب پنجم میں گفتگو و مصطلحاتِ زنانِ دہلی کا ذکر ہی۔ یہ دونوں باب محققین زبان و مولفین لغت کے لیے نہایت مفید اور کار آمد ہیں۔

اس کے بعد اُردو صرف و نحو ہے۔ نہ صرف اُردو صرف و نحو کی یہ پہلی کتاب ہی بلکہ اس لحاظ سے بھی اسے تقدّم اور فضیلت ہی کہ یہ اول کتاب ہی جس میں اُردو کی صرف و نحو بلحاظ زبان بیان کی گئی ہی اور عربی فارسی کی اندھوں کی طرح تقلید نہیں کی گئی۔ اگر ما بعد کے مولفین اس اصول کو پیش نظر رکھتے تو اس وقت تک اُردو صرف و نحو مکمل ہو جاتی۔

اس میں مطلق شبہہ نہیں کہ سید انشاء اللہ خاں کا اُردو زبان پر بہت بڑا احسان ہی اور خصوصاً یہ کتاب انھوں نے ایسی لکھی ہی کہ جب تک اُردو زبان زندہ ہی اس کے مطالعہ اور اس سے استفادہ اور سند لینے کی ضرورت باقی رہے گی۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ منطق و عروض و قوافی و معانی و بیان میں ہی۔ یہ حصہ مرزا قتیل کا ہی اور زیادہ قابل لحاظ نہیں۔ بلحاظ فن کے بھی زیادہ مستند خیال نہیں کیا جاتا۔ البتہ منطق و عروض میں ایک جدّت انھوں نے ضرور کی ہی۔ یعنی اصطلاحات فن کا ترجمہ اُردو میں ہی۔ مثلاً

| | | | |
|---|---|---|---|
| تصور | دھیان | بدیہی | پرگھٹ |
| تصدیق | جوں کا توں | نظری | گپت |
| موضوع | بول | تسلسل | اُلجھا سُوت |
| محمول | بھرپور | دَور | ہیر پھیر |
| رابط | جوڑ | مطابقت | ٹھیک ٹھیک |
| نسبت | ملاپ | التزامی | اوپری لگاؤ |
| قضیہ | بات | مثلث | تکڑا |
| | | مربع | چوکڑا وغیرہ |

یہ امر قابل غور ہے کہ اصطلاحاتِ علمی اس طور پر تراشی جائیں یا ترجمہ کی جائیں تو اس سے علوم کے ترجمہ کرنے یا عام طور پر علوم کے مقبول کرنے میں کہاں تک آسانی ہوتی یہ ایک بحث طلب مسئلہ ہی مگر اس میں شک نہیں کہ ہمیں اصطلاحات کی وضع کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو (بشرطیکہ رکاکت پیدا نہ ہو) ہندی سے ضرور مدد لینی چاہیے مثلاً اگر نصفیۃ الاجنحہ کی بجائے اَدھ پرا یا آدھ پنکھ، یا عدیمۃ الاجنحہ کی بجاے بے پرا یا بے پنکھ، یا عدیمۃ الذنب کی جگہ بے دُما وغیرہ کہا جائے تو کیا ہرج ہی بلکہ اس سے سراسر فائدہ ہی۔ بعض الفاظ

جو بوجہ سختی اور کرخت ہونے کے ہماری زبان پر نہیں چڑھتے اُن کا ترک کرنا اولیٰ اور اُن کی بجائے ہندی یا فارسی اصطلاحات کا استعمال کرنا مناسب ہی۔

مرزا قتیل نے بھی اس حصہ میں سید انشاءاللہ کی پیروی کی ہی اور مزاح و تمسخر میں کوئی کمی نہیں کی۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوا ہنس کی چال چل رہا ہی۔ مرزا صاحب کا مزاح اکثر بے نمک ہے۔ انھوں نے عروض میں بجائے مروّجہ الفاظِ اوزان کے نئے الفاظ تراشے ہیں۔ مثلاً بجائے مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن کے بی جان پری خانم بی جان پری خانم اور بجائے فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن کے چت لگن پری خانم چت لگن پری خانم وغیرہ فرماتے ہیں۔ میں نے منطق اور عروض و قوافی کا بیان کتاب سے ترک کر دیا ہی کہ وہ کچھ مفید نہ تھا۔ البتہ بیان و معانی کا بیان بطور نمونہ کے رہنے دیا ہی وہ کسی قدر ٹھیک ہے۔

اس کتاب کے طبع میں بڑی دقت تھی۔ اول تو یہ کہ جا بجا فحش کلمات بے تکلف استعمال کیے گئے ہیں اس لیے اُن کے خارج کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی کیونکہ بعض اوقات مطلب خبط ہو جاتا تھا۔ دوسرے سید انشا کی طبیعت میں اُپج تو تھی ہی، انھوں نے حروف کے نام بھی نئے ایجاد کیے ہیں۔ غالباً اس میں انھوں نے اپنے ولی نعمت نواب سعادت علی خاں کے اوصاف کی رعایت رکھی ہے۔ مثلاً الف کو اقبال، ب کو بخشش، پ کو پاکی طینت، ت کو ترحم، خ کو خدا ترسی، ژ کو ژرف نگاہی ک کو کم دماغی ہ کو ہمتِ بلند لکھا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے تمام حروف کو الگ الگ نام دیے ہیں۔ اس سے پڑھنے والے کو بڑی اُلجھن ہوتی ہے۔ مثلاً کھَن ایک چھوٹا سا لفظ ہی۔ اس کا تلفظ وہ اس طرح سے بتاتے ہیں "با کم دماغیِ مفتوح با ہمت بلندیِ گشتہ و نفاست ساکن بمعنی لگا ہے"۔ اور چونکہ کتاب میں مختلف تقریریں اور مختلف بولیاں درج ہیں وہ ایک ایک لفظ کا تلفظ اس طریقہ

سے بناتے ہیں تو پڑھنے والے کو سخت پریشانی ہوتی ہے۔ اس لیے میں نے اس طریقہ کو بھی ترک کر دیا ہے اور مروجہ اور معمولی طریقہ کو اختیار کیا ہے تاکہ ناظرین کو سہولت ہو۔

اس کتاب کی تصنیف میں چونکہ سید انشا اور مرزا قتیل دونوں شریک تھے اس لیے نام بھی دونوں نے دو دو تجویز کیے ہیں۔ سید انشا نے اپنے آقاے ولی نعمت نواب ناظم الملک سعادت علی خاں بہادر کے نام کی رعایت سے ارشاد ناظمی اور بحر سعادت تجویز کیے اور مرزا قتیل نے دریاے لطافت اور حقیقت اُردو۔ مگر ان میں دریاے لطافت ہی مقبول ہوا اور وہی آج تک مشہور رہی۔ یہ کتاب ۱۲۲۲ ہجری مطابق ۱۸۰۷ء میں تصنیف ہوئی۔ اس کے چھیالیس برس بعد مولوی مسیح الدین خاں بہادر کاکوروی نے اپنے مطبع آفتاب عالمتاب مرشد آباد میں بہ تصحیح و اہتمام مولوی احمد علی گوپاموی طبع کرایا۔ مولوی مسیح الدین خاں مرحوم میر منشی گورنر جنرل و سفیر شاہِ اودھ تھے اور بعد ازاں واجد علی شاہ مرحوم کی والدہ کے ساتھ انگلستان تشریف لیگئے وہاں سے واپس آنے کے بعد انھوں نے مرشد آباد میں ایک فارسی ٹائپ کا مطبع قائم کیا اور اُس میں اچھی اچھی کتابیں طبع کرائیں۔ مولوی صاحب کی خوش مذاقی کے بدولت یہ کتاب دستبُرد زمانہ سے بچ گئی۔ مگر اب یہ نسخہ بھی کمیاب ہے۔ اسی نسخہ سے انجمن نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہل مُلک کے لیے مفید ثابت ہوگی

اورنگ آباد دکن
۲۸ مئی ۱۹۱۶ء

عبد الحق
آنریری سکرٹری انجمن ترقی اُردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ہر مملکت قاعدہ این است کہ صاحب کمالان و خوش بیانان آنجا در شہرے کہ قرارگاہ
ارکان دولت بادشاہی باشد جمع شوند و از کثرت ورود آدم ہر دیار برائے تحصیل قوت
در ان باشندگانش در تحریر و تقریر بہ از ساکنان بلاد دیگر آن ولایت باشند مانند صفاہان
در ایران کہ مدتہا دار السلطنت سلاطین صفویہ بود و زبان و بیان سکنہ آنرا بہ از زبان
مردم جاہاے دیگر در ایران میگرفتند و میگیرند یا استنبول کہ محل جلوس سلطان روم
است۔ چون بیشتر جاے عیش سلاطین تیموریہ و دار الخلافہ شاہجہان آباد بودہ است
و فصیحان و بلیغان و علماے عالی قدر فریقین و دیگر ارباب فنون لطیفہ و اصحاب علوم
شریفہ در آن شہر دلنواز آرام گاہے براے خود ساختہ بودند ہر چند کہ لاہور و ملتان
و اکبرآباد و الہ آباد ہم مسکن بادشاہان صاحبِ قدرت و شوکت بودہ و عمارات بلند
سر بفلک رسانیدہ درین شہرہا موجود است لیکن برابر نمیتوان گفت۔ زیرا کہ دریں جا
سلاطین عالی مقام زیادہ از جاہاے دیگر تشریف داشتہ اند۔ خوش بیانان آنجا

متفق شده از زبان هاے متعدد الفاظ دلچسپ جدا نموده و در بعضی عبارات والفاظ تصرف بکار برده زبانے تازه سواے زبانهاے دیگر بهم رسانیدند و به اردو موسوم ساختند۔ ظاهر است که از روزے که شاه جهان بادشاه غازی این قطعه را آباد ساخته موسوم به شاهجهان آباد کرد از آن روز تا امروز مسکن بادشاه هند است۔ در زمانهٔ سابق آدم هر شهر در آن شهر وارد می شد و کسب آدمیت میکرد و باشندهٔ آنجا بشهر دیگر نمیرفت۔ واگر بحسب ضرورتے جائے میرفت بزرگ زادهاے عالیقدر آن بلده بزیارتش می آمدند و در صحبت او قوانین نشست و برخاست و حرف زدن و دیگر آداب مجلس یاد میگرفتند۔ و از چند سال که خرابی بآن شهر رو نمود ساکنانش جابجا منقسم شدند و هر جا که آسودگی را با خود دوچار دیدند قرار گرفتند و از فیض همنشینیِ شان اهل ده سلیقهٔ خورش و پوشش و فصاحت بیان و تیزیِ زبان حاصل نموده شنیدگان را در غلط انداختند۔ لیکن هنوز از اصل تا نقل فرق بسیار است۔ کسانیکه پدر و مادر شان از شاهجهان آباد بشهر دیگر رسیده اند و صاحب اولاد همانجا شده اند روزمرهٔ آنها بعینه روزمرهٔ دار الخلافه است۔ مگر بعضے صاحبان از کثرتِ صحبتِ ساکنانِ آن شهر چند لفظ مخالفِ اردو نیز استعمال میکنند۔ و تفصیل این اجمال برین نمط است که از خصوصیاتِ اهلِ پورب یکے این هست که بخلاف شاهجهان آبادیان درین عبارتِ هندی (کل هم تمهارے یهان گئے تھے) لفظ سے با کاف و یاءِ مجهول بعد تمهارے زیاده آرند یعنی (کل هم تمهارے کے یهاں گئے تھے) گویند و بعد لفظ میرے، تیرے، همارے، اُسکے، اِسکے نیز۔ و بعضی فصیحان هیان را یهاں بروزن جهاں و یهاں بروزن ناں به تلفظ در آرند و ها را در یا مخلوط کنند۔ دیگر نون ماقبل یا در تانیث مانند حلال خورنی بمعنی زن حلال خور که در شاهجهان آباد حلال خوری گویند۔ لفظ حلال خور اگرچه در اصل غلط است لیکن چون در هند چنین اشتهار پذیرفته حالا بزبان اُردو همین صحیح است۔ دیگر گبریا و گبرٹی بمعنے

سبزی فروش وزنش، این ہر دو لفظ آشناے گوش اہل اُردو نیست سوائے کسانیکہ سفر پورب ہم کردہ اند۔ و لفظ شاہجہان آبادیان باین معنی کنجڑا و کنجڑن باشد۔ طرفہ اینکہ اگر بعضی اُردو دانان پورب جناب از لفظ کبڑیا و کبڑنی دارند باز ہم یاء معروف بعد نون افزودہ کنجڑن را کنجڑنی گویند۔ دیگر درخت بڑ بباء مفتوح و راء ہندی در شاہجہان آباد مشہور است (برگد) بباء مفتوح و راء ساکن و گاف مفتوح و دال ساکن استعمال نمایند دیگر مدار بجاے درخت آک۔ دیگر (لو) کہ ہندی بجاے بگیرید مستعمل است و در مقام استعمال آن باوّل کلام معنی اصلی مقصود نیست بلکہ براے حسن کلام آید (لے) کہ ترجمہ بگیر است برزبان دارند۔ مثلاً در شاہجہان آباد جائیکہ (لو یار چلو چاندنی چوک تک ہو آویں) گویند در پورب (لے یار چلو فرا چاندنی چوک کی سیر کریں) محاورۂ بعضی فصیحان باشد۔ دیگر (دھنی) بجاے کڑی یعنی چوب سقف۔ دیگر زکل بجاے زسل۔ دیگر دہنا بمعنے دست راست بجاے دانیاں یا داہنا۔ دیگر بتوری بجاے رسولی۔ دیگر دادھیال و نانھیال بزیادت الف۔ و ہم چنین چند لفظ دیگر بر زبانِ این صاحبان جاریست کہ شاہجہان آبادیان نشنیدہ اند۔ و از ساکنان بلاد دیگر ہر چند بعضی بسیار کردہ روزمرہ خود را در صحبت اہل دہلی رسانیدہ اند لیکن از لہجہ مجبور اند ہمین کہ حرف سیزنند شناختہ می شوند۔ و ہم باید دانست کہ آدم شاہجہان آباد در وقت تکلم یک دو لفظ پورب بزبان اُردو پوربی ہر قدر کہ سخن بگوید ہمہ روزمرۂ اُردو باشد و الفاظ ملک خود دران داخل نکند از لہجۂ ہر دو معلوم می توان کرد کہ این شاہجہان آبادی است و این پوربی۔ بالجملہ زبانِ اُردو مشتمل است بر چند زبان یعنی عربی و فارسی و ترکی و پنجابی و پوربی و برجی و غیر آن۔ مثال مدلل

واللہ باللہ تمام شب باجی جان یہی کہتی تھین کہ مجھے چھوٹے بھائی پر بہت تیہا آتا ہے کہ ناحق ناحق تگاجی ساتھ لیکر پایندہ بیگ کھتے کے گھر دوڑ دوڑ کے جاتا ہے ایسا نہو

کہ اُس جھلّے کی دوستی مین اپنا سر کٹواوے - مین نے کہا آپ کاہے کو کُرھتی
ہین اُس لڑکے کا اللہ بیلی ہے، پایندہ بیگ کیا ہے -

و در مثل - بگلا مارے پنکھ ہاتھ - مخفی نماند کہ و اللہ باللہ ہر دو عربی است و تمام شب فارسی و باجی بمعنی خواہر ترکی و کھیسا بمعنی جیب پنجابی لیکن سوائے آدمی استعمال آن در اُردو بہیچ چیز روا نبوده، ہمچنین جھلّا بمعنے کم عقل و درازہ زبانے کہ حرکات و افعال خود را نکوداند و در اصل دلالت کند بر حماقتِ او لیکن از بدی طینت پاک باشد - و بیلی بمعنی نگہبان نیز پنجابی است - و تگّا بافتحہ و تشدیدِ گاف بمعنی شوہرِ دایہ ترکی باشد کہ اصلش اتکہ بالف و تاء و گاف ہر سہ مفتوح و ہاء ساکن از کثرت استعمال و عدم معرفتِ زنانِ ہند بزبانِ ترکی تگّا شد - و کاہیکو بمعنی چرا گاہے در اصل زبان برج است - کاہے رے بھیّا، یعنی چرا اے برادر - لفظ کو با کاف و واو معروف چون ملحق بآن کردند روز مرّۂ اُردو شد - و درین مقام کس واسطے و کس لیے و کیون ہم استعمال یابد و فصیح تراز کاہیکو باشد - و پنکھ کہ بمعنی پر در مثل بستہ شدہ لفظ اُردو نیست زبانِ پورب است - و بعضی حرکات و حروف ہم دلالت کند بر شاہ جہان آبادی و بیرونی مثلاً ہر گاہ اہل دہلی شاہ جہان پور را از زبان بر می آرند اظہار واو در پور نمی کنند، پور بر وزن خور کہ بمعنی آفتاب است میگویند و پوربیان پور بر وزن نور ادا نمایند - ہمچنین موہان را کہ قصبہ است متصل لکھنؤ بر وزن گمان، موہان بر وزن طوفان گویند - ردولی کہ مدفن شیخ عبد الحق صاحب نوشتہ است، رُدولی بضمۂ راء و فتحۂ دال و سکون واو و کسرۂ لام و یاء معروف خوانند، و دہلویان با راء مفتوح بر زبان دارند و حرکاتِ باقی ہمان - و درینجا دہلویان مراد از کسانے است کہ خود در پورب بوجود آمدہ اند و موطن پدر و مادرِ شان دہلی بودہ - زیرا کہ باشندگان شاہ جہان آباد تا وقتیکہ لکھنؤ را ندیدہ اند نامِ اینگونہ بلاد را نشنیدہ اند - و ترجمۂ لفظ طفولیت بزبان اہلِ پورب لڑکئی بفتحۂ لام

و سکون رای هندی و فتحهٔ کاف با همزه یکے شده و یاء معروف باشد و در شاه جهان آباد این
سه قسم رواج دارد- در مدرسه از زبان طالب علمان لڑکائی و از زبان اهل مغلپوره
لڑکاپن مسموع است و بر زبان فصیحان لڑکپن جاریست-
موجز اینکه چون زبان اُردو عطر زبانهاے دیگر است حروفیکه درین زبان بتلفظ در می آید
هشتاد و پنج حروف است نزد فصیحان اهلِ تحقیق- و نزدِ عوام و تحقیق ناآشنایان نود و
پنج حرف است چهار مشکوک و آن دال و خا با نون یکے شده و سین با یا یکے گشته
و جیم فارسی متحد با ها و نون- و شش حرف دیگر که محل بحث است و آن زاء و شین متحد
با نون- و باء فارسی و الف متحد با واو- و کاف با واو و نون یکے شده و میم با یاء و نون
متحد- بخلاف عربی که زیاده از بست و هشت حرف ندارد از الف تا یا - و بخلاف
فارسی که بست و چهار حرف دارد- تفصیلش اینکه هرگاه از بست و هشت حرف تهجی این
هشت حرف را که در فارسی نمی آید یعنی- ث - ح - ص - ض - ط - ظ - ع - ق - جدا
کردیم بست باقی ماند- چار حرف دیگر که در عربی نمی آید بران افزودیم بست و چار شد-
یعنی باء فارسی و جیم فارسی و زاء فارسی و گاف همچنین بخلاف ترکی که بست و سه حرف
دران یافته می شود یعنی از همان بست و چهار حرف فارسی ژ - ڙ - را یکطرف گذاشتیم
و قاف بر باقی مزید کردیم-
بالجمله تفصیل حروف اُردو برین نمط است که بست و هشت حرف عربی و چار حرف مخصوص
بفارسی و سه دیگر که تاء هندی و دال هندی و راء هندی باشد با هم سی و پنج شد و هفده
حرف دیگر است که هر یکے ازان با نون جمع شده یکحرف شمار کرده اند و بتکلف یکے بر هفده
هم زیاده می توان کرد و آن حروف- الف - با - و باء فارسی - و تا - تاء هندی
جیم - جیم فارسی - خا - و دال هر دو مشکوک - دال هندی - را - سین - ک - و گاف
و لام - میم - نون - ها - بود- و حرف دیگر باشد که با ها گفته شود و حروف مذکوره

این است - با و باء فارسی و تا و تاء هندی و را و راء هندی و دال و دال
هندی و کاف و گاف و لام و میم و نون و واو و یا و جیم و جیم فارسی باشد - و یازده
حرف دیگر است که با ہا یکے شوند یعنی با و باء فارسی و کاف و گاف و دال با ہا یکے
شده و دال هندی و جیم فارسی و جیم و سین و شین و نون - و ہشت حرف دیگر است
که با ہا و نون یکے باشد و آن کاف و گاف و با و باء فارسی و جیم و جیم فارسی و دال
و دال هندی بود - و دو حرف دیگر با واو یکے شود و آن الف و باء فارسی است لیکن
هر دو محل بحث ذکر آن بجاے مناسب در کتاب کرده خواهد شد - مانند بعضی حروفِ
دیگر که در بعضی الفاظ در کتابت معتبر گرفته اند و در اصل از شمار حروف بیرون است - یا
مثل بعضی حروفِ دیگر که مانند سین با یا یکے گشته زبان بعضی بازاریان باشد - مثال حروفِ
اُو وا نام زنِ کسبی بخشی علیٰ ہذا القیاس - تتو و پیا و ثابت علی نام ساز زننده و جمیا و
حسینی و خانی و چاندنی و دامڑی و ذاکر علی نام سارنگی نوازے و راحت و زاہد علی
پسر راحت و سندری و شکرو و صاحب بخش و ضابط علی ہم نام ساز زننده و طاہر علی
برادرش و ظہورن و عزت و عیینی و فرخنده و قطبو و کریمن و گنا و لاڈو و مہتاب و نورن
و وزیرن و ہینگو و یارو نام کنچن - این نامہا نام زنان و مردان کسبی اُردو باشد سوائے
این اسماء حروفِ مذکوره در الفاظ دیگر ہم بسیار می آید - مختصر اینکه درین نامہا حروفِ تہجی
عربی و فارسی سوائے زاء فارسی ہمه مذکور است - چون بر زبانِ قابلیت دستگاہان فصیح
زاء فارسی یعنی اصلی خود و ژاله باری ہم جاری ست مثال آن نیز پیدا شد - تا اینجا مجموع
حروف عربی و فارسی سی و دو حرف است که در مثال یاد کرده آمد - مثال دال هندی
(ڈولی) مرکبے است که محبوبان بران سوار شده براے رقص میروند ہرچند سوائے این
فرقه دیگر مرد و زن ہم سوار می شوند لیکن دیگران بمجبوری - و اینہا روزِ رفتن در مجلسِ
شادی براے رقص با وجود میسر بودن پینس و میانه باختیار خود بسواری ڈولی راه

طے میکنند۔ مثال تا ہندی۔ ٹانٹھی بمعنی زنِ پُرگوشت، مستعد در امور ضروری خانگی۔
مثال راء ثقیل این حرف در اوّلِ الفاظ زبان اُردو شنیده نمی شود یا آخر لفظ می آید یا
در وسط مانند پیڑ بمعنی درخت و کڑوا بمعنی تلخ۔
مثال ہفده حرف با نون یکے شده۔ انگرکھہ نام لباس۔ بنڈوڑ بمعنی کنیز کم قدر۔ پنڈول
قسمے است از گلِ سفید و ر بمعنی تنور زبان عوام اُردو۔ ٹنگڑی با تاء ہندی بمعنی ساق۔ جنگلہ
نام راگنی۔ چنگر مشهور خنجر در استعمال مرثیہ گویان با نون مختفی بسیار می آید بلکہ مرزا رفیع
ہم در مرثیہ کہ دو مصرعہ بند اولش این است خنجر بہ وزن چنبر بستہ **مطلع**

نہیں ہلال فلک پہ مہِ محرم کا — چڑھا ہے چرخ پہ تیغا مصیبت و غم کا

اگرچہ نزد فصیحان این الفاظ را اعتبارے نیست و عوام اُردو نیز مستعمل نمی کنند لیکن
برائے مثال خا بند مرزا رفیع نوشتہ شد زبان اُردو خیال نباید کرد۔ ڈھیلی ذلان
خرد فیل لیکن زبان جائے دیگر است از اہل اُردو بگوش نہ رسیده و شاید کہ بر زبان
کسے جاری باشد اولیٰ آنکہ داخل اُردو نکنند۔ ڈنڑ با دال ہندی و نون مختفی و راء
ہندی بمعنی ورزش۔ سنتو کہ آن را اکثرے از فصیحان ڈنڈ ہم گویند۔ رنگیلا بمعنی آدم خوش
اختلاط معشوق دوست۔ سنگار بمعنی آرایش۔ گنڈلا بمعنی کشیدن طلا یا نقره۔ گنڈیرا قسمی
است از شیرینی ہند۔ لنڈورا بمعنی طائر دُم بریده۔ منگیتر بمعنی دختر یکیے کہ با کسی نامزد
شده باشد۔ ننگیا لینا گرفتن لباس کسے بزور۔ ہنڈولا بمعنی گہواره۔
مثال ہفده حرفیکہ با ہاء یکے میشوند۔ بھاگنا بمعنی گریختن۔ پھٹ گیا بمعنی پاره شد۔ تھوڑا
بمعنی اندک۔ ٹھنڈا بمعنی سرد۔ مثال تاء ہندی۔ ٹیڑھا با راء ہندی۔ راء با ہا در
اول الفاظ نمی آید پڑھا ہوا بمعنی صاحب سواد یعنی خوانده۔ جھوٹا بمعنی دروغ گو و غیر آن۔
چھوٹا بمعنی خُرد۔ چھل بمعنی رشک زنان در مباشرت باہم۔ دھوم بمعنی غلغلہ۔ ڈھال
با دال ہندی بمعنی سپر۔ کھال بمعنی پوستِ حیوان۔ گھوڑا بمعنی اسپ۔ لھو بسیار اوسط

اکرم علیخان وہرکہ موسوم باین لفظ باشد۔ تمھارا گھر بمعنی خانۂ شما۔ مثال میم کہ دراول لفظ باین صورت آید در خاطر نیست۔ ہمچنین حال لام ازین سبب لھو، تمھارا گھر در مثال ہر دو نوشتہ شد۔ نون ہم ازین قبیل است مانند ننھا بمعنی خرد۔ وہان بمعنے آنجا بروزن نان وعلی ہذا القیاس۔ یہان بہمان وزن بمعنی اینجا۔

مثال ہشت حرف دیگر کہ باہاء و نون اتحاد دارند۔ گھنڈانا بمعنے پراگندہ کردن گھنگرو آنچہ مہوشان وقت رقص وربا کنند۔ بھنڈلانا فریب دادن۔ پھندنا آنچہ چتر پالکی بآن آرایند۔ جھنڈولا بمعنے طفلے کہ مو در سر داشتہ باشد۔ دھنکانا بمعنی اصرار طرفداران عروس در طلب زر وقتِ کشادنِ در با جانب داران داماد۔ ڈھنڈورا بمعنی منادی بندہار بمعنی ویرانہ۔ چھنگلیا انگشت کوچک کہ بعربی خنصر نامند این لفظ اززبان باشندگانِ قدیم پورب ہم شنیدہ می شود اند کے جاے تامل است۔

مثال یازدہ حروف دیگر کہ بایاء متحد شدہ اند۔ بیوتانا بمعنی باعث بر قطع ثوب شدن۔ پیوسی آنچہ از شیر گاؤ مادہ یا ہرچہ مثل آن بعد زائیدن درست نمایند۔ کیا بمعنی حرف استفہام۔ گیارہ بمعنی یازدہ۔ دھیان بمعنی تصور۔ جیوڑا بمعنی جان۔ چیونٹی بمعنی مورچہ۔ ڈیوڑھی بمعنی آستانہ۔ نیولا بمعنی راسو وبعضی یاءرا دران ظاہر کنند۔

شیوداس نام ہندو وبعضی عوام سیوداس باسین ہم خوانند ہرچند غلط است چون سوائے ہندوان برزبان مسلمانان اہل حرفہ از قبیل سبزی فروش ونیچہ بند وغیرآن نیز در شاہ جہان آباد روان است داخل اُردو شد۔ گو نزد صاحب لیاقتان فصیح کہ آشنا بکتابت ہستند حقیقتے ندارد باز ہم از روے انصاف مثل خنجر نسیت کہ احدے از وضیع وشریف نون آن وقت تکلم درخاء غائب نمی کنند بلکہ ہمہ بروزن لشکر ادا میسازند وہر فصیحے کہ ازین دو لفظ ومثل آن اجتناب ورزد در دار العدالت نزد اُردو دانان ماخوذ نیست ہمان ہشتاد و پنج حرف چہ کم است۔

# دُرِّ دانۂ دوم متضمن تمیز محلات دہلی

بر صاحب تمیزان پوشیدہ نیست کہ ہندوان سلیقہ در رفتار و گفتار و خوراک و پوشاک از مسلمانان یاد گرفتہ اند در ہیچ مقام قول و فعل اینہا مناط اعتبار نمی تواند شد۔ بالجملہ جمعیکہ در شاہ جہان آباد می باشند دو فرقہ اند بعضی بصحبت مسلمانان رسیدہ و بعضی محروم ماندہ فرقۂ اول از گفتن دَیا و کرپا بمعنی مہربانی و رچھا با راء مکسور و تشدید جیم فارسی با ہاء متحد گشتہ بمعنی نگہبانی۔ و گراس بمعنی نوالہ لیکن مخصوص یکسانے است کہ اصل شان از پنجاب است و چاچا بمعنی برادر خورد پدر۔ و تایا بمعنی برادر بزرگ پدر و ماما بمعنی برادر مادر و مامی زن برادر مادر و ماسی بمعنی خواہر مادر و پھوا با باء مضموم و ہاء ہر دو یکی شدہ و واو معروف مشدد و مبدل با ہمزہ و الف بمعنی خواہر پدر و جیجا با جیم مکسور و یاء معروف و جیم و الف بمعنی شوہر خواہر۔ دھا بر وزن جا بمعنی دایہ۔ و دھا ورا بر وزن فاعلن از روے عروض بمعنی شوہر او و قلیہ علی العموم جمیع اقسام گوشت پختہ و پروسنا بمعنی بر آوردن طعام از دیگچہ در رکابی و گرو کہ در ہندی ترجمۂ لفظ گنبید باشد بمعنی بزید و گئو با گاف مفتوح و ہمزہ مضموم و واو معروف کہ بمعنی گاو مادہ است و بجاے آدم مسکین بے زبان نیز۔ و ہتھیا بمعنی آزار و بھگت با باء و ہاء مفتوح یکی گشتہ و فتحہ گاف و سکون تاء بجاے زاہد و متقی و سنارا بمعنی زرگر۔ و نکسا بمعنی بر آمد و علی ہذا القیاس حق چارہ ندارند۔ فرقۂ دوم بازار را بزار و بجار و باد زن را پنکھا با فتحہ باء فارسی و تشدید کاف با ہاء یکی شدہ و الف۔ و پدر را لالا گویند و معمول اینہا نیست کہ پسر وقت صبح سلام بر پدر کند و یا وقت خطاب تعظیم او ملحوظ دارد بلکہ وقت حرف زدن پسر با پدر چنان بر بیگانگان ظاہر می شود کہ مخاطب از نوکران کم رتبہ این کس است۔ و دیورا کندہ

گویند. کنده با کاف مفتوح و نون ساکن و دال مفتوح با ہای یکے شده بمعنی دیوار
باشد- این الفاظ ہمه در استعمال کسانے است که اصل آنہا از بلاد پنجاب است یعنی لاہور
و امن آباد و کلانور و پٹیاله و سودہرا و برسرور و و اورنگ آباد و سیالکوٹ و وزیرآباد
و ہیت پوری شکره و سلطان پور و بیلان و راہون و گمودر و کادمی یا جہیال و نہلو
دال و کپورتھله- و علی الخصوص دلالان خرید پارچه که دلاّل را دلال بے تشدید لام
گویند و دستار را پگ با بای فارسی مفتوح و با گاف مشدد خوانند.- و ہرگاه باکسے بجنگند
دستار خود را از سر برداشته در بغل گیرند و صدائے تظلم مثل ستم رسیدگان بلند کنند و
بزعم خود طرف ثانی را ترسانند و بدانند که ازین تدبیر صائب ما این کس را دو اندیشه در
خاطر پیدا خواهد شد- یکے اینکه در دلش خواهد گذشت که ہرگاه این بیحیا شرم از سر برہنه
کردن خود نکرد محال است که حرمت من ملحوظ خاطرش باشد یقین است که بعد ساعتے
دست بدستار من خواهد رسانید- دوم اینکه این ہم با خود گفته باشد که اگر بازاریان صدائے صاحب
تظلم شنیده فراہم شوند رہائی از دست شان مشکل است اگر خواسته باشم که خاموش سر گریبان استاده باشم
دست درازی خواهند کرد و اگر یک دو مرد که را بزخم سر خود را شکسته پیش حاکم خواهند رفت
پس ہرگاه این دو وسوسه غول راه طبع او شده باشد سوائے عجز و عذر گناه پیش ما
مردم فروغ نمی تواند کرد.- و نزد شرفائے شاه جہان آباد ظاہر کنند که مادران مغل بچہا
وقت صبح پسران خود را از راه نصیحت میگویند که شما با ہر کسے خواہید بجنگید لیکن با
دلال بچہا راست و درست خواہید بود که آنہا بد بلا ہستند. و روزمرهٔ این فرقه ہم در
ہندی کم از روزمرهٔ اہل خراسان در فارسی نیست.
چنیا مل دلالے از شاه جہان آباد به فیض آباد وارد شده بود فردائے روز ورود خود
برائے دیدن خوشحال رائے نام جوہری می آید. طرف ثانی لیاقت این مردکه را که دلال
پسرے بیش نبوده است دیده تواضع طعام از قسم حلوا و لچئی کرده وقت رخصت

چہار فلوس برائے سیر بازار داد و بعد چند روز کہ بازو وارد شاہجہاں آباد شد یاران محلہ بر و جمع شدہ پرسیدند کہ خوشحال رائے جوہری را ہم دیدہ بودند معلوم نیست چہ حال دارد۔ بیک ناگاہ گردن را بلند کردہ بر سر سخن آمد کہ

کھسالی جوہری کی پیچھی باد مین ایسی بنی کہ ایسی کسی کی نہ بنی ہو ڈوڈھی ڈوڈھی پر خیریل وچ خپریل دی ستاری دی ہٹ ڈہری کے اندر بھی کنوا اگنوے کے منھ اوپر وڈا الکڑا ہور شخنی بھی ایسا کہ ایسا کوئی بھی نہ ہوگا مجھے دیکھتے ہی باگ باگ ہوگیا ہور وسی گھڑی چھے پیسے آدمی کو دیے کہ جنیال کے واسطے پوریان ہور موہن بھوگ توجا کے لاؤ ہور اُسکے آوُتے آوُتے تاکر دھیلے کی گا جران ہور دھیلے کا چٹا گڑ لیکے دیا کہ جب لگ وہ آوُتا رہے اُسکے آوُتے توڑے منھ تو چھٹا لو رب چنگا چوکری تان اُسنے بھی تو غرا غرم لوچیان ہور کچوریان ہور موہن بھوگ ڈھیر سا لاؤکے میرے آگے رکھ دیا مینے کہا کے کروںی کرکے کہا کہ مین ہنڑ جاتا ہوں اُسکے بچارے نے چار پیسے کھیسے مین سے کڈھ کے دیے کہ اسدا کچھ بچارسے لیکے منھ وچ ڈالدے جانا

شرح عبارت این است کہ از خوشحال رائے بقاعدۂ ترخیم خوشحالی گرفت و از راہ بے علمی خاء را با کاف باہاء یکے شدہ مضموم و شین را با سین و حاء را بایاء مجہول مبدل کردہ از فیض آباد پنجاب آباد برآوردہ و این زبان اکثر جاہلان و عوام شہر است لیکن دلالان الف را بایاء مجہول بدل کنند شبیہ بقاعدۂ امالہ۔ ڈوڈھی با دال ہندی مفتوح و سکون واؤ و دال ہندی باہاء یکے شدہ مکسور و یاء معروف بزبان این مردم بمعنی آستانہ دوم دروازہ باشد۔ خیریل عوض کھپریل است کہ در پورب و دیگر بلاد جنوبیہ رواج دارد۔ و وِچ با واؤ مکسور و جیم فارسی مشدد بمعنی درمیان باشد۔ کنواں بتشدید ہمزہ بصورت واؤ بمعنی چاہ۔ دوپر بتشدید باء فارسی

یعنی بر کہ ترجمۂ علیٰ باشد در فارسی - وڈا با واؤ مفتوح و دال ہندی مشدّد و الف
بمعنے کلان - لکڑا بتشدید کاف و راء ہندی بمعنی چوب کلان - ہور با ہاء مضموم و واؤ
مجہول بمعنی دیگر - شنجی با شین ہمان سنجی با سین - چھے با جیم فارسی با ہاء یکے شدہ
و یاء مجہول بمعنی شش - لاؤ بمعنی بیار - تاکر بمعنی تاے انتہائی - گاجران بمعنی زرد کہا
چٹا با جیم فارسی مکسور و تاء ہندی مشدّد و الف بمعنی سفید - لگ نیز بمعنی تاء انتہائی
ہمچنین - توڑی با تاء و واو مجہول و راء ہندی و یاء معروف برائے انتہائے وقت
و مکان - و جھٹا لو با جیم با ہاء یکے گشتہ و الف و لام و واو مجہول با ینمعنی کہ با طعام ناشتہ
بکنید یا با خوردنی ہا از قسم فواکہ و بقول و غلہ ہاے بریان مثل نخود وغیرہ ناشتا بکنید
چنگا بمعنی خوب و بندہ نواز در اصطلاحِ شان تان بمعنی تو نہ تو کہ ترجمہ انتَ باشد بلکہ
توے ہندی کہ در عبارتِ فارسی مقابل آن خود و کافِ مکسور باشد مثلاً من خود
میروم کسے برود یا نرود و یا من کہ میروم دیگرے نرود یا نرود - ظاہر است کہ ترجمۂ
عبارتِ مذکور بہ ہندی غیر ازین نیست کہ مین تو جاتا ہون کوئی جائے یا نجاے -
غرما غرم بمعنی گرما گرم - ڈھیر سا بمعنی مانند انبار - آگے با الف مفتوح و گافِ مشدّد و مکسور
و یاء مجہول بمعنی پیش - رکھ دیا با راء مفتوح و کاف ساکن متحد با ہاء و دال مکسور و الف
بمعنے چید - کرولی با کاف مفتوح و راء مضموم و واو معروف و لام مکسور و یاء معروف بمعنی
آب از دہن بیرون کردن - ہن با ہاء مضموم و نون مشہور است در اصل با ہاء با نون یکے
شدہ و راء ہندی بمعنی حالا باشد کہ بہندی اب گویند - کڈھکے با کاف مفتوح و دال
ہندی مشدد و متحد با ہاء - و کے در ہندی بدل ہا بمعنی برآوردہ از کیسہ یعنی از کیسہ برآوردہ
داد - ضابطہ این است کہ ہاء در فارسی بعد فعل ماضی براے استمرار می آید مانند این عبارت
کہ سلاطین و ارا حشم جبہ بر آستانش نہادہ اند یعنی از بدوِ شعور چنین کردہ اند و آیندہ ہم تا
زندہ اند بہ چنین خواہند کرد یا براے علاقۂ عبارت ما بعد آید مثل انکہ ہفت اشرفی از کیسہ

برآورده بن نخشید و وا با دال و الف قائمقام کا باشد که علامت اضافت درزبان ہندی
است و دی بمعنی کی مثل اینکه فلانے کا بیٹا اور فلانے کی بیٹی . پنجابیان فلانیدا بیٹا
و فلانے وی بیٹی گویند وے ورد الدے با یاء مجہول قائمقام تے باشد یعنی میںنھ
یین ڈ اسلتے جانا بلہجۂ و لالان در اصل جائرڑا باشد بمعنی رفتن - کتابت آن با جیم مفتوح
و الف و نون غنه و راء ہندی و الف باشد و اینها زنگار را زنگال و جنگال و زنگار ہم
گویند در ہرسه صورت حرف اول جیم باشد یا زاء با نون یکے شده و لفظ مذکور که در اصل
بروزن اسباب است بروزن جبار گردد - شنگرف را که نیز ہمین وزن دارد شنگرف
با شین مکسور با نون یکے شده و گاف و راء مفتوح و فاء ساکن بروزن مسطر ادا سازند
پس باتباع تلفظ این فرقه حروف زبان ہندی ہشتاد و ہشت باشد ہر چند اینها پنجابی الاصل
اند و قول شان غیر معتبر لیکن چون بعضی ناخواندہائے شہر ہم این الفاظ را از اینها شنیده اند
ہمین حروف و حرکات مستعمل کنند دیگر اردوے شان درست باشد و اخل اردو
می توان کرد و بخلاف الفاظیکه در نقل چنیا مل مذکور شد و منکر این ہردو لفظ یعنی زنگار
بروزن جبار و شنگرف بروزن مسطر با وصف درستی اردو شاه جہان آباد را ندیده است
ولادت یکطرف زیرا که در شہر دیگر از صحبت والدین و دیگر باشندگان شہر لہجۂ زبان اردو
یاد گرفتن سہل است - لیکن بعضی الفاظ و بازیچہا خصوصیت بتولد شخص دران شہر دارد
مثل چنڈول گداگر بول - بکسر جیم فارسی و اعلان نون ساکن و دال ہندی مضموم و واو
معروف و لام ساکن و گاف مفتوح و دال مفتوح و الف و گاف مفتوح و راء ساکن و باء
و واو مجہول و لام نام بازیچه - دیگر کاٹھ کٹول بانسلی بھنبیری میرانانو - باکاف و الف
مفتوح و تاء ہندی با ہاء یکے شده در آخر و کاف مفتوح و تاء ہندی با ہاء
یکے گشته مفتوح و واو مفتوح مشدد و لام ساکن بانسلی یعنی پارۂ نے که آن اکثر آدمیان
می نوازند و بھنبیری با باء و با ہاء و نون یکے شده مفتوح و باء با ہاء یکے گشته مکسور و یاء معروف

وراء مکسور و یاء معروف اسم جانور کوچک پردار - ناتو بمعنی نام - دیگر کالی پیلی ڈلو - کالی
سیاه بہندی - پیلی چیزے زرد - وڈلو با دال ہندی مکسور لام مضموم و واو مجہول بمعنے
خط مستقیم کہ بر دیوار ہا یا چیز دیگر بقلم یا انگشت یا غیر آن کشند - دیگر چیدر چھپول جیم فارسی
مفتوح و دال مشدد مفتوح وراء ساکن وجیم فارسی مکسور با ہاء یکے شدہ و باء فارسی مفتوح
و واو مفتوح مشدد و لام ساکن این بازیچہ در ہندوستان از ولایت آمدہ است لیکن
نام فارسی دیگر است - دیگر گھور گھنڈی چوہی لنڈی با گاف مضموم با ہاء یکے شدہ و
واو مجہول وراء و گاف مضموم با ہاء یکے گشتہ و نون ساکن و دال ہندی مکسور و یاء
مجہول - چوہے بمعنی موشان - ولنڈے بضم لام و اعلان نون ساکن و دال ہندی
و یاء مجہول بمعنی دُم بریدہ - دیگر مونگ چنا ڈگڈونی ڈو - بازیچہ جوانان با اطفال صغیر
است - مونگ بمعنی ماش و چنا بمعنی نخود و ڈگڈونی ڈو با دال ہندی مفتوح و گاف
ساکن و دال ہندی مضموم و واو مجہول و ہمزہ مکسور و یاء معروف و دال ہندی و
واو معروف - دیگر چیلا چھپول این ہم از ولایت رسیدہ است در فارسی
انگشتری بازی می نامند در شہرہاے دیگر ہم مروج است براے این کہ
اکثر جوانان لوطی پرست براے مساس مخفی این مشغلہ بیش می کنند
لیکن اصل این جوانان از شاہ جہان آباد است اگر کدام پوربی الاصل ہم میداند یقین
است کہ از ینہا یاد گرفتہ است دیگر بازیچہا نیز جاے دیگر رسیدہ است چرا کہ بزرگان
مردم خوش نشین یا از شاہ جہان آباد یا از ولایت یا از حضرت کشمیر آمدہ اند در ہر سہ صورت
اُردو را صحیح میدانند مگر از بعضی چیزہا بیخبر اند و در اولاد شاہ جہان آبادیان جا تامل نیست
آدمیم بر سر اولاد مغل - مغل دختر ہندوستانی خواہد گرفت یا کنیز کے را در خانہ خواہد
گذاشت و مسکن ہم در امثال خود خواہد گزید - درینصورت ہر گاہ پسر تولد خواہد شد دایہ ہم از
قوم یا سیدہ خواہد بود - پس وقتیکہ زبان وا خواہد کرد دایہ را انّا و مادر را اماجان خواہد

را باجی صاحب یا باجی جان یا آپا جان خواہد گفت بہمین طریق رفتہ رفتہ زبان را بخوبی یاد خواہد کرد۔ خواجہ محمد لیث کشمیری ہم مجبور است کہ دختر میر محمد مقیم کہ زنش باشندۂ دہلی است بگیرد و پسرے کہ ازان دختر بوجود آید وجاہت او محل شبہہ نباشد۔ وہمچنین حال اُردو صباحتِ کشمیر با سوادِ ہند یکجا شدہ طرفہ رنگے پیدا کردہ است کہ خدا او را امان خود نگہدارد۔ حُسنِ زانگلو دختران چہ فتنہا کہ برپا می کند۔ زانگلو با زاء والف و نون غنہ و گاف و لام مضموم و واو معروف پسرے و دخترے را گویند کہ پدرش کشمیر زاد و مادرش دہلی زاد باشد بالجملہ این چیزہا را پوربی نمیدانند و این جماعت با وصف تولد در پورب پوربی نیستند با آنکہ آنکھ مچول در لکھنؤ بسیار رواج دارد لیکن پوربیان ہنوز آنکھ مچول را آنکھ مچونا گویند و آنکھ میچیا را کہ در شاہ جہان آباد و لکھنؤ بمعنی چشم پوشیدن است آنکھ موچنا می فرمایند۔ بالجملہ دلالان شاہ جہان آباد با اینہمہ خرابی در ہندوستان از ہندوان شہرہائے دیگر بلکہ از مسلمانان ہم فصیح تراند از لہجۂ شان بود و باش شاہ جہان آباد تراوش مینمایند و مطلب ازین طول مقال این بودہ است کہ محاورۂ اُردو عبارت از گویائی اہل اسلام است۔ لیکن درین صفت ہم اختلاف بسیار است تمام شہر را فصیح نمیتوان گفت اما این قدر ہست کہ بازاریان آنجا قاطبۃً در حرف زدن بہ از اعزہ و شرفاے بلادِ دیگر اند و نیز بر ہر کس کہ دوکان فصاحت در شاہ جہان آباد گرم کردہ است پوشیدہ نیست کہ ساکنان مغل پورہ کہ محلۂ بزرگ شاہ جہان آباد ہست روزمرۂ اُردو با روزمرۂ پنجاب ممزوج ساختہ حرف میزنند چنانچہ پنجاب را بعضی بروزن چہار بر زبان دارند و نون را در باء فارسی غائب کنند بنوعیکہ از حروف متحد با نون شود۔ لاہور را لہور و قطعہ را بکسر قاف قطعہ ہرچند در لغت صحیح لیکن خلاف اُردو است۔ وہمچنین قبل ازین را قبل بکسر قاف۔ و بعضی مانند ہندوانِ پنجاب در جمیع الفاظ کہ جزو آن قاف است بجاے آن کاف بر زبان می آرند قبلہ را کبلہ و قطعہ را کطعہ۔ و لکھنا بجاے طے کردن را با لام مفتوح

ونون ساکن وگاف مفتوح با ہاے یکی شدہ ونون مفتوح ماقبل الف۔ واوسا بجاے
ویسا کہ بفارسی چنان گویند و جوگا با جیم و واو مجہول وگاف والف بجاے لایق و
کافی، میرے جوگا یعنی میرے لائق ویارہان بجاے گیارہ بمعنی یازدہ، ویالیس
کہ بمعنی چہل و دو باشد بکسر باد۔ وڈوتا با دال ہندی و واو مجہول ونون والف بجاے
دونا کہ با دال مفتوح و واو ساکن مستعمل زبان دانان اُردو ست استعمال کنند۔
دارآین با الف مفتوح ورا مفتوح ماقبل الف وہمزہ مکسور ویاء معروف ونون غنہ
بمعنی سبزی فروش بجاے کُنجڑا۔ وچھپ جانا کہ بمعنی پنہان شدن زبان اُردو است
بضمہ جیم فارسی۔ ومطلق را مطلق بضم لام بلکہ بجاے فتحہ ضمہ در استعمال شان باشد۔ وجانور
را کہ اکثر صاحبان جنور بغیر الف ہم گویند جناور۔ وسخنان را کہ در اُردو با تین با یاء مجہول
ونون غنہ استعمال کنند باتان۔ وبجاے سب نے سبھون نے۔ تلواران بجاے تلوارین
شمشیرہا۔ ولگائیان بجاے لگائین وتھیان بجاے تھین بمعنی بودند لیکن مؤنث، مثلاً
زنان نشستہ بودند ترجمہ اش بزبان اُردو این است کہ عورتین بیٹھی تھین اہل مغلپورہ
عورتان بیٹھی تھیان میگویند۔ وبجاے میرے تئین، تیرے تئین، ہمارے تئین، تمھارے
تئین، اُسکے تئین، اِسکے تئین، اِنکے تئین، اُنکے تئین، آپکے تئین کہ زبان اُردو
است وفصیحان بجاے آن مجھے وتجھے، ہمین، تمھین، اِسے، اُسے، اُنھین، اِنھین،
آپ کو گویند۔ مجھ تئین، وتجھ تئین، ہم تئیں، تم تئین، اِس تئین، اُس تئین، اِن
تئین، اُن تئین، آپ تئین۔ وبجاے میری طرف، تیری طرف، ہماری طرف،
تمھاری طرف، اِنکی طرف، اُنکی طرف، اِسکی طرف، اُسکی طرف، آپکی طرف، مجھ طرف،
تجھ طرف، ہم طرف، تم طرف، اُن طرف، اِس طرف، اُس طرف، آپ طرف گویند۔
وسواے این ہرجا کہ موقع کی باشد کہ علامت اضافت است حذف آن نمایند، مانند
پورب طرف ودلی طرف کہ اہل اُردو پورب کی طرف ودلّی کی طرف گویند۔ ومانند ہنود

چاچا برادر خرد پدر و تایا برادر کلان را گویند۔ و ہرگس بجائے ہرگز و تلک بجائے
تا بمعنی تک کہ برائے انتہا باشد و بندھا ہوا باعلان نون بمعنی بستہ شدہ در تلفظ ایشان
باشد۔ و صاحبانِ شہر قدیم کہ بہ پُرانا شہر مشہور است اِدھر را کہ بمعنی این طرف
مشہور است ایدھر و کدھر را کیدھر و اُدھر را اُودھر باعلان واؤ گویند۔ و دھیرا
بروزن مینا بمعنی متوقف و پروتھا بضمہ باء فارسی و فتحۂ راء بجائے پراٹھا کہ قسمی است
از نان در ہند و اور باواؤ مجہول بمعنی طرف و بھیچک بجائے بھچک بمعنی حیران و مینہ بروزن
شیر بانون غنہ بجائے مینھ کہ بمعنی باران است، و تکون بجائے تئین کہ بمعنی را باشد۔
جانے ہارا بجائے جانیوالا بمعنی رفتنی و این لفظ را باشندگانِ شہر نو ہم از خدمت ایشان
استفادہ کردہ اند۔ و فرماتیا ہے و جاتیا ہے و کہتیا ہے بجائے میفرمایند و میروند و میگویند
از زبان ہمین بزرگان فیض رسان گوش زد سامعان است، بلکہ بر سر جمع صیغہ ہائے
مضارع حال در ہندی ہمین آفت می آرند۔

در زمانیکہ راقم مذنب ہمراہ والد مرحوم مغفور وارد دار الخلافہ شدہ بود از بسکہ
آوازۂ فصاحت و بلاغت جناب فیض مآب میرزا صاحب علیہ الرحمۃ میرزا جان جانان مظہر
تخلص گوش راقم را مقر خود داشت دل با دیدہ مستعد ستیزہ شد کہ چرا از دیدار میرزا صاحب
انہمہ محروم می پسندی و مرا از لذتِ جاودانی و عذوبت روحانی کہ در کلام معجز نظام
آن حضرت است باز میداری چار و ناچار خط را تراش دادہ و جامۂ ململ ڈھاکہ پوشیدہ
دستار سرخ باندھنو بر سر گذاشتم دیگر لباس ہم ازین قبیل، و از سلاح آنچہ با خود گرفتم
کٹار بسیار خوبی بکمر زدہ بودم باین ہیئت بسواری فیل روانۂ خدمت سراپا افادت ایشان
شدم۔ چون بالائے بام کیول رام بانیہ متصل مسجد جامع ساختہ پیشکش میرزا صاحب کردہ بود
بر آمدم، دیدم کہ جناب معزی الیہ با پیراہن و کلاہ سفید و دوپٹہ ناسپالی رنگ بصورت سموسہ
بر دوش گذاشتہ نشستہ اند بکمال ادب سلامے بر ایشان کردم از فرط عنایت و کثرت مکارم

اخلاق کہ شیوۂ ستودۂ بزرگان خداپرست است بجواب سلام ملتفت شدہ برخاستند
و سرِ این بے لیاقت را در کنار گرفتہ بپہلوے خود جا دادند۔ عرض کردم کہ

"ابتداے سِن صبا سے تا اوائلِ ریعان اور اوائلِ ریعان سے الی الآن
اشتیاقِ مالایطاق تقبیل عتبۂ عالیہ نہ بجدے تھا کہ سلکِ تحریر و تقریر مین منتظم ہوسکے
لہذا بے واسطہ و وسیلہ حاضر ہوا ہون"

ارشاد شد کہ

"اپنی تکون بھی بدو طفلی سے تمعین سے اشخاص کے ساتھ موانست و مجالست رہی ہے"

و در محلہ دیگر کہ اولاد کشمیریان بیشتر می باشند و صحبتِ شاہجہان آبادیان فصیح نصیبِ شان
نگردیدہ ظاہر کردن نون غنہ بسیار رواج میدارد۔ و در مضاف و مضاف الیہ کو زیادہ
کنند بجا بیجا یعنی در اردو۔ و سواے مضاف الیہ شدن ضمیر متکلم و حاضر کا، با کاف و الف
در ذکر مذکر و کی با کاف و یاء معروف در ذکر مؤنث واسطہ سازند، مانند میرا بیٹا اور
تیرا بیٹا۔ و براے ضمیر غائب کا و کی ضرور تر است چنانچہ اُسکا بیٹا اور اُسکی بیٹی گویند
و ہمچنین زید کا بیٹا و عمر کی بیٹی۔ کشامرہ یعنی فرزندان شان بجاے کا و کی کو با کاف و
واو مجہول استعمال کنند۔ بہر حال درین مقام خود رابطی درمیان مضاف و مضاف الیہ
ضرور است این صاحبان در محلے کلا از رابطہ مستغنی باشند نیز ہمین لفظ را بکار برند شاہد این
بیان است کلام میرزا لطف علی پسر کاظم جیو سوداگر کہ روزے میگفت کہ

"کسی جسکے گھر مین ایک بیٹی ہوتی ہے تو اُس کو مارے فکر کے نیند نہین آتی مجھکو تو تین
بیٹی ہین کیا کرون، چار پہر رات سے مارے اندیشہ کے شیخ سعدی کی گلستان پڑھا
کرتا ہون بھلا صاحبو جسکو تین بیٹیان ہون وہ گلستان پڑھکے جی نہ بہلاوے تو کیا کرے"

گلستان با علان نون از زبانش بر می آمد و فریاد کردن را باین معنی کہ فلان از من پیش فلانے
فریاد برد، "فریاد کہائی" میگفت، یعنی فلانے نے نواب صاحب کے پاس میری فریاد کہائی

ولفظ فلانے را ہم با یاء معروف میگفت بخلاف اہل اُردو، زیرا کہ این صاحبان بجاے
مذکر یاے مجہول و در مؤنث یاء معروف آرند۔ مثلاً فلانے شخص نے ہمین بہت عاجز
کیا ہے، یا فلانی رنڈی نے بڑا اُدھم مچایا ہے۔ و بجاے کروں گا کہ ترجمۂ خواہم کرد
باشد چاہتا ہوں کرتا اور چاہو لگا کرنا در استعمال این قوم باشد۔ مت بجاے نا
کہ حرف نفی است بیشتر بر زبان دارند، مانند این عبارت "اُس کام کو مت کرنا چاہیے"
وبجاے میواتی میو ایتی بزیادتی یاء بعد الف۔ و پہنچا کہ فعل ماضی و ترجمۂ رسید
بزبان ہندی است پونچھا گویند، صحت لفظ مذکور بضمہ باء فارسی با نون یکے شدہ
و ہاء ساکن و جیم فارسی و الف باشد و در روزمرۂ فرزندان اہل خطہ بضمہ باء فارسی واو
مجہول و نون غنہ و جیم فارسی با ہاء یکے شدہ و الف باشد۔ الحاصل درینمقام بجاے
استعمال فعل ماضی مصدر ہم عادت ایشان باشد مانند پانچ روپیہ اُنسے لینا چاہیے۔
بجاے پانچ روپے اُنسے لیا چاہیے۔ یا دو روپیہ انکو دینا چاہیے بجاے دو روپے انکو
دیا چاہیے۔ و فہمیدن بجاے شنیدن در فارسی و سمجھنا بجاے سُننا در ہندی لفظ
این جماعت است۔ مانند این کہ شما اشعار فلان شاعر فہمیدہ اند یعنی شنیدہ اند یا اینکہ
اگر مرزا رفیع کی غزل کوئی سمجھو تو مین پڑھوں۔
و در محلۂ کہ سادات بارہہ مسکن گزیدہ کہ خدا شدہ اند و نتایج قابلیت شعار ہم رسانیدہ
اند، ہمیشہ بلا بر سر اُردو نازل می باشد۔ کو را کہ با کاف و واو مجہول ترجمۂ را است
کہ برائے افادۂ مفعولیت می آید کہ درین عبارت کہ "مین نے اُسکو مارا" یعنی من اورا
زدم، کو بروزن ہو استعمال می کنند۔ میر سوز مرحوم ہم بضرورت کو را ردیف غزلے
ساختہ با واو معروف قرار دادہ دلیل بر اینکہ باعتقادش لفظ مذکور چنین بودہ است
این است کہ در مصرعے از غزل مذکور این لفظ را بمعنی کجا است آوردہ از استعمال
کردن آن مغفور لفظ مذکور را معلوم چنان می شود کہ با واو معروف زبان قدماء شہر

باشد، یا در ہر دو صورت صحیح باشد۔ لیکن چون بیشتر با واوِ مجہول از اہل اُردو و با واو معروف از بیرونیان بسماعت می رسد با واو معروف دخل اُردو نمی توان کرد۔ این ہم فیضِ خاکِ شاہ جہان آباد است کہ نون غنہ را ازین لفظ جدا کردہ اند، و الا بزرگانِ ایشان کہ در وطن بوجود آمدہ اند کو را کون میگویند مانند این عبارت کہ

"اُس چھوکرے کون مین نے کتران کہا کہ مجھ سون نہ بولا کر دو تو ٹانگان مان سر کرو ونگا اب تون آپڑے اوپر بدنامی نہین آئی کہیں بارے ماہین بدنام نہ کرنا۔"

یو بایاءِ مضموم و واوِ مجہول بجاے یہ کہ ترجمۂ این باشد در کلام می آرند۔ ہمچنین در بعضی محلات کہ اکثر صاحبان از شہرہاے قریب بدار الخلافت آمدہ تشریف در شہر داشتہ اند فرزندانِ ایشان بالفاظ غریب و عجیب متکلم می شوند۔ چنانچہ در محلۂ افغانان باوجود درستی اُردو لفظے چند کہ میراث پدر و مادر ہر متکلم است رواج دارد مثل پیار را کہ در ہندوستان بباءِ فارسی مکسور متحد بایا بمعنی مرغوب و دلچسپ باشد و در اصطلاح افاغنہ بکسر باءِ فارسی و اعلان یا، عاشق را گویند۔ بیش کہ در فارسی بمعنی زیادہ است بمعنی خوب استعمال کنند جردا بمعنی رنڈی دمرا بجاے مواد کھٹیا بجاے چارپائی و آگی بجاے آگ و بھنگی بجاے حلال خور۔

ہم چنین سکنۂ محلاتِ دیگر کہ بعضی از صحبتِ والدین زبان یاد داشتہ و بعضی زبانِ فرید آباد و بعضی زبانِ رہتک و بعضی زبان سونی پت و بعضی زبان میرٹھ یاد گرفتہ با روزمرۂ اُردو ضم نمودہ اند بحدا کہ گفتگوے شان شبیہ بجانورے است کہ چہرہ اش چہرہ است و باقی تمامش بصورت خر باشد، یا نصفش آہو و نصفش سگ۔ لطف دیگر اینکہ چون براے تلاش معاش بشہرہاے دیگر روند خود را شاہ جہان آبادی قرار دہند و اہل آن بلدہ الفاظ ایشان را سرمایۂ اُردو دانی خود دانستہ ہم شہریانِ خود را کہ صحبتِ این صاحبان یعنی مسافرانِ دہلی ندیدہ اند دہقان پندارند و لفظ غلطے کہ از ایشان بشنوند

در مجلس ہندوستان زبان صرف کنند یا در قافیۂ شعر بکار برند اگر کسے از راہ دوستی
بعرض رساند کہ این لفظ اُردو نیست چہرہ را سرخ و چشمان را ہمن نمودہ بگویند
کہ از اُردو دانان ہمین گوش زد ما شدہ است ، فلان میر صاحب و فلان شیخصاحب کہ
باشندۂ شاہ جہان آباد بودند و تا امروز فصیح ترے از ایشان از دار الخلافت درین شہر
نرسیدہ است این لفظ را بر زبان داشتند۔ تنہا ہمین بیچارگان دعوائے توطن در شاہ جہان
آباد نکردہ اند دیگران ہم در بند این مالیخولیا ہستند۔ بعضی پنجابیان کہ گاہ گاہے برائے
فروختن اجناس از لاہور یا سیالکوٹ یا شہر دیگر وارد شاہ جہان آباد می شوند و زیادہ
از سہ چہار ماہ نہایت شش ماہ نمی ورزند ہر وقت کہ بوطن میروند ہم شہریان خود را پنجابی
دخود را شاہ جہان آبادی دانستہ زبان آنہا میگیرند و عیب شان میکنند و بحکم اینکہ ع

خرس در کوہ بوعلی سینا است

در مجالس نشستہ می گویند کہ در شاہ جہان آباد کسے این لباس را نمی پوشد و این لفظ را
ہم احدے بر زبان ندارد۔ و ہمچنین پوربیان با اینکہ بعضی صاحبان ازین فرقہ کہ در وقت
نجف علیخان مرحوم در شاہ جہان آباد بودہ اند گاہے یک ماہ وگاہے دو ماہ و گاہے
شش ماہ ہم درین شہر قیام داشتہ اند و بیشتر از اطراف کہ عبارت از متھرا و ڈیگ و دیگر
شہرہاے برج و میوات باشد بسر بردہ اند و مدت العمر در لکھنؤ یا الہ آباد یا سندیلہ یا
مانک پور و ازین قبیل شہر یا قصبۂ دیگر از بلاد پورب شب را روز کردہ اند حالا کہ در لکھنو
دوچار می شوند ہمین میگویند کہ درین مُلک قدر ما مردم را کسے نمیداند و باشندگان اینجا
سخت بیرحم و بیمروت ہستند بخلاف باشندگان شاہ جہان آباد، با میر المومنین ما مروّ
کہ در شہر خود دیدہ ایم جائے دیگر ندیدہ ایم، نمیدانیم کہ جناب اقدس الٰہی مارا بکدام
گناہ از شہر ما برآوردہ در پورب کہ نہ زبان کسی درینجا درست است نہ گفتگوے
کسی مانا بہ گفتگوے ایشان، شہر بشہر و کوچہ بکوچہ میدواند۔ وقتیکہ پنجابیان و پوربیان

بهمین قدر مدت قیام شاه جهان آبادی شده مال بسته راه بر ند فرقهٔ اول که از گردش فلکی ولادتِ شان در دہلی اتفاق اُفتاده چه تقصیر کرده اند که برخود نه بالند و خود را اُردو دان مشهور نکنند۔ کو، یو با واوُ مجهول یا یه بفتحهٔ یا هر دو بمعنی یه بکسر یا که ترجمهٔ این باشد به تلفظ در آرند۔ هر آئینه از اہل پورب بهتر اند۔ خلاصه اینکه صاحبِ کمال بداند که الفاظ مذکوره یعنی کو با واو معروف و یو و یه بفتحه یا زبان بعضی شهرهای قریب دار الخلافت است چون فرزندان شان از پدر و مادر همین الفاظ بگوش داشته اند با وصف متولد شدن در شاه جهان آباد تمئیز در لفظ اُردو و لفظ وطن والدین نکرده چون قرب آن بلاد از دار الخلافه باعث بر صحتِ اُردوی باشندگان آنجا نمی تواند شد در جنب شاه جهان آبادیان همه حکم دهقان دارند۔ از ینجا ثابت شد که فصاحت در دہلی هم نصیب هر کس نیست، منحصر است در اشخاص معدوده۔ هر چه به امتحانِ راقم حروف رسیده است این است که هیچ محله خالی از فصیحے نیست۔ در بعضی جاے دُو فصیح و در بعضی جا سه و در بعضی جا چهار و هم چنین، شاید که کدام محله خالی از آدم فصیح نیز باشد۔ لیکن بیشتر چنین است۔ پس حکم بر اکثر است نه بر کل۔ اما مکانیکه دران مجمع فصحاء است قلعه مبارک بادشاهی است و دو محلهٔ دیگر، یکے بنگلهٔ سید فیروز که از خانهٔ مرزا اکمل مرثیه خوان متوفی تا حویلی اسمعیل خان صفدر جنگی و از انجا تا حویلی ملکه آفاق حضرت ملکه زمانیه بنت فرخ سیر بادشاه یک ضلع محسوب است بلکه نزد بعضی کابلی دروازه و بیرون آن نیز تا تکیهٔ شاه غدایار۔ و این طرف از حویلی نواب شبیر جنگ مرحوم و چوک نواب سعادت خان بهادر بر هان الملک جنت آرامگاه تا پهاٹک حبش خان داخل آن باشد لیکن قدرے درینمقام تامل است۔ آنچه شک را دران گنجایش نیست این است که تا حویلی ملکه آفاق فصاحت از در و دیوار می بارد و از جیلی قبر تا ترکمان دروازه بنظر و تا دہلی دروازه که بدلی دروازه شهرت دارد یک طرف۔ و تا چوک سعد الله خان

طرف دیگر۔ و حویلی و بازار نواب میر خان مرحوم و سہ راہہ بیرم خان کہ بہ تراہہ مشہور
است و محلہ فولاد خان و کوچۂ چیلہا جزوِ دہلی دروازہ است۔
ازین بیان بر ہوشمندان خبیر روشن است کہ فصاحت اُردو بر تولد کسے در شاہجہان آباد
نیست۔ چرا کہ فصاحت پاک بودن لفظ از سہ چیز است۔ یکی تنافر حروف مثل اُلینڈنا
یعنے آب از ظرفِ کلان در ظرف کوچک کردن۔ دوم غرابت لفظی یعنی استعمال لفظ
نامانوس غیر متعارف مانند استعمال الفاظ دکھنی و بنگالی و کوہی در اُردو۔ روزے
میرزا علی نقی محشر مقتول کہ خدا انیش بیامرزد گفت کہ پانی اُلینڈلو، زبان اُردو است
پانی نارے لو، زبان پورب است۔ حالا انصاف باید کرد کہ کدام یکے فصیح تر است از
دیگرے۔ میرزا قتیل جواب داد کہ پانی اُلینڈلو، لفظی است کہ گوش وضیع و شریف
در شاہجہان آباد آشنا بآن نیست، و پانی نارے لو، سوائے اہل پورب کسے نمی فہمد یا شما می فہمید
پس لفظیکہ مسموعِ اہل اُردو نباشد در عبارتِ اُردو آوردن از ینجہت کہ غرابت
دارد راہِ فصاحت غلط کردن است۔ و کنگوارا کہ از قسم کاغذ باد است تلنگہ گفتن نیز
ازین قبیل باشد، زیرا کہ سکنۂ دہلی ازین اصطلاح خبر ندارند و بر زبانِ ملازمان شریف کہ
بیشتر جاری باشد فیضِ صحبتِ اہل پورب است۔ اُلینڈلو ہرچند دال ہندی دارد و
تنافر حروف از آن پیدا۔ لیکن از سبب کثرتِ استعمال فصیح باشد و بعضی فصحا اُنڈیل لو
نیز گویند۔ مرزائے مرحوم را در این سخن بخاطر نہ رسید و سکوت ورزید۔ سیوم مخالفت
قیاس لغوی و آن استعمال لغت سوائے قیاس باشد مانند کلام بنگالیان مقابل کلام
اُردو۔ یعنی بنگالیان ہر وقت کہ پنج فیل را یکجا استادہ می بینند اگر نراند پانچ ہاتھی کھڑی
ہین بیاءِ معروف در کھڑی میگویند و اگر مادہ اند پانچ ہتنی کھڑا ہے۔ و موافق قیاس
لغت این است کہ پانچ ہاتھی کھڑے ہین و پانچ ہتنیان کھڑی ہین، بیاءِ مجہول در نر
و بیاءِ معروف در مادہ۔ درینجا مخالفت قیاس از دو جہت است، یکے آنکہ قیاس

چنان میخواہد کہ صیغۂ مذکر در ذکر فیل نر و صیغۂ مؤنث در بیان مادہ فیل باشد و اینجا عکس آن مذکور است - دوم اینکہ گھڑا و گھڑی ہر دو صیغۂ مفرد است و پنج فیل جمع را میخواہد پس موافق قیاس پانچ ہاتھی گھڑے ہیں یا پایا مجہول فصیح باشد در زبان اُردو گو - و در زبان بنگالہ خلاف آن نیز فصیح بود و مارا کار با گفتگوے دار الخلافہ است -

این قدر کہ مذکور شد بیان فصاحت کلمہ بود کہ آنرا لفظ مفرد با معنی گویند، مانند چاند و سورج کہ بمعنی ماہ و مہر باشد - اکنون بیان کنم فصاحتِ کلام را یعنی سخن تمام را - و آن نیز پاک داشتن کلام از دو چیز بود - یکے تنافر کلمات و آن عبارت بودن از آوردن الفاظے در کلام کہ متکلم در بیان آن خطا کند یا بسرعت مثل کلام دیگر بتمام نتواند کرد مانند این دو عبارت

اونٹ کی پیٹھ کچھ اونٹ کی اُنچائی سے اونچی نہیں ہے - اونٹ کی پیٹھ کچھ اونٹ کے ڈھانچ کی طرح قدرتی اونچی ہے -

تم تو تُو تُو مَیں مَیں بے جا کرتے ہو میں تو تمہاری بات تین دن میں بھی نہیں سمجھتا مجھے عبث ششدر میں ڈال رکھا ہے -

دوم تعقید - و آں لفظی بود و معنوی - لفظی مراد از مقدم آوردن الفاظے باشد کہ موخر آمدن آں سزاوار است، مثالِ آں

آج لڑکے فیض آباد کو جنا لال ہیرانند کے سالے کے لوگ کہتے ہیں کہ گئے -

و اگر چنیں گفتہ می شد فصیح می بود -

لوگ کہتے ہیں کہ جنا لال ہیرانند کے سالے کے لڑکے آج فیض آباد کو گئے -

معنوی مشتمل بودن عبارت است بر تخیل و قصۂ غیر مشہور و دیگر اشکالات مثالِ آں

کل گنا سبز دوپٹہ اوڑھے بیٹھی تھی مجھے دیکھ کہتے لگی کہ میری طرف دیکھا تو اندھا ہو جائے گا - میں نے کہا میں کالا ناگ ہوں مجھ سے ڈرو - ہنسکر

کہا کہ دوپٹہ کا رنگ تو دیکھو کہ کس طرح اندھا نہ ہو جائے گا۔
بنّو کی باتیں بھی مینے کی تلوار سے ہاتھی کے زینہ پر کچھ کم نہیں ہیں۔
کل دامڑی سے میں نے چاہا کہ کچھ کہوں اور بات بھول گیا صدقے جائیے
بھول چوک کے۔

معنیِ عبارتِ اوّل اینکہ مار از دیدنِ زمرّد کور می شود۔ محبوبہ طرفِ ثانی را مار و دوپٹۂ سبزِ خود را زمرّد قرار دادہ۔ معنیِ عبارتِ دوم اینکہ مینا قومے است از رہزنان در ملکِ راجپوتاں و بر یک کس نیز اطلاقِ آں صحیح باشد۔ و شمشیر زدن مینا بر زینۂ فیل کنایہ از کشتن جواہر سنگھ پسرِ سورج مل جاٹ است، کہ بعدِ فراغ تماشائے کشتیِ فیلاں بقصد سواریِ فیل پا بر زینہ گذاشتہ بود ضربتے از دستِ مینا خوردہ ہلاک شد۔ و معنیِ عبارتِ سوم اینکہ محبوبہ منتظرِ سخنم ایستادہ بود کہ من آں را فراموش کردم تا وقت یاد آمدن طرفِ ثانی حرکت از جا نکرد، چگونہ قربانِ فراموشیہا نہ شوم کہ توقفِ معشوقہ در رفتن از سببِ آں صورت گرفت۔ بالجملہ ہر کہ کلامش ازیں عیوب کہ مانعِ فصاحت است پاک بود فصیح باشد گو در شاہ جہاں آباد متولد نگردیدہ باشد۔ مگر تصرف کردن او در الفاظ مقبولِ خاطرہا نخواہد شد چرا کہ ایں رتبہ بہم رسانیدن را ولادتِ متکلم در دہلی و پیدا کردن اعتبار در فصحائے آں جا شرط است۔ و ایں ہم چنداں استعجاب ندارد کہ شخصے جائے دیگر قدم بجلوہ گاہِ وجود نہد و از صحبتِ اہلِ دار الخلافہ زبان را یاد بگیرد و در شہر رسیدہ صاحبِ اعتبار شود۔ پس بعد حصولِ ایں مرتبۂ بلند اگر ایجادِ محاورہ بکند یا در لفظے تصرفے شایستہ بکار برد غالب کہ قبول کنند یا بعضے بپسندند و بعضے از پسندیدنِ آں سر باز زنند۔ بہر حال چنیں کس بے تامل از عوامِ دہلی فصیح تر است آمدیم بر خواص، چوں ترجیح آنہا نیز غیر از ولادت دراں شہر بر و ثابت نمی شود

اگر تصرفش در لفظے قبول کنند جاے تعجب نیست - واز اُردو تنہا الفاظِ اُردو مقصود نیست، لہجہ ہم دراں شریک است کہ آں اصالتِ اُردو باشد۔ درینصورت ہر کہ لفظ و لہجۂ اُردو ہر دو درست داشتہ باشد اُستادِ کامل است۔ بعضی شاہ جہاں آبادیاں صحتِ لہجہ دارند لیکن الفاظ شاں صحیح نباشد۔ و بعضی بیرونیاں الفاظ را در صحبتِ دہلویاں درست کردہ اند لہجہ ندارند۔ و لہجہ عبارت از آوازِ متکلم است وقتِ تکلم و گردشِ زبانِ او۔ اگر شاہ جہاں آبادی الفاظِ پوربی و پنجابی در عبارت داخل نکنند محال است کہ لہجۂ شہرِ خودش از دست برود۔ و باشندۂ شہرِ دیگر اگر عمرِ خود را در تصحیح اُردو بگذارند از لہجۂ اصلی گریزش ناممکن است مثالِ باشندۂ دہلی ؎

مجھ تئیں اس بات کی کیا خبر یہاں کون کون رہتا ہے اور جانے میری بلا کہ کس ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دو روپے جاتے رہے اور کون کافرِ بچہ پیر لے گیا جس پر چوری ثبوت ہو اُس شوق سے لپو اُتار لو اور مُشکاں باندھ کر چابک لگاؤ۔

و دریں عبارت مجھ تئیں بجاے مُجھے و ثبوت بجاے ثابت و مُشکاں بجاے مُشکیں بایاے مجہول بعد کاف و چابک بجاے کوڑہ پنجابی است۔ چوں لہجۂ متکلم درست است پنجابی نمی تواں گفت۔ ازیں چہ می شود کہ در صحبتے زبانش آشنای الفاظ شد و تامل دراں نکرد۔ پنجابی کسے است کہ الفاظ اُردو را در لہجۂ خود پنجابی سازد یعنی مجبور است کہ خبر را بسکونِ باء گوید یا بضمۂ آں۔ یا خاء را انقدر مفتوح سازد کہ با لف مسموع شود۔ و تاء رہتا ہے نیز از زبانِ او مشدد بر آید یا نہ مخفف مشدد صرف بلکہ درمیانِ مشدد و مخفف۔ و ہمچنیں حاء ترحم را بے مشدد۔ و گاف لگیا را مکسور گوید۔ ہو را کہ بعد ثابت است ہووے بگوید۔ ہر چند در اُردو ہم صحت

دارد لیکن پنجابی بجاے ہو ہمیشہ ہووے میگویند۔ مثال پنجابیِ اُردو داں
مجھے اس بات کی کیا خبر کہ یہاں کون کون رہتا ہے جانے میری بَلا کہ کس
ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دو روپے جاتے رہے ہیں اور کون کا فربے پیر
لے گیا ہے جس پر چوری ثابت ہووے اُسکی شوق سے لپو اُتار لو اور مشکیں
باندہ کر کوڑے لگاؤ۔

ودیگر لہجۂ مخصوص باہلِ پنجاب است کہ ہر فتحہ از زبان ایشاں ضمہ می بر آید دفتر
دفتُر بضمۂ تاء گویند۔ لہجہ ایں صاحباں دریں عبارت باید دید کہ یک لفظش مخالفِ
اُردو نیست لیکن از سببِ لہجہ تمامش پنجابی شدہ است۔
آپ کا کرم از بس کہ میرے حال اوپر ہے جی چاہتا ہے کہ ہر کوچہُ و بازار
کے اندر دفتر دفتر آپ کی صفت اور ثنا بیان کروں۔ ایسے مقبول کی
خدمت اپنی نجات کا سبب ہے۔

وگاہے حرفِ متحرک را در ثلاثیِ مجرد ساکن نیز گویند مانندِ ایں عبارت
حسن اور حسین کی ایسی ذات ہے کہ جن کے پیغمبر خدا شتر بنے تھے اور
باغِ اِرم اُن کے غلاموں کا گھر ہے قضا و قدر جو چاہے سو ہووے۔
نانا جنھوں کا محمدؐ اور پدر علی مرتضیٰ اور مادر فاطمہ کس کے پسر کا مُنھ ہے
جو اُن سے برابر ہووے۔

ودر لہجۂ پوربیاں علامتے چند است کہ بآں شناختہ می شوند۔ یکے ادا نکردن الف
بعد حرفے کہ ماقبل آں باشد ہمیں فتحہ را کافی و وافی دانند۔ وہم چنیں بجاے
یاے معروف کسرہ را و بعد یاءِ مجہول ہا را بمجبوری زیادہ کنند و در اکثر مواقع
بعد الف یاءِ ساکن ہم از زبانِ شان بر می آید۔ و بیشتر بجاے الفاظِ ہندی الفاظِ
فارسی بمحل آرند و بعضی جاے بعد فتحہ حرف الف در تلفظ ظاہر نمایند و بجاے

فتحہ یا سکون کسرہ - و بجاے مخفف مشدد استعمال کنند- مثال باشندۂ شاہ جہاں آباد و کہ چند لفظ پورب نیز در گفتگو داخل کنند

پھٹے مُنھ تیرا اجڑ یا کے کل یاروں سے چوری چوری نند ابنیے کی بیٹی سے باتیں کر رہا تھا، حضرت مرتضیٰ علی علیہ السّلام کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آکر ایک دھپ لگاؤں لیکن میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں - اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تمھاری پیٹھ ٹھونکا چاہیے اور آٹھ آنے کی مٹھائی رکھ کر شاگرد ہوا چاہیے، کوئی پتریا بھی مکر میں تیرے برابر نہیں - اُس دن بھی برگد کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا، کیا مدار کا دودھ پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے -

مثال پوربی اُردو داں کہ ہرگز در کلامش لفظ پورب نبا شد وہمیں عبارت را اگر شاہ جہاں آبادی دران الفاظ پورب ہم داخل نمودہ در زبانِ اُردو تمام کُند-

پھٹے مُنھ تیرا اجڑ یا کے، کل یاروں سے چوری چوری نند اپنیے کی دختر کے ساتھ باتیں کر رہا تھا حضرت شاہ مُرتضیٰ علی کی قسم میں نے اپنی چشموں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آپ کے ایک دھاپ لگاؤں لیکین میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں، اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تمھاری پشت ٹھونکنی چاہیے کوئی کنچانی بھی تیری برابر مکر میں نہیں- اُس دن بھی بڑ کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا کیا آک کا شیر پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے

واز باشندگانِ مابینِ مُلک گنگا وجمنا یعنے فیروز آباد و شکوہ آباد و اٹاوہ وغیرآں بعضی اُردو را از زباں داناں یاد گرفتہ اند لیکین لہجۂ خاصِ شان این است کہ کہ ضمیر متکلم شان بعینہ آوازِ بُز است یعنی "میں" با میم مکسور و یاء مجہول و نون غُنہ بمعنے من- و ترجمۂ در را کہ برائے ظرفیت در فارسی می آید شبیہ بضمیر متکلم اُردو اداکنند

وکسرۂ بہ، مہ، کہ، چہل، زہے، خہے، دہ را مفتوح از زبان بر آرند۔ و اٹاوہ را اٹایا گویند و "ایں" کہ بالفِ مفتوح و یاءِ ساکن و نونِ غنہ در اُردو بمعنی چہ گفتند و چہ گفتی مستعمل می کنند بکسرِ ہمزہ، بلکہ جمیع حروف مفتوحہ ماقبل یاءِ ساکن را مکسور و مکسور چنیں را مفتوح گویند۔ عزیزے ازیں جماعت بست و ہفت سال در شاہ جہان آباد قیام داشت بعد مدتِ مذکور چوں بوطن باز آمد خود را در نگاہِ برادراں مثل ہندوستان زایاں بکمال تشخص وانمودہ در ہر مجلسے کہ میرفت دیگرے را رخصت حرف زدن نمی داد۔ تا آخر جلسہ خودش بہ نقل و حکایت شاہجہان آباد گرمی صحبت میداشت۔ یاراں ہم او را ہندوستان زائے عالی مرتبت و خود را قصباتی کم قدر خیال کردہ روبروے او ہمہ تن گوش میشدند۔ خلاصہ روزے ہیگفت

کہ ایک دن چار گھڑی دن رہے میں گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک آشنا تشریف لائے اور کہا کہ چلو چاندنی چوک کی سیر کریں میں نے کہا کہ بہت بہتر۔ القصے میں اُنکے ساتھ خراماں ہوا اں تک گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ ایک پری پیکر ایک بانکے کے ساتھ کھڑی اختلاط کر رہی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ خدا خیر کرے، کہ اس عرصہ میں بھائی جان کی قسم ہے کہ اُن نے بھی میری طرف دیکھا۔ امیرالمومنین کی قسم، کہ جس وقت نگاہ اُس جادو نگاہ کے ساتھ نگاہ میری کے ہم نگاہ ہوئی اُسوقت مجھکو اپنی نگاہ کا نگاہ رکھنا مشکل ہُوا۔ میں نے کہا کہ ارے دل اس میں بہبود تیرا نہ ہو گا، بہتر یہی ہے کہ یہاں سے بھاگا چاہیے، والا کہتر و وہتر کی آنکھوں میں حقیر ہو جاے گا، رہنا اس شہر کا دوبھر ہو گا۔

سواے کسرۂ ماقبل یا کہ آنرا مفتوح و فتحۂ ماقبل یاءِ مکسور خوانند دیگر جا ہم کسرہ را فتحہ و فتحہ را کسرہ و ضمہ را فتحہ گفتن لہجۂ ایں بزرگان است۔ ایں بیانہا مانعِ آں نمی تواند شد کہ شخص متولد شدہ در جاے دیگر ممکن است کہ لہجہ و زبانِ اُردو

را چنانکه باید یاد بگیرد و تصرف او مقبول خاطر ہا شود و قولِ او را حجت دانند زیرا که بہم رسیدن آدمِ زکی ہر جا ممکن و حاصل شدن ہر فن شریف بکسب از یقینیات، بشرط دل نہادن بران باشد۔ بدیہی است کہ فارسی را با وصف این ہمہ بُعد از کتب و ہم از اہلِ زبان آموختہ شعرائے بلند مرتبہ در ہند گزشتہ اند وہم در عربی چہ معقول وچہ منقول علما، والا مرتبت۔ ہرگاہ این گونہ علوم و فنون بمحنت و سعی نصیبِ ہندیان می شود چگونہ اقرار بدرستیِ لہجہ و زبانِ ایشان مثل زبان دہلویان نکردہ آید۔ گو جائے دیگر اتفاقِ ولادت افتد مگر وجودِ چہار چیز شرط است۔ یکے ثبوتِ والدین شخص از خاکِ پاکِ دار الخلافہ، دوم میسر شدن صحبت اُردو دانان، سوم شغف این کس بتحصیل و تحقیقِ آن۔ چہارم تیزی طبع و وقادتِ ذہن۔ ازین شروطِ اربعہ اگر شرطِ اول فوت شود حصول مرتبہ بطالبِ صادق امکان دارد۔ لیکن یقینی نیست، و سہ شرط باقی از واجبات بود۔ و ذکر مجبوریِ باشندگان جائے دیگر از ادا کردن لہجۂ ملکِ خود با وصف معرفتِ کلی بزبان اُردو نظر بکثرت است، یعنی نادرستی لہجۂ بیرونیان با وجود دانستنِ اُردو بیشتر، و پاک بودن شان ازین عیب شاذ و کمتر، بلکہ ممتنع۔ راقمِ سطور چنین کس را کہ لہجۂ اُردویش درست باشد و مولد او شہرِ دیگر، ندیدہ ام، اِلا در جماعت کہ والدین ایشان از شاہ جہان آباد در ملکِ دیگر آمدہ اند یا از ولایتِ کشمیر و لہجہ و لغت را بکمال شیفتگی در خدمتِ فصحائے اُردو درست نمودہ اند۔ و این ہم باید کہ ذہن نشینِ طالبان باشد کہ قوتِ طبع باشندگانِ دہلی در ایجاد و تقلید زیادہ از دیگران است، اگر خواہند مغل شوند، فارسی را بلہجۂ ادا می کنند کہ کہ اہلِ ولایت صحتِ زبان و لہجۂ ایشان دیدہ در غلط می اُفتند۔ و ہم چنین در عربی عربہا را می فریبند، جائے کہ عربی و فارسی این حقیقت داشتہ باشد

آنجا پوربی و پنجابی و بنگالی و دکھنی و بندیل کھنڈی و مارواڑی و برجی راکہ می رسد
علی ہذا القیاس قوتِ ایجاد بایں درجہ کہ چند زبانِ شیریں اختراع نمودہ باہم حرف
زنند کہ دیگراں یعنی ناآشنایان بآں زبان متعجب شوند۔ و ایجاد منحصر در پیران نیست
اطفال بازی گوش ہم بازیچہا و زبان ہا ایجاد کنند۔ ایں سلسلہ ہنوز دراں شہر در
است، انقطاع آں سوائے فقدان وجود انسانی، کہ خدا ہمچنیں نکند، دراں
سرزمین ارم تزئیں تا قیام قیامت محال می نماید۔
مختصر کہ یکے از زبانہائے جدید زرگری است کہ زبان ہیچ شہرے نیست و آں بریں
نمط است کہ درمیان لفظ دو حرفی زاء زیادہ کنند و بعضی ایں را اصل و دیگر حروفِ
تہجی را بجائے زاء فرع شمردہ داخل لفظ نمودہ اند و از لفظ دو حرفی حصر
لفظ مقصود نیست، بلکہ ازیں قید آگاہ کردن صاحبان کمال است، ازیں کہ
میانِ دو حرف حرفے از حروفِ تہجی زاء داخل کردہ می شود۔ مثل ایں عبارت

ازاج مزیر زاجزی یزوں چزا ہنزوا ہنزے کہ بزی گزن نزا کزے گھزا جزا
کزے ٹزک وزل بزہ لزا وزوں۔

باقی قیاس فروع ہم بریں باید کرد۔ دیگر زبان مقلوب مثال آں
ریتی بس تا بیں ٹھوجہ کھمیدی
یعنی تیری سب باتیں جھوٹھ دیکھیں۔ دیگر کنی یعنی درمیان دو حرف کن آرند
مثال آں
کبکنا پکنی ککنی یکنصر کنی ہبکنت خبکنوب تہکنو تکتی ہکنے (کا پی کی مصری خوب تی ہے)
ایں زبان ایجاد حضرتِ ظل سبحانی خلیفہ رحمانی شاہ عالم بادشاہ غازی است خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ۔

———— ❋ ————

# دردانۂ سوم حاوی بعضی ذکرِ فصیحاں

بعضی برانند که کلام شعرا در ہر شہر فصیح تر از کلام دیگراں باشد و بعضی محققاں برآں که در شعر اکثر اوقات ضرورتِ حفظِ وزن و رعایتِ قافیه مانعِ فصاحت میگردد چنانچه میر محمد تقی سلمه القدیر که سرآمد ریخته گویان طبقۂ ثانیه است ۔ مینھ بروزن میش بمعنی باراں در مصرعے برائے حفظِ وزن آورده و ہمچنیں بھچک بجائے بھچک بمعنی حیران ۔ و ملک الشعرائے زبانِ اُردو مرزا محمد رفیع متخلص به سودا در قصیده لپک و جھپک لفظ کٹک را بمعنے لشکر برائے ضرورت قافیه ایراد نموده و کٹک ہرگز لفظ اُردو نیست ۔ دریں مقدمه حق بدست سعد اللہ سکندر مرثیه گو است که در ہر زبان مرثیه گفته ۔ از انجمله در زبان مارواڑ مرثیه دارد که مصرعۂ اولِ بندِ اولش این است ۔

کائیں کہی اب مہاکو شاباں گھنی کٹک چڑھ دہائی سیچھے

کٹک بفتحۂ کاف و تاء ہندی مفتوح و کافِ ساکن در آخر لفظی است از الفاظ مارواڑ معنی آن فوج و لشکر باشد ۔ سندِ دیگر از نثر بخت سنگھ مارواڑی موجود است که روزے در فیض آباد با امیرزاده احوالِ خود را عرض می کرد که

مھنے تو ایٹھاں نہیں ڈہروں چھیے نہیں مھنی کی شار کی جانڑے کو مھین کٹک

ماں ۔ ہڑی والو نہیں راہڑی کے پاس سونڑی والو ۔

و لفظ تھوڑا که بمعنی اندک آید با راء ہندی صحت دارد و ہمچنیں تھوڑی که مونثِ آں باشد مرزا ند گور خلافِ اُردو با زا بسته ۔ یا گوری که بمعنی چیز سفید روشن مؤنث باشد قافیه کرده شعر

ساقِ سیمیں کو تری دیکھ کے گوری گوری ۔ شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوری تھوری

و با واو مجہول بغیر ہا گفتن ایں لفظ ہم از قبیل تصرف ایں صاحبان است برائے

قافیۂ شعرِ خود، دالا در اصل تھوڑا و تھوڑی باشد مثل ہاتھ بمعنی دست کہ قافیۂ ساتھ
باشد، در اصل آں ہاء در تاء پنہان است، ایں صاحبان قافیہ بات و بہیات سازند
و ہاء را خلافِ تلفظِ جمہور دُور کنند۔ و لفظ اُردو بیشتر صاحبان با را و ہندی نیز استعمال
میکنند۔ لیکن فصیحان با راء برلب دارند۔ از قولِ اہلِ تحقیق ضعفِ مذہب کسانیکہ سند
لفظِ فصیح از کلامِ شعرا جویند بہ ثبوت پیوست و ایں جواب ہم پُر ضعف است کہ شاعرانِ
فصیح ترین آدمیان اند۔ بعضی الفاظ را کہ خلاف زبان شہر ایشان است برائے
ضرورت عمداً می آرند نہ از راہ بیخبری۔ دلیل بر ضعف جواب اینکہ شاعران البتہ زبان
شہر خود را خوب میدانند و لفظ بیگانہ نیز عمداً می آرند لیکن مقلدِ ایشان کہ از جائے دیگر
باشد چہ می داند، کہ شاعرِ اُردو دان دہلوی ایں لفظ را کہ در شعرِ خود آوردہ است
زبان اُردو است یا زبانِ جائے دیگر و عمداً از روئے ضرورت در کلام خود جائز داشتہ
یا بضرورت اجتہاد نمودہ۔ بلکہ بیچارہ ہرچہ در شعرش خواہد دید ہمہ را اُردوئے پاکیزہ خواہد
فہمید، و با یاراں مباحثہ بیجا خواہد کرد و آخر کار پشیمان و خجل خواہد شد۔ مثل ما مردم
کہ ہرچہ در کلامِ مغل می بنیم آں را فارسی می دانیم گو بعض الفاظ از زبانِ سُریانی
ایراد نمودہ باشد یا از زبانِ دیگر۔ ازیں گفتگوہا عدمِ حفظِ مرتبۂ افصحِ اُردو در سخن
گفتن، یعنی مرزا رفیع دہلوی علیہ الرحمۃ و میر صاحب عالی قدر میر محمد تقی صاحب
با وجود لہجۂ اکبرآباد و شمول الفاظِ برج و گوالیار در وقت تکلم از سببِ تولد در
مستقر الخلافہ مذکور مقصود خاطر داعی آثم نیست، بلکہ مرہونِ ایں صاحبان ام
کہ چند لفظ نا معقول را ترک کردہ اند۔ مثل مینے با میم مفتوح و نون مکسور و یاءِ
مجہول کہ قدمائے شاہ جہان آباد بجائے مَیں کہ بمعنی درمیان است، در شعر می بستند

بقول میاں آبرو۔ مصرعہ

مصرع　　برمنے جبامہ نہ تھا اک جھول تھی۔

دیگر لفظ سریجن و پی و پیتم بمعنی محبوب لیکن سجن بمعنی معشوق و تنک بمعنی اندک، شاید ازیں قبیل نہ بودہ باشد کہ درکلامِ شاں موجود است۔ دیگر دکھو بجاے دیکھو بمعنی بہ بہبنید، دسا بجاے دیکھا گیا بمعنی دیدہ شد، خواجہ محمد میر صاحب متخلص با ثر برادرِ کوچک اعیانی خواجہ میر درد مرحوم کہ دسا در مثنوی طبعزادِ خود استعمال فرمودہ اند یحتمل کہ خالی از حکمت نباشد۔ مانند ترواَر کہ برزبان برادرِ بزرگ ایشاں بجاے تلوار جاری بود۔ غرضکہ پاک کنندۂ چمنستانِ ریختہ از خار وخسِ عیوب، ہمیں صاحباں بودہ اند۔ ازیں چہ شد کہ لفظ ستی ہیستی بجاے سی و مجھ دل کی بجاے میرے دل کی درکلامِ میرزا رفیع یافتہ می شود۔ ستی و سیتی در واسوخت باید دید چنانچہ بیت اول بند اول این است۔

شعر
یا الٰہی میں کہوں کس ستی اپنا احوال
زلفیں خوباں کی مرے دل کی ہوئی ہیں جنجال

در بندِ دیگر بعد چند بیت سیتی ہم آمدہ است و مجھ دل کی دریں بیت ملاحظہ باید کرد

شعر
گرہ لاکھوں ہی غنچوں کی صبا اک دم میں کھولے ہے
نہ سُلجھیں تجھ سے اے آہِ سحر مجھ دل کی گلچھڑیاں

و محبوباں جمع محبوب سواے مضاف الیہ شدن ایں لفظ نزدِ فقیر کراہت دارد مانند ایں

مصرع　　ہاتھ سے جاتا رہا دل دیکھ محبوباں کی چال

و اگر ایں چنیں گفتہ باشد صحیح شود

زلفِ محبوباں ہوئی زنجیرِ پا

و بامتحان این فقیر رسیده که ضاعتِ تقلیدِ درستِ آدمِ ہر شہر و مُلک که در آخر
دُردانۂ دوم نیز اشاره بآں کرده شد خصوصیت به باشندگانِ شاه جہان آباد دارد
نصیب سکنۂ جاے دیگر نیست - مرزا معز فطرت که اعلم علماء ایران و شاعر عالی مقدار
آنجا بوده مدتها در ہندوستان شب را به روز آورد مطلعش بزبان ریختہ این است شعر

از زلفِ سیاهِ تو بدل دهوم پڑی ہے
در گلشنِ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

و قزلباش خاں اُمید با این ہمه جوشش ہا اہل ہند و تبحر در علم موسیقی ایران و ہند
یک شعر درست در زبانِ اُردو سرانجام نکرده گاہے که رخشِ طبعش درین وادی
دویده غبارِ خاطر سامعاں گردیده از دست،

شعر
بامن کی بیٹی ایک میری آنگ موں پری
غصہ کیا و گالی دیا اور دگر لری

عماد الملک وزیر که در بُندیل کھنڈ متولد شده بود در ایامے که مسافرانه گشت در
شہرے از بلادِ عرب بلباسِ درویشی وارد شده و بمنزل شخصے از سکنۂ آں بلده
رسیده ظاہر نمود که باشندۂ بصره ام - طرفِ ثانی به مُدارا برخاست و ده روز
به مہمان داری اقدام نموده تا ده روز دراں خانه اعزۂ عرب فراہم می شدند
احدے نشناخت که ہندی است - اندکے حرف زدن به زبانِ عربی و درست نمودن
لہجه را غور باید کرد و انصاف شرط است -

و سادوانِ کشمیر ہر شہر را بلباس و زبان و لہجۂ او متلبس و متکلم شده می فریبند، دو
صنف اند - یکے کشمیرزا که اینہا زود تر شناخته می شوند و بخواری تمام می گردند -
دوم دہلی زا که اینہا مُلک به ملک می روند و باشندگان ہر شہر را شناختن ایشاں

ممتنع گردد۔ در مجلسِ عرب عرب و در صحبتِ ایرانی ایرانی و در مجمع تورانی تورانی و پیش فرنگی فرنگی هستند۔ و این هم یادِ خاطرِ یاران باشد که دهلوی شدن موقوف بر تولد شخص در دهلی نیست والا ساکنان مغل پوره و سادات بارهه که در شاهجهان آباد بوجود آمده اند باید که دهلوی باشند و چنین نیست زیرا که دهلوی آن است که روزمره و شبیه بروزمرهٔ باشندگانِ شهر دیگر نباشد همین که حرف می زند شناخته می شود، بخلاف اہل مغل پوره که گفتگوے شان مشابه گفتگوے جوانان لاهور است و همچنین حال ساداتِ بارهه که کلامِ ایشان با برادران هم شهری مانا است۔ پس دهلوی عبارت از اولاد کسانے است که شستگیِ زبان و نفاستِ طبع و موزونیِ لباس و حسنِ نشست و برخاست و آراستگی خانه بفرشِ زیبا ایجاد نموده و مروج کردهٔ ایشان باشد۔ چه فرزند ایشان خواه در شاه جهان آباد خواه جاے دیگر بهم رسد بشرطِ تعلیم پذیر فتن در صحبتِ والدین یا عمو یا خال یا برادرِ بزرگ یا که مثلِ ایشان باشد دهلوی باشد۔ مثل جوانان لکھنؤ گو در یک دو لفظ مغائرت با دهلویان دارند لیکن در دیگر صفات و قابلیت برابرند و این مغائرت از عدم توجه در بعضی جوانان یافته شود۔ همه را این حال نیست بلکه درین شهر هر محله محلهٔ فصیحان است بخلافِ شاه جهان آباد۔ و انکارِ این معنی از دانائی بعید است، چرا که باشندگانِ اینجا میدانند که ما در پورب سکونت میداریم، نشود که زبان سکنهٔ اینجا یاد گیریم، ازین جهت تحقیقِ الفاظ از پدر و مادر و دیگر بزرگانِ خود که از شاه جهان آباد آمده اند میکنند۔ دوم اینکه اشخاصِ جلیل القدر فصیح زبان بشیتر از دار الخلافه مدت ها است که به بدرقهٔ افلاس بیرون آمده بلادِ پورب را مسکن خود ساخته اند لیکن از جهت قرب شاه جهان آباد بر شهرهاے دیگر که در ارضِ شرقی است ترجیح دارد و کثرتِ دهلویانِ فصیح درین شهر بدرجه است که حصر آں امکان ندارد، و دهلویانے

که حالا در شاه جهان آباد قیام دارند فصیح کمتر اند و غیر فصیح بیشتر۔ فصحا را از قبیل
فصحاے لکھنؤ خیال باید کرد و غیر فصحا جماعتے ہستند که والدینِ ایشان از جاے دیگر
تشریف آورده در شهر سکونت ورزیده اند، چوں صاحبِ اولاد شدند، فرزندانِ
ایشان از دو جهت، یکے آنکه در شاه جهان آباد می باشیم ہر پوچ و یاوه که میگوییم ہمه
صحیح در روزمرهٔ دہلی است، دوم اینکه سوارئ اسپ و بانک و پٹه و لکڑی و نیزه بازی
آموختند و دانستن زبانِ اردو پیشِ اینها قدر و منزلتے نداشته است۔ بعضی الفاظِ
دہلویان را با الفاظِ والدین و دیگر اقربا ضم نموده زبانے پیدا کردند و قصد تحقیق
الفاظ فصیح ایں زبان در خاطرِ ایشان متمکن نه گشت۔

مختصر اینکه سندِ اردو از گفتگوے ملوک و امرا و حواشی و حضارِ شان جستن بہتر است
که فقیه و شاعر و مهندس و محاسب و طبیب و مغنی و صوفی و زنانِ پری چهره در مجلسِ
شان حاضر می باشند و اصطلاحِ ہر فرقه را در گوش دارند، و در ہر لفظیکه اصطلاح
جاری میکنند بزرگ و کوچک را در قبول کردن آں گریز نمی باشد و زود تر مروج
می شود و ہر شخص فصیح و بلیغ در صحبتِ ایشان گنگ میگردد و اگر سخنے را درست میگوید
و پسندِ خاطرِ امیر و حضار می شود بمباہات نزد اماثل و اقران ذکرِ آں بر زبان می آرد
و ہر صاحبِ کمال را وقت حرف زدن در خاطر خلد که مبادا حرفے از زبانِ من
بر آید که موجبِ رنجش در ایں مجمع شود۔ و ہمچنیں بندشِ دستار و دوختِ قبا و زیر جامه
و کفش ہرچه رواج می یابد بر پسند اینها موقوف است، مثل لفظ رنگتره که بمعنے
سنگتره فرمودهٔ فردوس آرامگاه است، و ہمچنیں گلدُم بمعنی بلبل و گلسر المعنی تیتر
که در فارسی دُراج گویند و سفید سر المعنی سرخاب۔
حالا که ایں مقدمه بدلیل ثابت شد تصدیقِ قولِ راقمِ آثم پُر ضرور است، و آں اینست
که سر دفترِ فصحاے خوش بیان و مقدمة الجیشِ بلغاے طلیق اللسان و قصب السبق

میدان براعت و مجددِ قوانین لذاعت مصداق لوذعی المعی دریں زمان ذات ملکی ملکات جناب عالی است، بربِ کعبہ کہ تقریرِ آں حضرت بزبانِ اُردو در ہر فقرہ یاد از مقاماتِ حریری میدہد۔ احدے را از فصحاے ماضی و حال ایں طلاقتِ لسانی و تلمع بیانی نبودہ است و نیست و در ہیچ وقت سخن آنجناب خالی از لطیفہ نمی باشد۔ گاہے تجنیس است و گاہے ایہام و گاہے طباق است و گاہے ترشیح و وقتے محتمل الضدین۔ محررِ داعی لطائفِ حضور را جمع نمودہ کتابے جداگانہ ترتیب می نماید۔ دیگر نواب عماد الملک مغفور کہ موجد بعضی قوانین ایں زبان است ایجادش ہمہ مقبول۔ لیکن نسبت قوت طبع او با قوّتِ طبع جنابِ عالی نسبت چاہ است با دریا۔ بایں دلیل کہ پوشاک و کلام وقت عماد الملک سوائے ایں نبودہ باشد کہ حالا در شاہ جہاں آباد است، پس اگر پوشاک مردانۂ آنجا را مقابل پوشاک مردانۂ لکھنو بکنم بعینہٖ لباس بانیہ ہاے کاندھلہ و شاملی در جنب پوشاکِ مرزایانِ ایران است۔ گو در اصل بر پوشاک شہرہاے دیگر سوائے لکھنؤ میچربد و پوشاک زنانۂ آنجا در بروے پوشاک زنانۂ اینجا حکم سرود زنان شرفاء در شادیِ فرزندان و دختر خود پیش سرودِ میاں غلام رسول دارد، یا مقابلۂ کھاروۂ سُرخ با اطلس سُرخ است۔ بخدا کہ کلام مرداں اینجا ہرگاہ بکلام مردانِ آنجا سنجند بے شک و شبہہ مقابلۂ گفتگوے لالہ بھاڑا مل دھو سر است با قوت نطق نواب عماد الملک

سوال از طرف نواب عماد الملک

اجی لالہ بھاڑا مل تمھارے احوال پر باللہ کہ ہم سخت متاسف ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنی عنایات سے تمھیں میات الوف کا مالک کیا اور اوقات تمھاری یہ کہ احد من الناس جس مسلمان کو فرض کیجیے اُسکے برابر ذائقہ صاحب کا لذت آشنا نہیں۔ بڑا تعجب ہے کہ آدمی باوصف تیسر نعماے الٰہی

سے محروم رہے اور نام اُس کا رحم اور شفقت رکھیے۔ ہم لوگ بھی تو اپنے
ہاتھ سے بکری سوائے عید قربان کے حلال نہیں کرتے اور یہی اشخاص صاف
کرکے گوشت بڑے آدمیوں کے مطابخ میں پہنچاتے ہیں اور بازار میں بیچتے
ہیں اگر تم بازار سے لیکر کھاؤ تو کیا مانع ہے۔

## جواب ازطرف بھاڑامل

ہہیں پیرو مُرشد ہمارے دھرم ما نہیں جیو کا مارن بڑا دُوکھ ہے۔ ہور کھاؤنا
تو ہور بھی بُرا، ہور کھا تہاری کی بات ہے تم کھاوند لوگ ہو۔ ہمارے تو
جو کوئی چوشی بھی بھولے سے مارگیرہے تو اُسیکے ہاتھ کا پانی پیونڑا اگجب ہے۔
ہماڑے بڑے تاؤ سیلرام جی تھے اُونڑنے بھولے بسرے تے کھا کھنکھجوری
دِہی کے باپ پر پیر رکھ دیا تھا سو وہی کا باپ مرگیا۔ سو باباجی نے دیکھکر فرمایا
نیو تی کے کھا یوہ کی کیا اب دس ہجار روپئے کس کے گھرتے کا ڈھوں جو اُسکا
دوکھ اُتاروں۔ ہور پیشیرنے ہماری کھاونڑ پیونڑ واسطے بھی ڈھیر چیجاں
پیدا کریں ہیں، موہن بھوگ، لوچئی، کچوری، اترتی، میٹھے سُہال
کچنال، برے، سنبوسے، پراگڑی، کھُرمے، بالوساہی، گندوڑے، دھوئی
مونگ کی دال، دھوئی دھوئی اُرد کی دال، ہور ڈھیر سے ترکاریاں ہور چاؔ
ہور مگد کا لڈّو ہور گوند کے پاپڑ جو حجور بھی نوس پھرماویں تو پھیر کھانوس،
تنڑکی کو بھی بھول جاویں بلکوں بھولے بسرے بھی کھاؤنے میں نہ آوے۔

شرح این عبارت۔ ہہیں بکسر ہاء و تشدید ہاء ثانی مکسور و یاء مجہول و نون غنّہ
لفظ بانیہ ہا باشد بجائے ہاں صاحب در اُردو۔ پیرو مرشد بغیر واو بمعنی پیرو مرشد
با واو عطف۔ ہمارے با میم مفتوح با ہاء یکے شدہ و الف و راء و یاء مجہول بجائے
ہمارے در شاہ جہان آباد۔ ما نہیں در زبان سادات بارہہ بمعنی درمیان گزشت

جیو بجاے جی بمعنی جان - بڈا۔ با دال ہندی ہماں بڑا بمعنی کلاں۔ دوکھ با دال و واو مجہول و کاف با ہاء یکے شدہ بمعنی گناہ باشد۔ ہور۔ با ہا و واو مجہول و راء بمعنی اور بجاے دیگر در فارسی۔ کھاؤنا بجاے کھانا بمعنی خوردن۔ نکھا اختصار میں نے کھا باشد بزبانِ فصیحانِ دہلی کتابتِ آں با میم مفتوح و کاف مفتوح با ہاء یکے گشتہ۔ و تھاری با تاء مفتوح متحد با ہاء و الف و راء و یاء معروف بمعنی تمھاری در اُردو۔ کی با کافِ مکسور و یاء معروف بجاے کیا بمعنی چہ برائے استفہام در فارسی تم با تاء مفتوح و میم ساکن بجاے تُم در اُردو بمعنی شما در فارسی۔ کھاوند بجاے خاوند۔ چوشی بمعنی چوہی یعنی مادۂ موش و از چوہی تا چوشی تفاوت ہار بلند و شجاعت باشد۔ مارگیرے بمعنی مار ڈالے یعنی بکشد۔ پیونڑا بجاے پینا بمعنی نوشیدن کتابت آں با باء فارسی و یاء معروف و واو مبدل با ہمزہ متحد با نون و راء ہندی و الف۔ گجب بمعنی غضب آرند۔ بڑے با یاء مجہول بمعنی کلاں تعظیماً۔ تاؤ۔ با ہمزۂ مضموم و واو معروف بمعنی برادرِ کلانِ پدر۔ سلیمام نامِ بانیہ۔ اُنزٹنے با ہمزۂ مضموم با نون راء ہندی یکے گشتہ بمعنی اوشاں در فارسی۔ تے بجاے سے بمعنی از در فارسی کھنکھجورا نامِ جانورِ مشہور در ہند۔ دھی کے باپ بمعنی پدرِ دختر باشد کہ در اُردو بیٹی کا باپ گویند۔ گے بجاے کا در اضافت وقتِ خطاب باشد مانند فلاں زید کا بیٹا ہے اور فلانی زید کی بیٹی ہے۔ باباجی در ہندواں مراد از پدر پدر باشد۔ پھرمایا با باء فارسی با ہاء یکے شدہ و راء ساکن بمعنی فرمایا۔ نپوتی بکسر نون زنے کہ ہیچ نہ زاید۔ گے با کاف و یاء مجہول برائے اضافت است یعنی اے فرزند ستردن۔ ازیں کلام مرادِ قائل اظہارِ غضب بر مخاطب باشد زیرا کہ معنی نپوتی گے این است کہ ازیں حرکات زود است کہ از جہان گزراں درگذری و چناں بے نام شوی کہ گویا مادر ترا نزادہ است یا باین معنی کہ اے دشمن عقل زود است کہ کشتہ شوی و مادرت بفرزند شود۔ و

اطلاقِ نیوتی بر مادر مخاطب پیش از گشتہ شدن مخاطب از روے مجاز باشد، چوں اطلاقِ فاضل بر طالب علم کہ آخر بعد تحصیل علم بر منصب فضیلت خواہد رسید۔ لیکن بایں معنی نیوتی کسے را فرزند ستردن گفتن درست نباشد، گو تالِ ہر دو واحد است وایں عبارت در تال قریب عربی است کہ در حالتِ غضب بگوئی "تبگیک اُمک" گویند یعنی بگرید ترا مادرِ تو۔ اب بمعنی حالا۔ روپئے بمعنی روپیہ ہا۔ کاڈھوں باکاف والف ودالِ ہندی باہاء یکی شدہ و واو معروف ونون غنہ بمعنی بر آرم در فارسی باشد۔ پمیشر باپاء فارسی مفتوح ونون ساکن ومیم مکسور ویاء مجہول و سین مفتوح و راے ساکن بمعنی خدا۔ پیوتڑ باپاء فارسی مکسور ویاء معروف وواو مفتوح ونون غنہ وراء ہندی بمعنی نوشیدن۔ ڈھیر بادالِ ہندی باہاء متحد شدہ ویاء مجہول وراء ساکن بمعنی بسیار۔ چیجاں جمع چیج باجیم فارسی ویاء معروف وجیم ساکن بمعنی چیز۔ کریں باکاف وراء ویاء معروف ونون غنہ بجاے کیں باکاف ویاء معروف ونون غنہ۔ گھرمیں بمعنی خرمہ ہا۔ مگد بامیم وگافِ مفتوح ودال ساکن قسمے از شیرینی درہند۔ حجور بمعنی حضور۔ نوس در آخر باسین بمعنی نوش باشین در آخر۔ پھرماویں بجاے فرماویں۔ پھیر بجاے پھر بمعنی باز در فارسی۔ نوس تنڑکی با نون مفتوح و واو مکسور وسین ساکن وتاء مضموم ویا نون یکے شدہ وراء ہندی ساکن و کاف ویاء معروف بجاے منش وتنکی۔ بلکوں با واوِ مجہول ونون غنہ بجاے بلکہ۔ بسرے بایاء مکسور وسین ساکن وراء ویاء مجہول بجاے بھولے۔ یا فارسی کا ٹیٹھا مقابل فارسی صفاہانیاں وہمچنیں فرس فضلاء وطلبۂ علوم پورب کہ تقلید لہجہ مغل نیز مرکوز خاطر شاں باشد در جنب مغل۔

سوال از میرزا صدرالدین صفاہانی

چرا ۲ دوسہ ماہ برما نامہرباں بودید کہ تشریف نیاوردید ومشرف نفرمودید ۱ و سہ پنجم کہ

از حیات مستعار خویش بگذرد غنیمت است اما خوشی خاطر بے مجالست دوستاں کجا
شعر
بہارِ عمر ملاقاتِ دوستداران است
چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا

تنہا نہ گریۂ آدم بکار آید نہ خندہ، حالا بدستور می آمدہ باشید زندگی آدم ہمیں قال و مقال و اختلاط است۔ جناب میدانند کہ مذہبِ من صوفیانہ است نمیدانم کہ ہندو چہ قبح دارد و مسلماں چہ حُسن۔ ہر دو بندۂ خدا و نورِ چشم عارف اند۔ جہانِ گذراں مثل حباب نقش برآب است آخر ہمہ را رجوع بمبدء خواہد بود نزاعِ لفظی کہ زید بہ از عمرو است یا عمرو بہ از زید میانہ برادرانِ نوعی چہ ضرور سر زید بگردن عمرو۔

جوابِ زلالہ یکتا پرشاد سری واستم

ہگا ہگا ایں عاجز شمو دو ماہ بگلگشت گلستون بیماری پرداختہ ہگا ہگا ولیکن آن منبعِ عطوفت و احساں شربتِ جوں پرور عیادت را دریغ داشتہ ہگا ہگا۔ شعر

ما ز یاراں چشمِ یاری داشتیم
خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

ہگا ہگا امیدم از ایشاں شکستہ شود چوں احوال آں اہبت دستگاہ چناں مبرہن گردید دیگردم از دوستی کسے گشتن بیجا است۔ ہگا ہگا رو دیدہ را شرم ہمی کنند و ایں کہ ہگا ہگا برزبوں راندہ کہ ایشوں صوفی مذہب است و ہگا ہگا تعصب سے داشتے چہ نقصان می داشتی و اکنوں کہ ندارد ما را چہ نفعے از و باللہ العلی العظیم و با میر المومنیں علیہ السّلام دوست را غلام است و مردِ خوب را بندہ، و ہگا ہگا با آدم خر دماغ کارے ندارد۔ ہگا ہگا حیف کہ در دو موہ از مونپر سیدی آں قدر غفلت ہم از حالِ دوستونت نشایستی۔ ہگا ہگا ایں تو رسم زمانہ است کہ شکایت از دوست کردہ می شود۔

تمام شد فارسی مکتا پرشاد که در میانِ کائتھ ہا قومش ہری واستم بود۔ شرحش
اینکه ہگا ہگا ہر دو بار بابائے مفتوح وگاف والف بیجا در کلام صرف میکرد بلکه تا
این لفظ از زبانش بر نمی آمد حرف زدن بر و محال بود۔ شمو بجاے شما از راہِ
تعقل گفته۔ و تاء پرداخته را مکسور گفته ہا را ظاہر نمود۔ جون بجاے جان ورد
و درداشته ہم قاعده پرداخته مرعی داشته۔ شاستہ شد بمعنی گسستہ شد گفته۔
گشتن بجاے زدن استعمال نموده۔ و لفظ رُودیده را شرم بمعنی منُھ دیکھے کی شرم
نزدِ او بوده۔ و زبون بمعنی زبان۔ و با واو راندہ ہم سلوک تاء پرداخته ورزیده
و ہاء مخفی را مثل ہاء بارز ظاہر ساخته۔ و ایشوں بجاے ایشاں اسم اشارہ براے
جماعت و غرضش مخاطب بوده۔ صوفی مذہب است بجاے صوفی مذہب ہستند
گفته یا ایشوں بمعنی من۔ و آں عبارت بمعنی صوفی مذہب ہستم آورده۔ و این
بما سبق متعلق تر از اوّل است۔ و سید اشتی بمعنی سید ہستند۔ و ندارد بجاے ندارند
و از و بجاے از شما۔ و راء امیر المومنین را مفتوح ادا کرد و الیہ السلام بکسرۂ الف
بجاے علیہ السلام گفته۔ و دوست را غلام است بمعنی دوست را غلام ہستم آورده۔
و مردِ خوب را بنده بمعنی مرد خوب ابنده ام۔ و ندارد بجاے ندارم مستعمل نموده۔
و موه با واو معروف بجاے ماه۔ و مو با واو معروف بجاے ما۔ نپرسیدی بمعنی نپرسیدند
آں قدر بجاے این قدر۔ و فغلت بجاے غفلت۔ و دوستونت بجاے دوستانت
تلفظ نموده۔ و این تو بجاے اینکه یا بجاے این خود۔

## سوال از مرزا کاظم اصفہانی

قبله خیلے مشتاق خدمت بودیم این وقت که جناب از درس و تدریس فارغ شده اند
یحتمل که چیزے ہم نخورده باشند و بعد از طعام قیلوله ہم ضرور است اگر حکم شود حاضر
باشم و اگر بفرمائید فردا باز بخدمت برسم۔ ہنوز که ده دوازده روز اینجا ہستم چه

عرض بکنیم کہ فلک کجرفتار دست از بازیہا برنمیدارد، والا چندروز درخدمت آب وصوبے ملازماں کردم۔ چند شبہہ کہ در شرحِ اشارات بخاطر داشتم وجوابِ آنہا اندکے عسیر می نماید بآسانی تمام ازجناب برطرف می شد وے وائے اینجا قدر ملازماں را کہ میدانند برابر یک سبزی فروش یا چونہ پزایراں اوقات ندارید قبلہ بیا بولایت برویم۔

جواب از مولوی عبدالفرقان

ارے برہان لائیس از فصحت و بلغت آں باذعان دانستی شدی کہ مولدِ ایشوں از خوک پوکِ ایران بودی۔ ارے برہان لائیس او بلبل ہزاردستاں رانعم البدل بود۔ من بایں فصحت کسے مغل راندیدہ است ہیں کہ او گوہر سخون رابمنقبۂ بیاں شفتہ۔ ارے برہان لائیس من دانستیم کہ وے مالکِ بون ست۔ ارے برہان لائیس من طعام را خارج میخوریم وخسپیدگی رانمی خواہیم تا او شستہ اہست گپ زدگی وجمیع شکوک را ارے برہان لائیس بلک کلہائی بالہ پاسخ دادی خواہد شد۔ وازینکہ اوراشوق بسوے کتب معقول ہست ارے برہان لائیس غنچۂ خاطر ایں کس گل بشگفت انشاءاللہ تعالیٰ عظم شانہ ولالیحاط احسانہ۔ ارے برہان لائیس دیگر چارچہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ ازقسم شعر خواہد شدن۔

ہرکجا در عالم امکاں ہست گرمی صحبتی
بیگما شمع زبان شعرا دراں بزم روشن استا

گفتگوے مغل ومولوی بانجام رسید۔ حالا شرح کلامِ حضرت مولوی گوش باید کرد

اری برہان لائیس باہمزۂ مفتوح وراء ویاء وباء مضموم وراء ساکن وہاء والف ونون ولام والف وہمزہ دیاء معروف وسین ساکن بجاے ہنگامہ ہنگا در کلام لالہ ٹکتا پرشاد خیال باید کرد۔ وفصحت وبلغت ہماں فصاحت وبلاغت بتغیر الفہ است وآں بمعنی تنہا یعنی تعالی قدرہ۔ ودانستی شدی بجاے دانستہ شدہ اے حنیں تلفظ را غورکردن واجب

است - ایشوں بجاے ایشاں معنی شمار - خوک پوک بجاے خاک پاک از غلبۂ مغل -
و ایرون بجاے ایران - بودی بجاے بوده - واو معنی شما - کسی مغل بجاے ہیچ
مغل - ندیده است بجاے ندیده ام - سخون در اصل معنی سخن و صحت دارد لیکن جناب
مولوی صاحب از سبب لہجۂ وطن شریف واو معروف از دیاد کرده اند - من دانستیم
بجاے من دانستم - ووے بجاے شما - وزبون بجاے زبان از جہت مغلیت - نشستہ
است بجاے نشستہ است - گپ زدگی بجاے گپ خواہم زد - بلک با باء مفتوح و
لام مکسور و کاف ساکن براے ترقی کلام - کل مافی بالہ مراد ہر چہ در دل او ست
و مراد مولوی صاحب ہر چہ در دل شماست باشد چرا کہ مخاطب اغائب ارشاد میفرمایند
دادی خواہد شد بجاے داده خواہد شد کتب معقول بفک کسره اضافت - واین
کس بمعنے من - چارچہ بجاے چرچہ - انشاء اللہ تعالیٰ خواہد شدن بجاے
خواہد شد با وصف خواہد شد دریجا مصرف ندارد - و عالم امکان با ہمیم مکسور در عالم
وگرمی صحبتے بغیر کسرۂ اضافت - وشعرا بروزن عذرا - زبان شعرا با نون غنہ
بجاے زبان شعرا بکسر نون و فتح عین و سیم نرم بیرون از تقطیع براے ضرورت -
از نقول عجیبہ این کہ زمانے بعضے اعزه بسندیلہ رفتہ بودند محامد جناب مولوی حیدر علی صاحب
کہ اعلم علماے معقولیاں ہستند شنیده مشتاق ملازمت ایشاں بودم و میخواستم کہ
بتقریبے سفر سندیلہ اختیار نموده بہ تحصیل این دولت عظمیٰ پردازم - از حسن اتفاقات
جناب ایشاں بحسب ضرورتے بہ لکھنؤ تشریف آورده در اسیا مئو کہ فرودگاه رسالہ
عبدالرحمن خاں قندھاری است فروکش گردند - داعی راقم از وصول این نوید
جاں بخشی زود تر سوار شده بخدمت ایشاں حاضر شدم و براے ترفع خود در چشمشاں
قصیدۂ غیر منقوطۂ خود را کہ موسوم بطور الکلام و آخر آں مشتمل بر صنایع چند است
باین گماں کہ پسند ایشاں موجب مزید اعتبار من خواہد شد بر ایشاں عرض کردم

جناب معزی الیہ قصیدہ را شنیدہ در رغرر تحسین و آفریں را تفویض دُرج سامعۂ ایں ہیچمداں کردند۔ چوں احقر العباد آثم در وقتِ والد مرحوم تحصیل کتب درسیۂ منطق و حکمت بعمل آوردہ بودم و از مدتے کہ فرطِ محبت شعر و مجالست با دوستاں و فکر معاش و ضیق کوچۂ تلاش عنانِ شوق را ازاں طرف برگردانیدہ آنچہ خواندہ بودم بسہو انسیاں رسیدہ بود سوائے اختلاط شعر و سخن، اظہارِ مقدماتِ علمی در حضرت ایشاں حمل بر تنگ ظرفی خود کردہ ام۔ و بناءً علیہ گزارش نمودم کہ بگوش فقیر رسیدہ است کہ جناب در سہ زبان یعنی عربی فارسی و ہندی شعر فرمایند۔ ہر چند کہ ایں بندہ را لیاقتِ آں کجاست کہ فرمودۂ ملازمانِ عالی را بفہمد لیکن اگر بقدر فہم ایں بے بصیرت چیزے تیمناً و تبرکاً ارشاد شود بعید از بندہ نوازیہا کہ شیوۂ بزرگان است نیست۔ ارشاد شد کہ میر انشاء اللہ خاں صاحب است میفرمایند من در ہر سہ زبان مذکور چیزے موزوں میکنم۔ لیکن چوں آدم بر زبانِ خود زیادہ از زبان دیگر قادر می شود و اطمینانے کہ از لہجۂ ملکِ خود دارد از زبانِ ملکِ بیگانہ ندارد برائے ایں التماس کردہ می آید کہ ہر چہ ازاں خاطرم جمع است اشعار ہندی است۔ گفتم ازیں چہ بہتر چیزے باید خواند۔ از فرط تلطف و کمال رافت قصیدۂ کہ در ہماں ایام از نتائج طبع شریف ایشاں در نعت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم موزوں شدہ بود تفویض صماخ راقم نمودند۔ صلۂ آں پیش حملۂ عرش رب العالمین است روز قیامت پیش خواہند کشید۔ حقیر مجرم بعد از استماع بالحاح تمام قصیدہ را اگر فتم از بسکہ ہیچ مفرحے بزعم من باو نرسید زیرا کہ ہر مصرعش برائے تفریح طبع اہل مجلس حکم یک قطعۂ زعفراں داشت بخاطر رسید کہ خمس آں درست نمودہ یادگارے در جہانِ گذراں باید گذاشت۔ الحمد للہ کہ بعنایتِ ایزدی ایں مہم بآسانی صورتِ تمامی پذیرفت و در ینجا برائے افادۂ طالبانِ فن ایراد دو بیت از قصیدۂ مذکور بعمل آمدہ

نظم

رسول حق کا محمدؐ نبی خیر انام
اے فخر کون و مکاں تجھ اوپر درود و سلام
ہے امر ہم کو صلّوا و سلّموا تسلیم
ہے امتثال امر کا واجب اے مومناں مدام

بالجملہ بعد چندے کہ ہمراہ الماس علیخاں بہادر وارد سندیلہ شدم و بکرر ملازمت مولوی صاحب ممدوح دریافتہ مخمس را برایشاں عرضہ دادم پسند خاطر نازک پسند افتاد وہماں لحظہ نقل آں گرفتند۔ سیاہ کردن کاغذ بہ نقل مذکور از ینجہت است کہ بعضی خرد دشمناں ایں گماں دارند کہ فضلا شعر را موجب پستی پایۂ خود دانستہ متوجہ نمی شوند والا در اندک توجہ ہرچہ خواہند بگویند یقینی است کہ بہ از شعرا گفتہ شود و چند شعر نامربوط کہ مثل قصیدۂ مذکور از زبان ایں بزرگاں بشنوند آں را محیط معانی و گنج بدایع تصور کنند و نمیدانند کہ شاعری بے نسبت اصلی شخص با روح القدس ممتنع است مرزا رفیع اُمی باشد و شعر آں فصاحت و بلاغت بگوید و صاحبِ قصیدہ بایں رفعت و تشخص علمی چنیں نافہمیدہ راہ رود جاے عبرت است۔ و از ہمہ عجب تر اینکہ باعتقاد طلبۂ علوم جناب ایشاں میرزا ہستند لہجۂ فرس ہم از اہل ایران یاد گرفتہ و زبانِ اُردو ہم در شاہ جہاں آباد آموختہ و چوں حکماے یونان در علم موسیقی نیز کہ اصلے است از اصولِ اربعۂ علم ریاضی مشق را بکمال رسانیدہ بودند مولانا ہم عشاق و عراق و حجاز و بیات و غیرآں مقام و گوشہ ہاے فارسی و بھیروں و بھیرو س و بھیروی و للت و رام کلی و کھٹ و گنکلی و بھٹیار و سگھرئی و سوہا و گوجری و گندھار و اساوری و ٹوری و بلاول و الھیا و دیوگری و دیگر راگ و راگنیہا مثل ہمیں راگنیہاے صبح در حاشیہ خیال دارند۔ و گاہ گاہے روبروے کدام خفاشے کہ از شاگردان خاص است خیال خواندہ داد طلب می شوند۔ قربان ایں شعور و بلاگردانِ

ایں عقل باید شد ہرگاہ در سرودن مضائقہ نکردند در ساز زدن کدام عیب است
حبذا مجلسی کہ در و علماء فراہم آیند و از ہمیں ہا یکے جوڑی بزند و دیگرے سارنے
بنوازد و یا یکے ساز در دست بگیرد و دیگر

اُنظر الینا او میاں چیرے والے
مناق المجالُ علینا سانوں بھی اپنی کول بلا لے
بھرِک میڈی جان اِجلس بین یدینا
بھویں تہاری مانوں بھالے

بسراید - جائیکہ جناب مولانا با ایں ہمہ تحقیق و تفتیش ریختہ را باایں صحت و درستی و موزونی
اداکنند مولوی عبد الفرقان ہم اگر فارسی را بنوعے کہ گذشت استعمال نماید چہ گناہ
کردہ باشد۔
ہمچنیں گفتگوے زنان خانگی و کسبی شاہ جہاں آباد مقابل زنان ہمجنس شاں در لکھنؤ
بعینہٖ گفتگوے برکاونی کنیز الکن مولوی کرم الرحمٰن است مشہور و ملقب بمیاں چُپّی
در حسب گویائی براتی بیگم و موتی خانم شاہ جہاں آبادی است۔ یا کلام میر غفر غینی و
یائی کہ باشندۂ دہلی است با زبانِ پری پیکر کوچۂ بلاقی بیگم با اختلاط خدمتگار ٹھاکر
بادام سنگھ جاٹ ساکن آؤ با تفضل حسین خاں علامہ۔

سوال از براتی بیگم و موتی خانم

اری سر مونڈی باندی تو اتنا جھوٹھ کیوں بولتی ہے۔ اللہ کرے تیری بوٹی بوٹی
اوپر والیاں لے جائیں اُڑ جائے تو خیلا خندی میں نے کب ستیاناس گئی تیرے
میاں کی جورو کا گلا کیا کہنے والی کو علی جی کی مار ہو وے ڈریے تیرے دیدے سے
میٹھے بٹھائے کیا اُشتلا اُٹھایا ہے بھس میں چنگاری ڈال جمالو دُور کھڑی۔
تا اینجا عبارت براتی بیگم بود۔ کلام موتی خانم

اے صاحب آپ کیوں باندی بندوڑوں کے مُنھ لگتی ہیں۔ ایسی باتوں سے ہوتا کیا ہے۔ زناخی ہم تو آگے ہی یہ بات جانتے تھے کہ اس زمانے میں غریب پر رحم کرنا اچھا نہیں۔ پر کیا کریں آندروا لا کمبخت نہیں مانتا۔ کیا جانیے ایسے کرتوتوں سے کیا جتن ہوتا ہے۔ اس پدّو کا کیا دوس ہے کردۂ خویش آید پیش۔

جواب از کنیزِ مولوی کرم الرحمن

بیڈم صاحب اِہتاں ٹھڈائے جانت ہے جو میں تجھ بھی ٹھے ہوں ٹرم سبھی ہیاں اُٹھے رہیں یں تو نہ بولوں نہ چالوں جن آپ بن آئے یہ بات ٹھس ہے اور مورا نام ٹھس ہے اُوٹی بُرماں بانس تے دِیوں یں تو جیتی ناہیں ٹرت ٹہہ جاؤں تُم بی بی موری ٹا دِلا ہُو یں تو بَل بَل جاؤں ٹمرے ٹُٹرے سے آسرے پے آوت رَہوں ٹمرا صدٹا ٹھاوٹ رہوں اور ٹھا ٹم صاحب مَنھ ٹاٹھن رہے ٹہ ہیاں ٹی ٹوئی باٹ باہرٹھی تو تی اپناٹیا پَی ہے سو یں بُرجری اپ ٹا بَورانی رَہوں جو بی بی سن ٹھوں ٹہ بیڈم صاحب اور ٹھا ٹم صاحب تُم ٹاں بُراٹھت رہیں اور ٹمرا دَلّارت رہیں ٹھٹیٹ ٹروجہ بُرجری ٹینو ٹھس ہوے وہٹی ناٹ ٹاٹ ڈارو مَینہ ٹاڑان ٹی ٹسم اَور سَٹم جہدین ٹریا میں ناہیں بولوں۔"

کلام بی نوزن کسبی باشندۂ کوچۂ بلاقی بیگم با میر غفرِ غلینی ویائی۔

اجی آؤ میر صاحب تُم تو عید کے چاند ہوگئے۔ دلّی میں آتے تھے دو دو پہر رات تک بیٹھتے تھے اور ریختے پڑھتے تھے، لکھنؤ میں تمھیں کیا ہوگیا کہ کبھیں تمھارا اثر آثار معلوم نہ ہُوا ایسا نہ کیجیو کہیں آٹھوں میں بھی نہ چلو، تمھیں علیؑ کی قسم آٹھوں میں مقرر چلیو۔"

جواب از میر غفرِ غلینی ویائی۔ مراد از غفر غلینی ویائی این است کہ وقتِ تکلم بجاے

لام و راء بتشدید غین و کمتر یاء از زبانش برآمده باشد۔ بیان صورت میر مذکور اینکہ سیاہ رنگ، کوتاہ قد، فربہ گردن، دراز گوش، بندش دستار بطور بعض قند سازانِ کہنہ، رنگش سبز یا اگرئی و الّا اکثر سفید، گاہے گُلِ سُرخ ہم در گوشۂ دستار میزنند۔ و جامۂ مصطلح ہندوستان نہ جامۂ لغوی در بر مبارک بسیار پاکیزہ میباشد چوں لباس باریک را ازینجہت کہ برائے زناں مقرر است نمی پوشند۔ رخت پوشاکے ملازم شریف ایشاں اکثر گندہ است لیکن قیمتی دو نیم روپیہ را ایک تمام در یک جامہ صرف می شود۔ چولی زیرِ پستاں بالائے آں دوپٹہ پستولیہ، دامن بر زمین جاروب می کشد۔ و مسی ہم بر دندان مبارک می مالند و پاپوش از سقرلاطِ زرد و در چاق وسطِ آں ستارہ از تارہائے طلائے غیر خالص۔ حالا کہ ہیئت معلوم شد طرز کلام با زنِ کسبی باید کشید

اجی بی نوغن[۱] یہ بات کیا فغماتی ہو تم تو اپنے جیوغے کی چین ہو پغ کیا کہیں جب سے دغی چھوٹی ہے کچھ جی افسغدہ ہوگیا ہے، اوغ شعغ پغھنے کو جو کہو تو اس میں بھی کچھ غطف نہیں غہا۔ مجھ سے سُنیے اوغ یغختے میں اُستاد میاں وغی ہوے اُنپغ توجّہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھغ میاں آبغو اوغ میاں ناجی اوغ میاں حاتم پھغ سب سے بہتغ مغزا غفیع السودا اوغ میغ تقی صاحب پھغ حضغت خواجہ میغ دغد صاحب نغداغاہ مغقدہٗ جو میغے بھی اُستاد تھے۔

---

[۱] میر غفر غلیظی کی گفتگو صاف زبان میں یوں ہوگی۔

اجی بی نورن! یہ کیا بات فرماتی ہو، تم تو اپنے جیوڑے کی چین ہو، پر کیا کہیں، جب سے دلی چھوڑی ہے کچھ جی افسردہ ہوگیا ہے۔ اور شعر پڑھنے کو جو کہو تو اس میں بھی کچھ لطف نہیں رہا۔ مجھ سے سُنیے ریختے میں اُستاد میاں ولی ہوے،، ان پر توجہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھر میاں آبرو اور میاں ناجی اور میاں حاتم۔ پھر سب سے بہتر مرزا رفیع السودا اور میر تقی صاحب پھر حضرت میر درد صاحب برد اللہ مرقدہٗ جو میرے بھی اُستاد تھے۔

وہ غوگ تو سب منگلئے اوغ اُنکی قدغ کغنے واغے بھی جاں بحق تسغیم ہوئے اب غکھنُو کے جیسے چھوکغے ہیں ویسے ہی شائغ ہیں اوردغی میں بھی ایسا ہی کچھ چنچا ہے تخم تاثیغ صحبت کا اثغ۔ سبحان نغاہ یہ کون میاں جغئت ہیں بغے شائغ کوئی ونسے پوچھے تو تھاغا غا ناں کس دن شعغ کہتا تھا اوغ غضا بہادغ کا کونسا کیام ہے۔ اوغ میاں مصحفی کہ مطغق شعوغ نہیں غکھتے اگغ پوچھے کہ ضغب زید عمغاً کی ترکیب تو ذغا بیان کغو تو اپنے شاگغدوں کو ہمغاہ غیکے غغنے آتے ہیں۔ اوغ میاں حسغت کو دکھیو اپنا عغق بادیان اوغ شغبت اناغین کو چھوغ کے شاعغی میں آکے قدم غکھا ہے۔ اوغ میغ انشاءاغاہ خاں بجائے میغ ماشاءآغاہ کے بیٹے آگے پغیزاد تھے ہم بھی گھوغنے کو جاتے تھے اب چند غوز سے شاعغ بنگیئے۔ مغزا مظہغ جانجاناں صاحب کے غوزمغے کو نام غکھتے ہیں۔ اوغ سب سے زیادہ ایک اوغ سُنیے کہ سعادت یاغ طہماسپ کا بیٹا انوغی غیختے کا آپ کو جانتا ہے، غنگیں تخغص ہے۔ ایک

وہ لوگ تو سب مر گئے اور اُنکی قدردانی کرنے والے بھی جاں بحق تسلیم ہوئے اب لکھنو کے جیسے چھوکرے ویسے ہی شاعر ہیں، اور دلی میں بھی ایسا ہی کچھ چرچا ہے تخم تاثیر صحبت اثر۔ سبحان اللہ، یہ کون میاں جرأت، بڑے شاعر، پوچھو تو تمہارا خاناں (آزاد نے اسے رلے ماں لکھا ہے) کس دن شعر کہتا تھا اور رضا بہادر کا کون سا کلام ہے۔ اور وہ دوسرے میاں مصحفی، کہ مطلق شعور نہیں رکھتے، اگر پوچھیے کہ ضرب زیدٌ عمراً کی ترکیب تو ذرا بیان کرو، تو اپنے شاگردوں کو ہمراہ لیکر لڑنے آتے ہیں۔ اور میاں حسرت کو دیکھو، اپنا عرق بادیان اور شربت انارین چھوڑ کے شاعری میں آکے قدم رکھا ہے۔ اور میر انشاءاللہ خاں، بجائے میر ماشاءاللہ خاں کے بیٹے، آگے پری زاد تھے، ہم بھی گھورنے جاتے تھے، اب چند روز سے شاعر بنگئے میرزا مظہر جان جاناں کے روزہ مرے کو نام رکھتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ایک اور سُنیے کہ سعادت یار طہماسپ کا بیٹا، انوری ریختے کا آپ کو جانتا ہے۔ رنگین تخلص ہے۔ ایک

تھا کہا ہے۔ اُس مثنوی کا دغیپذیغ نام غکھا ہے۔ غندیوں کی بوغی اُس میں باندھی ہے۔ میغ حسن یغ زہغ کھایا ہے، ہغ چند اُس منغوم کو بھی کچھ شعوغ نہ تھا بدغ منیغ کی مثنوی نہیں کہی گویا سانڈے کا تیغ بیچتے ہیں۔ بھغا اسکو شعغ کیوں کغ کہیے ساغے غوگ غکھنؤ کے اوغ دغی کے غندی سے غیکر مغد تک پغھتے ہیں

چغی واں سے دامن اُٹھاتی ہوئی کغے کو کغے سے بچاتی ہوئی

سو اس بچاغے غنگین نے بھی اُسی کے طوغ پغ قصہ کہا ہے کوئی پوچھے کہ بھائی تیغے غساغ داغ مسغم، غیکن بچا غا بغچھی بھاغے کا غکھنے واغا، تیغے کا چغانے واغا تھا تو ایسا کہاں سے قابغ ہوا۔ اوغ کغھائی پن جو بہت مزاج میں غندی بازی سے آگیا ہے تو غیختے کے تئیں چھوغ کغ ایک غیختی ایجاد کی ہے اس واسطے کہ بھغے آدمیوں کی بہو بیٹیاں پغھکغ مشتاق ہوں اوغ اُنکے ساتھ اپنا مُنھ کاغا کغیں بھغا یہ کغام کیا ہے کہ۔

---

قصہ کہا ہے۔ اُس مثنوی کا دلپذیر نام رکھا ہے۔ رنڈیوں کی بولی اسمیں باندھی ہے، میرحسن پر زہر کھایا ہے۔ ہر چند اس مرحوم کو بھی کچھ شعور نہ تھا۔ بدر منیر کی مثنوی نہیں کہی، سانڈے کا تیل بیچتے ہیں۔ بھلا اسکو شعر کیونکر کہیے۔ سارے لوگ لکھنؤ کے اور دلی کے رنڈی سے لیکر مرد تک اسے پڑھتے ہیں۔ بیت

چلی واں سے دامن اُٹھاتی ہوئی کڑے کو کڑے سے بجاتی ہوئی

سو اس بچارے رنگین نے بھی اسی طور پر قصہ کہا ہی۔ کوئی پوچھے کہ بھائی، تیرا باپ سالدار مسلّم، لیکن بچارا برچھی بھالے کا چلانیوالا تھا۔ تو ایسا قابل کہاں سے ہُوا۔ اور کراہی پن (یا کلاہی پن، معلوم نہیں یہ کیا لفظ ہے، لیکن آزاد نے شہدپن کا لفظ لکھ دیا ہے اور اس لفظ کو صاف اُڑا گئے ہیں) جو بہت مزاج میں رنڈی بازی سے آگیا ہے، تو ریختے کے تئیں چھوڑ کر ایک ریختی ایجاد کی ہے۔ اسواسطے کہ بھلے آدمیونکی بہو بیٹیاں پڑھکر مشتاق ہوں اور اُنکے ساتھ اپنا مُنھ کالا کرے۔ بھلا یہ کلام کیا ہے۔ (ع ا)

یہاں سے ہے کے پیسے دونی کہارغو

اوغ نچوغی انگیا اوغ نگوغی انگیا اوغ منوغی انگیا۔ اوغ معد ہو کے یون کہے

کہیں ایسا نہ ہو کمبخت میں ماغی جاوں

اوغ ایک کتاب بنائی ہے اُس مین غنڈیوں کی بوغی لکھی ہے۔ اوپغ واغیاں چیلیں، اوپغ واغا چاند، اُجلی دھوبن، اندغ واغا دغ، اوغ سہ گانہ دوگانہ لیگانہ زناخی اغایچی دوست۔ اوغ میلے میں جانے کا کونسا غطف ہے، کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانے واغے بھی غونڈے یا غنڈیاں ہیں۔ اگغ غونڈے کو دیکھو تو دوپٹے بھغوے سوغی کے بنائے ہوئے یاد ہیں۔ سندھ یا جنگلا یا کافی کے سوا بھنک کان میں نہیں پڑی۔ عجب طغح کے بوغ کہ فہم میں نہیں آتے۔ گذا غا دم کسی طغح ہو جاندا یاغ سمھاغ پیغ دھغنا وغیغی مجنوں دا۔ اوغ کپغے بھی دیکھو تو نئی طغح کے، سغ میں بیغیاں رکھے ہوئے اوغ چوغی بھی انگغکھے کی چوتغوں کے اوپغ، اوغ ازاغ کے پائنچے بھی

---

یہاں سے ہے کے پیسے ڈولی کہارو

اور نچولی انگیا اور نگوڑی انگیا اور مروڑی انگیا ۔ اور مرد ہو کے یوں کہے ع، کہیں ایسا نہو کمبخت میں ماری جاؤں

اور ایک کتاب بنائی ہے، اُس میں رنڈیوں کی بولی لکھی ہے۔ اوپر والیاں، چیلیں۔ اوپر والا، چاند۔ اُجلی، دھوبن۔ اندر والا، دل۔ اور سہ گانا، دوگانا، یگانا، زناخی، الایچی (یعنی) دوست۔ اور میلے میں جانے کا کون لطف ہے۔ کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانیوالے بھی لونڈے یا رنڈیاں ہیں۔ اگر لونڈے کو دیکھو تو دوپٹے بھڑوے شولے کے بنائے ہوئے یاد ہیں۔ سندھ یا جنگلا یا کافی کے سوا بھنک کاں میں نہیں پڑی۔ عجب طرح کے بول کہ فہم میں نہیں آتے۔

گدا لا دم داوے کسی طرح ہو جاندا یار سمھال پیر دھر دنا و لیلے مجنوں دا

اور کپڑے بھی دیکھو تو نئی طرح کے۔ سر میں بیریاں رکھے ہوئے، اور چولی انگرکھے کی چوتڑوں کے اوپر اور ازار کے پائنچے بھی

دھیغے ، اوغ جوتا بھی بغچودانی داغ ، غاحوغ وغاقوت اغاللغاہ - اوغ
غنڈیاں بھی توٹپے کے سوا گانے سے غبط نہیں غکھتیں ہیں - چیغے واغایاغ
میغا دے میں واغایاغ میغا دے ناجا دے محغم ناجا کبھی توساڈغی اں گغاوے -
اوغ جاغی کی کُغتی اوغ گاچ کی انگیا اوغ دوپٹہ بھی گاچ کا اوغ پیغو
بھی کھُغا ہوا اوغ پائجامہ بھی بے قغینے ڈھیغے پائنچے اوغ ازاغ بند
کا ڈوغ بھتی بلا اوغ ناچنے میں مطغق نہ بتانا نہ سین نہ بین اوغ نہ گاتے
گاتے سامنے آکے دامن پساغ کے بیٹھنا ایسی پھوہغ بے سغیقہ سب کی سب
کہ ڈو کوغی کے بیغ انکے ہاتھ سے کھانے کو جی نہیں چاہتا - اوغ جب مغے
میں آوینگی تب ٹھمغی گاوینگی اوغ ٹھمغی بھی ایسی بُغی کہ نعوذ باللہ بھغا اسکے
کیا معنے - میغی گغی پو پیغ یا ہو ہتھیا چڑھ کے آیو پیا موغا غوگ جانیں سغداغ
آیو ہو - اوغ اس پھوہغ پنے پغ آپ کو گغم بھی جانتی ہیں اوغ ہغ
ایک بھغے ادمی سے ٹھٹھا کغنے کو مستعد ہو جاتی ہیں اوغ پھبتی بھی کہتی ہیں

ڈھیلے اور جوتا بھی بڑ چودانی دار - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - اور رنڈیاں بھی ٹپے کے سوا گانے سے ربا ہی
نہیں رکھتی ہیں - چیرے والا یار میلا دے میں والا یار میلا دے ناجا دے محرم ناجا کبھی تو ساڈلی ماں گر آوے -
اور جالی کی کُرتی اور گاچ کی انگیا اور دوپٹا بھی گاچ کا اور پیڑو بھی کُھلا ہوا اور پائجامہ بھی بے قرینے ڈھیلے
پائنچے اور ازاربند کا ڈول بھی ایسا کہ بھتی بلا - اور ناچنے میں مطلق نہ بتانا نہ سین نہ بین ، اور نہ گاتے گاتے
سامنے آکے دامن پسار کے بیٹھنا - ایسی پھوہڑ بے سلیقہ سب کی سب کہ دو کوڑی کے بیر اُنکے ہاتھ سے
کھانے کو جی نہیں چاہتا - اور جب مزے میں آوینگی تب ٹھمری گاوینگی ، اور ٹھمری بھی ایسی بُری کہ نعوذ باللہ
اسکے کیا معنے - میری گلی پو پھیر پا ہو ہتھیا چڑھ کے آیو پیا مورا لوگ جانیں سردار آیو -
اور اس پھوہڑ پنے پر آپ کو گرم بھی جانتی ہیں - اور ہر ایک بھلے آدمی سے ٹھٹھا
کرنے کو مستعد ہو جاتی ہیں ، اور پھبتی بھی کہتی ہیں -

مجھکو ایک غنڈی دیکھ کے کہنے غگی غاغاجی، تم کہاں سے تشغیف غائے ہو۔ میں نے کہا
جھوٹی کی ماں کی ...... سے، کہنے غگی تم قغعی گغ ہو، میں نے کہا کہ تم بھی اپنی
دیغ کو دغست کغوا غو، قیں قیں قیں قیں قیں قیں۔ اوغ ایک زمانہ وہ تھا کہ
بی کھمبا بائی اوغ بی چمپنی بائی تھیں، گغ اناغ جوغا ہے تو سبز انگیا، اوغ سبز
جوغا ہے تو گغ اناغ انگیا، اوغ ٹانگوں میں بھی تنگ، ازاغ کمخاب کی ایسی
کہ چاغ گھغنے میں کھینچو تو کھنچے، اوغ نیچے ہٹے۔ اوغ ناک میں نتھ، اوغ
کغتی میں گغنے، پغ تکما خوبصوغت سا یاقوت کا یا ہیغے کا یا زمغد کا اوغ بہاغ
دے غہا ہے۔ اوغ اس حسن و جماغ پغ ماغے شغم کے سغ اٹھا کے نہ دیکھنا اوغ
بوغنا بھی تو معقوغی بوغنا، اوغ مندغ طنبوغے بغیغ کبھی نہ گانا۔ اوغ خوندے
بھی ایسے کتھک کے، کہ جنکو دیکھ کے بغی بھی بھچک غہ جائے۔ ساغے سغ میں باغ
کسی کے گغنے میں فاختائی جوغا اوغ کسی کے گغنے میں طوطی اوغ کسی کے گغنے
میں غاغ غ۔ قطب صاحب کی امغیوں تغے چھاؤں تغے دنیں یاغ نے جہاں

مجھکو ایک رنڈی دیکھ کے کہنے لگی۔ "لالاجی، تم کہاں سے تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ جھوٹے کی ماں
کی ...... سے" کہنے لگی "تم قلعی گر ہو" میں نے کہا کہ "تم بھی اپنی دیگ درست کروالو۔" قیں،
قیں قیں قیں، قیں قیں !!۔ اور ایک زمانہ وہ تھا کہ بی کھمبا بائی اور بی چمپنی بائی تھیں، گل انار جوڑا ہے
تو سبز انگیا اور سبز جوڑا ہے تو گل انار انگیا، اور ٹانگوں میں تنگ ازار کمخاب کی ایسی، کہ چار گھنٹے
میں کھینچو تو کھنچے اور نیچے ہٹے۔ اور ناک میں نتھ اور کرتی گلے میں تکمہ خوبصورت سا یاقوت کا یا ہیرے کا یا زمرد
کا اور بہار دے رہا ہے۔ اور اس حسن و جمال پر مارے شرم کے سر اٹھا کے نہ دیکھنا اور بولنا بھی
تو معقولی بولنا اور مندل طنبورے بغیر کبھی نہ گانا۔ اور خونشے بھی ایسے کتھک کے کہ جنکو دیکھ کے
پری بھی بھچک رہ جائے۔ سارے سر میں بال، کسی کے گلے میں فاختائی جوڑا کسی کے گلے میں طوطی، اور
کسی کے گلے میں لال۔ قطب صاحب کی اِملیوں کی چھاؤں تلے جہاں دنسہ

بیٹھ کغ اُسکو بُغایا اوغ ناچ شغوع ہُوا تھاں ہغ ایک طغف ناچتے ناچتے
سین بنا کے غوبغو آکغ بیٹھ گیا - ہغ ایک نے پیسے ڈب میں سے نکاغ
کغ وینے شغوع کیے - مثغاً چاغ فغوس جو تم نے دیے تو پانچ فغوس میں نے
بھی دیے - اسی طغح سے ایک پھیغے میں باغہ ٹکے بغکہ پندغہ ٹکے کما غیے
اوغ بیٹھے بیٹھے اُسی عاغم کے بیچ دو ٹکے تمنے ڈب سے نکاغے تو تین ٹکے
میں نے بھی نکاغے ، اوغ کسی یاغ نے چھ پیسے کسی یاغ نے تین پیسے
آٹھ نو ٹکے کی تغشکغی ، دمغی ٹکے کی پاو سیغ کے حساب سے غیکے آدھی اُس
غونڈے کو حواغے کی اوغ آدھی میں ٹکغا ٹکغا سب یاروں نے کھایا اوغ
کسی آبِ غواں کے کناغے دغخت کی ڈاغی میں جھوغا جو پڑا ہُوا ہے تو
وہاں دو چاغ پریزاد کھڑے ہیں ایک طغف کوئی صاحب کماغ غزغ ایسی
ہی کھڑا پڑھتا ہے کہ جسکے ہغ ایک مصغعے سے مغفغت پڑی ٹپکتی ہے ایک غزغ
کے دو شعغ تو بندے کو بھی یاد ہیں -

---

بیٹھ کر اُسکو بُلایا اور ناچ شروع ہوا ، تہاں ہر ایک طرف ناچتے ناچتے سین بنا کے روبرو آکر بیٹھ گیا -
ہر ایک نے ڈب میں سے پیسے نکال کر دینے شروع کیے - مثلاً چار فلوس جو تم نے دیے تو پانچ فلوس میں نے
بھی دیے - اسی طرح سے ایک پھیرے بارہ ٹکے بلکہ پندرہ ٹکے کما لیے اور بیٹھے بیٹھے اُسی عالم کے بیچ دو ٹکے
تمنے ڈب میں سے نکالے تو تین ٹکے میں نے بھی نکالے اور کسی یار نے چھ پیسے ، کسی یار نے تین پیسے ، آٹھ نو ٹکے
کی تشکری ، دمڑی ٹکے کی پاؤ سیر کے حساب لیکے ، آدھی اُس لونڈے کو حوالے کی اور آدھی میں ٹکڑا ٹکڑا
سب یاروں نے کھایا - اور کسی آب رواں کے کنارے درخت کی ڈالی میں جھولا جو پڑا ہوا ہے تو وہاں
بھی دو چار پریزاد کھڑے ہیں - ایک طرف کوئی صاحب کمال غزل ایسی ہی کھڑا پڑھتا ہے کہ جسکے
ہر ایک مصرعے سے منفرت پڑی ٹپکتی ہے - ایک غزل کے دو شعر تو بندے کو بھی یاد ہیں -

---

یغدے کو اُغت کغ لکھنے سے جب یارغ نے جغوا دکھایا
تب چھپ کے لشکغِ انسانی نام اپنا محمد غ لکھوایا
و غنغ ہے وصف اُس گیسو کا ابغو کو ہغاغ نہ کیونکہ کہوں
مازاغ کا سُغما عغش پہ جا آنکھوں میں زدغ ہے لکھوایا
آدغ کوئی بندہ خدا کا یہ سنہ عغفی لغہ غہا ہے۔

## نظم

اعغف اغاہ کو تو واحد جان
ب بدی کا تو نہ غادغ ہیں دھیان
ت توئی اوغ منی ہے تو گذغ غ
ث ثباتِ قدمی اُسی جہان
ج جی دوست پہ کغ دغ سے نثار
ح حیا کو سمجھ جیون ایمان
خ خغدپغ نہ ہوا اتنا نادان
داغ دادا غ کو بھی ٹک پہچان
ذاغ ذلت ہے لغی خواہش میں
غے غب اپنے کو نہ بھول اب اک آن
غا زمانے میں غہ جوں شیر و شکغ
سین سب غنی ہیں خوغ شید کی شان
شین شکغ اپنے خدا کا کیجئے
صاد صوغبت کو نہ پوچ اے نادان
ضاد ضد جشم وجاہ ہے قغغ
طوئے طاغب ہے خدا کا انسان
ظوئے ظاغم کو نہ کہیے اچھا
عین۔ عاغم ہے خدا کی بُرہان
غین۔ غنچے کی طغح تنگ نہ غہ
ف۔ فدا یاغ پہ کیجئے سو جان
قاف۔ قدغت سے خدا کی معموغ
کاف۔ کغنے سے مشکغ آسان
لام۔ غازم ہے عبادت حق کی
میم۔ مغنا ہے مغی جان ندان
نون۔ نادان سے نہ کیجیے یاغی
واو۔ واجب ہے سبھوں پغ احسان
ہے۔ ہدایت کی کغو حُبت وجو
ی۔ یقیں تیرا ہے غمغغ مغی جان

گفتگوے شاگرد تفضل حسین خاں علامہ با خدمتگار بادام سنگھ۔

اس رئیس الاشقیا باد ام سنگھ نے آپ کو کیا قرار دیا ہے کہ رؤس وغطارفہ کے ساتھ دَم تساوی مارتا ہے اور عواقب امور سے بے اندیشہ محض ہو کے طوالتِ تقاریر سے صماخ سامعین پریشان کرتا ہے۔ زمانے کا حال علےٰ انحاءِ شتیٰ ہے یہ بات کچھ عقل سلیم اور ذہن مستقیم کے نزدیک استحسان نہیں رکھتی۔ غایۃ مافی الباب یہ کہ سفہاء دقاقین کے اذہانِ قاصرہ میں مرتسم ہو کہ یہ شخص اکفاء واماثل میں بڑا طلیق ذلیق اور لوذعی المعی لا یکل لسانہ فی الکلام ہے۔ لو فرض وسلم کہ کوئی اُسکے مزخرفات پر فرط اخلاق سے راد نہ ہو تو پھر بھی اُسکی مساوات اُن اشخاص منیع القدر کے ساتھ ماموتی کے زاویتین کے طرح ساقین کی تساوی کے سبب ثابت نہ ہو سکے گی۔

شرح کلام شاگرد تفضل حسین خاں علامہ۔ رئیس الاشقیا، سردار بدبختاں۔ رؤس وغطارفہ ہردو بمعنی سرداراں۔ عواقب اُمور یعنی انجام کارہا۔ طوالت تقاریر یعنی درازی گفتگو ہا۔ صماخ سامعین، پردۂ گوش سامعاں۔ انحاءِ شتےٰ، اقسام بسیار۔ غایۃ مافی الباب بمعنی مُنتہائے مقصود۔ سُفہائے دہاقین کم قدرانِ دہقان وضع۔ اذہان قاصرہ، ذہن ہائے کوتاہ۔ مرتسم، منقوش۔ اکفاو اماثل، ہم چشماں۔ طلیق وذلیق بمعنی تیز زبان خوش بیان۔ لوذعی المعی، تیز رائے۔ لا یکل لسانہ فی الکلام، یعنی عاجز نمی شود زبان او در کلام۔ لو فرض وسلم یعنے اگر فرض کردہ شود و تسلیم نمودہ آید۔ مزخرفات، سخنان بیہودہ۔ راد بمعنی ردکنندہ منیع القدر بلند مرتبہ۔ ماموتی نام شکلے است در علم ہندسہ کہ دراں بُرہان ثابت شدہ کہ ہر مثلثی یعنی ہر شکل سہ خطی کہ دو ساق او برابر باشند یعنی چنانکہ مقدمہ مذکور یقینی است مثل ایں مقدمہ برابر شدن باد ام سنگھ با سردارانِ عالیشان یقینی نمی تواند شد۔

تقریر خدمتگار بادام سنگھ باشا گرد خاں صاحب

ہمبے صاحب! ایحیں ایحیں خحیں خیحیں فتحیں فیحیں کُھو نہ کھو نہ کھو اُ وکھو اُ و
کینچیں کا ہے دیت ہو۔ بادنا بُو اورئی حتو جو آیو حتو بو جانت کہا حتو
کہ آپ کو حتو ہیں کنور جو تہاری اورئی بات ہے۔ ٹھاکر بادام سنگھ آپ کو
اینو ککا جانت ہیں۔ تہاری کہا کہیے، عربی پارسی جانت ہو۔ مہاراج
تم سو بڈیا ندھان کو عُونا ہیں اور جو آپ نے کہی سو ہم جانی حُوں تُو
آعُو کو حتو ہُوں پورھاں اور سمجھنے کو عجار مانگت ہو۔

شرح آں۔ ہمبے صاحب بمعنی ہاں صاحب کتابت آں با ہاء مفتوح و میم ساکن
و باء مفتوح و یاء ساکن۔ ایحیں بکسر الف و یاء مجہول و حاء مکسور و یاء مجہول و
نون غنہ کلمہ ایست کہ ہیچ معنی دارد و غیر ازیں کہ آوازِ خندۂ باشندگانِ زمین
برج باشد۔ ہر چند کہ حاء در زبانِ برج نیست لیکن در حالتِ خندہ ایں لفظ
از حنجرۂ ساکنان برج با حاء بر می آید و چوں خندہ ترقی کند ایحیں خحیں می شود
و چوں ازیں ہم درمیگذرد فتحیں می شود۔ و ایں ہر سہ لفظ یعنی ایحیں، خحیں، فتحیں
در حرکت و سکون مثل یکدیگر اند و در حروف نیز ہانا۔ مگر بیک حرف تفاوت از ہم دیگر
دارند یعنی حرفِ اول یکے ہمزہ است و حرف اول دیگرے خاء و حرف اول
لفظ ثالث قاف است۔ کھونہ کاف با ہاء یکے شدہ و واو معروف و نون غنہ وہا
آواز تنزل خندہ۔ و کھواُو با کاف متحد با ہاء و واو و الف و واو آواز تمامیِ
خندۂ فرقۂ مذکور۔ کینچیں با کاف مفتوح و نونِ غنہ و جیم فارسی مفتوح و باء و
یاء مجہول و نون غنہ بمعنے طعنہ ہا۔ و کاہے بمعنی چرا۔ دیت ہو با دال مکسور و یاء
مجہول و تاء ساکن و ہاء و واو مجہول بمعنی مید ہید۔ بادنا با باء و الف و کسرۂ دال
و نون و الف بمعنی آں روز۔ بو با باء و واو مجہول بمعنی او۔ اورئی با فتحہ الف

و سکون واؤ و فتحۂ راء و ہمزۂ مکسورہ و یاء معروف بمعنی دیگرے۔ حتو بمعنی بود، کنایت
آں با حاء مفتوح و تاء و واؤ مجہول۔ جو آیو با واؤ مجہول بمعنی جو آیا۔ حتو
ہماں کہ گذشت۔ بو با واؤ مجہول ہماں بمعنی او۔ جانت کہا حتو بمعنی جانتا
کیا تھا کہ۔ آپ کو حتو ہیں کو با واو مجہول بمعنی کہ استفہاماً۔ حتو با حاء مفتوح و
تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ۔ ہیں با ہاء مفتوح و یاء ساکن و نون غنہ بمعنی ہستند
کنور جیو با کاف مضموم با نون یکے شدہ و واؤ مفتوح و راء ساکن و جیم و واؤ
معروف خطاب سرداری بجاے نواب صاحب و خاں صاحب۔ تھاری بکسر تاء
و ہاء و الف و راء و یاء معروف بجاے تمھاری۔ اوری با الف مفتوح و واؤ
ساکن و راء مفتوح و ہمزہ و یاء معروف ہماں بمعنی اورہی با ہاء و یاء معروف
باشد۔ اپنو با واو مجہول در آخر بمعنے اپنا۔ ککا بفتحۂ ہر دو کاف بمعنی عم و بزرگ
جانت ہیں بمعنی میدانند۔ عربی بتشدید باء ہماں عربی بزبان دہاقین برج۔ تمسو
با تاء مضموم و میم ساکن و سین و واؤ مجہول بمعنی مثل شما کہ در اردو تم سا گویند۔
بدّیا ندھاں بمعنے فاضل۔ کوعو بمعنی ہیچ کس بجاے کوئی۔ نانہیں بجاے
نہیں بمعنی نیست کہی بمعنی گفتند۔ ہم نجانی با میم مفتوح بعد ہاء مفتوح بمعنے
ندانستیم۔ جونبو آعو کو حتوں ہول با حاء و واؤ مجہول و نون غنہ و تاء و واؤ
مجہول و الف ممدودہ و عین و واؤ معروف و کاف و واؤ مجہول و ہاء مفتوح
و تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ، ہوں با ہاء و یاء معروف و نون غنہ، تمام عبارت
بمعنے من خود باشندۂ آؤ ہستم۔ عین در آعو از جہت خندہ بسیار از گلویش بر می آید
و الّا ایں ہم مثل حاء در ہندی نیست۔ پورہان بمعنی پوریاں کہ از آرد سفید در
روغن بریاں میکنند۔ سہجنا نام درختے۔ عچار بمعنی آچار۔ ماںلت ہو بمعنی میخواہید
سخن دراز است تا کجا می پوشیدم آنچہ حق بود در اظہار آں بے اختیار بودم کسے را

که دعوے اثبات ترجیح زبان دہلی بر زبان لکھنؤ و پوشاکِ آنہا بر پوشاک
اینہا باشد باید این گو و این میدان۔ و اگر این است که دعوائے بے دلیل
دارد پس کلامش مانا بکلام سیّد بزرگ دہری مذہبے است کہ بابلائے در افتادہ
بود۔ چوں در حالت قہر یکے از دوستاں پُرسید کہ میر صاحب این ہمہ قہر بر کیست فرمود
کہ قبلۂ خیر است این مرد کہ صاحب نماز و روزہ را ببینید کہ چہ قدر حوصلہ پیدا
کردہ است کہ با ما مردم کہ از ابتدائے عمر الی یومنا ہذا خدائے این قوم را سجدہ
نکردہ ایم مباحثہ میکند۔ و دیگر اینکہ ہر کس بزعم خود پسندیدۂ خود را بہ از پسندیدۂ
دیگرے می داند و از راہ نادانی بعیبِ خود را نمیرسد، مثل قاصد اجورہ دار
باشندۂ دیہی از کدام قصبۂ پورب کہ کتابتِ دوستے برائے شخصی با سوغاتے بردہ بود
بحسب اتفاق آں بزرگ از دوستہ روز بخار خفیفے ہم داشت بوقت رسیدن قاصد
در مسجد اذاں گفت و نماز را گزارد مرد کہ این حال را دیدہ گریخت و نزد صاحبِ
کتابت آمدہ ظاہر نمود کہ

پُن دیتو صاحب، بناے کے بجال ہیں کھن اُٹھت کھن بٹھیت کھن دُو و
کنوں مانِ انگر ہی دیکے بدری تن جیتوت بر داس ببھیات کو کرنا ہین
چپیات ہیں۔ کھن بٹوا مسوس ددؤ ہتھوں پے بَل دیکے للاٹ بھویں ہے
ٹھینک چوترا اُٹھائے نکیار گرت ہیں۔ اُنکاں تو اہر تہر لاگ ہے، جو یے
و دار بدی ہوے تو دیکھ آؤ ہو سوگات سُسری اُنھیں ٹینک ہیں تو بھاگ ٹھار بھا۔

شرح این باید شنید۔ پُن با باءِ فارسی مضموم و نون ساکن لفظے است در پورب
بجاے اجی در اُردو۔ دیتو با واؤ مفتوح و یاءِ ساکن و تاءِ و واؤ مجہول
بمعنی او شاں۔ بنائے کے بجاے بنا کے بمعنی بسیار۔ بجال بکسر باءِ بمعنی زار بیمار
کھن با کاف مفتوح با ہاءِ یکے شدہ و نون ساکن بمعنی گاہے۔ اُٹھت بضمۂ الف

با واو یکے شدہ و تاء ہندی با ہاء یکے شدہ مفتوح و تاء بمعنی اُٹھتی ہیں بزبان
اُردو۔ بیٹھت ہم بر او ٹھت خیال باید کرد۔ دوؤکنوں ہاں با دال و واؤ
مجہول و ہمزہ و واؤ معروف و کاف مفتوح و نون ساکن و واؤ مفتوح و
نون ساکن و جیم و الف و نون غنہ بمعنی در ہر دو گوش۔ انگری الف مفتوح با
نون یکے شدہ و گاف مضموم و راء و یاء معروف بمعنی انگشت۔ دیکے بمعنی دادہ
کتابت آں با دال مفتوح و یاء ساکن و کاف مفتوح و یاء ساکن بمعنی دیگر یعنے
دادہ۔ بدری تن چتونت۔ با باء و دال ساکن و راء مفتوح و یاء ساکن و تاء
مفتوح و نون ساکن و مفتوح ہم مضائقہ ندارد و جیم فارسی مکسور و تاء ساکن
بمعنی بسوے ابر دیدہ۔ برداس بھبیات با باء مفتوح و راء ساکن و دال مفتوح
و سین ساکن و الف ساقط شود درمیان دال و سین در تلفظ و باء مکسور با ہاء
یکے شدہ مقدم بر باء مکسور با ہاء یکے گشتہ و یاء و الف و تاء بمعنی مثل گاؤ صدا
میدہند۔ کوکرنا نہیں چھپات ہیں، با کاف و واؤ معروف و کاف مفتوح و راء
و نون و الف و نون غنہ و ہاء و یاء معروف و نون غنہ و جیم فارسی مکسور مقدم
بر جیم فارسی مکسور و یاء و الف و تاء و ہاء مفتوح و یاء ساکن و نون غنہ بمعنی مثل
سگ میخزوشند صیغۂ جمع برائے تعظیم است۔ پٹو امسوس با باء فارسی مکسور و تاء
ہندی ساکن و واؤ و الف و میم مفتوح و سین و واؤ مجہول و سین بمعنی تشکم مالیدہ
دوؤ ہتھول بہ بل دیکے، با دال و واؤ مجہول و ہمزہ و واؤ معروف و ہاء و تاء با ہاء
یکے شدہ مفتوح و واؤ مفتوح و نون ساکن و باء فارسی مفتوح و یاء ساکن و باء
مفتوح و لام ساکن و دال مفتوح و یاء ساکن و کاف مفتوح و یاء ساکن بمعنی بہ ہر
دو دست زور آوردہ۔ لات کھویں ہے ٹیک، بکسر لام و لام و الف و تاء ہندی و
باء مضموم با ہاء یکے شدہ و واو و یاء ہر دو یکے شدہ و یاء ساکن و نون غنہ و ہاء و یاء

یکے وتاء ہندی ویاء مجہول وکاف ساکن بمعنی پیشانی برزمیں گذاشتہ۔ چوترا اٹھائی
نکیار گرت ہیں، با جیم فارسی مضموم با واو غیر ملفوظ وتاء وراء والف والف
مضموم با واو غیر ملفوظ وتاء ہندی باہاء یکے شدہ والف ویاء مکسور بمعنی سُرین
برداشتہ۔ ونون مفتوح وکاف ساکن ومکسور ہم میتواں خواند ویاء والف و
راء وگاف وراء ہر سہ مفتوح وتاء ساکن وہاء مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ
بمعنی بینی برزمیں می سایند۔ اُنگاں تواہر تہرلاگ ہے، باالف مضموم وواو غیر
ملفوظ ونون ساکن وکاف والف ونون غنہ وتاء وواو مجہول والف وہاء و
ہر دو مفتوح وراء ساکن وتہر باتاء بروزن اہر ولام والف وگاف مکسور و
یاء ساکن بمعنی اوشاں را حالت نزع بہم رسیدہ است۔ چوپی ودا ربدی ہوسے
تو دیکھ آؤ ہو، با جیم وواو مجہول وباء فارسی مفتوح ویاء ساکن ودال مکسور
ودال مفتوح والف وراء ساکن وباء مفتوح ودال مکسور ویاء معروف وہاء و
وواو مجہول ویاء مکسور مبدل باہمزہ در تلفظ وتاء وواو مجہول باواو ساکن قسط
فتحۂ تاء ودال مکسور ویاء مجہول وکاف مکسور باہاء یکے گشتہ والف ممدودہ وواو
مفتوح وہاء مفتوح وواو ساکن باینمعنی کہ اگر مشتاق دیدار ہستند دیدہ بیایند۔
سوگات سسری اوہیں ٹیک میں توبھاگ ٹھار بھا، باسین مفتوح وواو ساکن
وگاف والف وتاء وسین مفتوح وسین مضموم وراء ویاء مضموم والف مضموم
باواو غیر ملفوظ وہاء ویاء مجہول ونون غنہ وباء فارسی مفتوح وتاء ہندی مفتوح
وکاف ساکن ومیم مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ وتاء وواو مجہول وباء باہاء
یکے شدہ والف بمعنی ایں کہ من خود سوغات بے پیررا برزمیں زدہ گریختیم۔
ہرگاہ ایں گفتگوہاے سامعہ خراش کہ سوہان روح است بکلام فصحاء برابر
باشد می تواند شد کہ لباس وزبانِ باشندگان دہلی باپوشاک وگویائی

اہل لکھنؤ مساوی آید و ہرگاہ ایں مقدمہ ہم بوقوع انجامد و بہ ثبوت رسد ممکن ست
کہ فصاحت نواب عماد الملک با فصاحت جناب عالی سنجیدہ شود۔ چوں تساوی
گفتگوے قاصد مذکور با گفتگوے نواب عماد الملک باطل است۔ وبہمیں قیاس
مساوات شاہ جہاں آبادیاں با اُردو داتان لکھنؤ باطل۔ پس ہمچنیں برابر شدن
نواب ممدوح یا حضرت پیرو مرشد من در خوش بیانی بدلیل قطعی بدیہی البطلان ست
ہر کہ را دریں مقام گمان خوشامد باشد یکبار رسیدن او در حضور عالی علی الخصوص
در ایام ہولی شرط است تا ببیند کہ راجہ اندر در پریاں خوشتر میناید یا ولی نعمت
در مجمع حور نژادان، و گوہر از نیساں می بارد یا از زبان آنجناب۔

واینکہ اول مدح شاہجہاں آباد کردہ ام و در ینمقام مذمت، سخنے است بس
باریک کہ باریک طبعاں دریں راہ در چاہِ شبہہ می غلطند و نمی دانند کہ ایں رنگ و
بوے ریاحیں ہمہ از بہارستان شاہجہاں آباد است و ایں ترجیح نہ ترجیح آب و ہوا
و سرزمین لکھنؤ بر آب و ہوا و سرزمین دہلی مقصود من بودہ است بلکہ تنبیہ کسانے است
کہ از راہِ حماقت فصاحت و بلاغت را مقید کردہ اند بتولد شخص در شاہ جہان آباد
و نمیدانند کہ منبع فصاحت و معدن بلاغت کہ زبانِ شان مشہور بہ اُردو ہست سوائے
بادشاہِ ہندوستان کہ تاج فصاحت بر سر او میزیبد، چند امیر و مصاحب شان و چند
زن قابل از قسم بیگم و خانم و کسبی ہستند، ہر لفظے کہ در آنہا استعمال یافت زبان اُردو
شد نہ اینکہ ہر کس کہ در شاہ جہاں آباد می باشد ہرچہ گفتگو کند معتبر باشد۔ اگر چنیں
باشد ساکنان مغل پورہ چہ تقصیر کردہ اند کہ زبان ایشان معیوب و خلاف اُردو شمردہ
شود۔ یا فرزندان سادات بارہہ کہ در دار الخلافت میباشند از کجا کہ گفتگوے آنہا
سند نباشد و ایں معاملہ بآسانی حل بتوال کرد یعنی اہل مغل پورہ و سادات بارہہ با وصف
تولد در دہلی صاحب اُردو نیستند چرا کہ از زبان پدر و مادر و عم و خال و شوہر خالہ

وشوہر عمہ و صف وطن شریف و باشندگان آنجا در شجاعت و سخاوت و مسافر پروری
و آقا پرستی و شناوری و با ہر بزرگ در افتادن و جاہلانہ و بے ادبانہ روبرو بے ادبی حرف
زدن و از فرطِ غرورِ شجاعت سخن کسی را گوش نہ کردن و متوجہ تصحیح الفاظ نگردیدن
و معترض را شمشیر نشان دادن و وضع عیاشانِ شہر را از قبیل آرائش بدن برخت
باریک مشتمل بر گوٹہ و کناری مذموم پنداشتن و در بندشِ دستار و رفتار و گفتار پیرویِ
اسلاف کردن و تقلید خوش لباسانِ پایہ تخت را باعث انحراف از طریق نجابت
انگاشتن می شنوند۔ و خود را در ہر چیز مشابہ بجد و پدر میخواہند۔ و ازیں کہ کسے بگوید کہ
فلانے در صحبتِ شاہجہان آبادیاں حرف زدن و راہ رفتن و دستار پیچیدن را بر وضع
بزرگانِ خود فراموش کردہ است و شما الحمد للہ کہ یک لفظ ازیں شہر بر زبان ندارید بسیار
خوش می شوند۔ و مصاحبت امرا و خدمتِ سرکار شاں عیب کلی پنداشتہ فوجداری رہتک
و گوہانہ و بڈھانہ داندری و گڑھام دانبالہ و ہانسی و حصار و ہوڈل و پلول و غیر آں
بگیرند۔ و در انجا اہل مغل پورہ کسانے را کہ آبائے شاں از لاہور و پشاور و کابل
و غزنی و بلخ و بخارا و سمرقند برآمدہ اند و خود شاں کلاہِ پشاوری کج بر سر گذاشتہ دیگخشیم
را آباں پوشیدہ راہ روند و برادر را بھائی صاحب یا بھیّا و بھائی جان گفتن عیب پنداشتہ
از آکا گفتن دست بر ندارند جمع کنند۔ و صاحبان بارہہ آدم شاہ جہان آبادی را بیوقا و
نامرد و زنانہ پنداشتہ میراں پور و مورنہ و کھتورہ و جانسٹھ و ککرولی و بدولی را در پرگنہ
آباد کنند و نان خمیری و زردک در گوشت گاؤ باسی نعز بخورند و قریب دو صد حصہ برائے
دیگر برادراں نیز فرستند۔ ہر بخش مشتمل بر یک پیالہ پُر از دال ماش سیاہ غیر مقشر کہ یک من
ہندی آں نیم سیر روغن داشتہ باشد با لحم البقر بہمیں کیفیت و دو نان خمیری کہ نیم سیر در
وزن باشد۔ و بعد تناول کردن طعام و شستن دست امیران دہلی را عیب کنند و بگویند
کہ امرائے ہندوستان بر نیم سیر پلاو و بست روپیہ صرف می نمایند و تنہا در خلوت با بیگم یا خانم

یا نوبی زہر بار می کنند و یک دو لقمہ کہ از دولت ایشاں بیروں آید حق سارنگی نوازے یا قرم ساتے می شود برائے ہمیں ہندوستان خراب شد۔ ایسے کھاؤنے سے تو گو کھاؤنا بہتر۔

قول سید صاحب در باب خرابی ہندوستان انچہ میفرمایند مقرون بصدق است لیکن بے سلیقگی را سلیقہ نمی تواں ساخت۔ بالجملہ ایں حالات خلاف کسانے است کہ انچہ از قبیل حرف زدن و پوشاک و خوراک از پدر و مادر ضد اہل سلیقہ بنیند، ترک آن نمایند و پیروی اشخاص صاحب سلیقہ شعار خود سازند و رہے بدر خانۂ امرا بہم رسانیدہ در خلوت و جلوت مصاحب و دمساز شاں باشند۔ و ہر چہ از ایشاں در نظر اہل سلیقہ نیکو نماید ازاں اجتناب ورزند و مرہون احسان معترضان شوند۔

مختصر اینکہ چنیں کساں را مالک اردو و صاحب زباں نا مند و اینہا بانی مبانی ایں زباں باشند و دیگراں بمنزلۂ شاگرداں۔ درینصورت کسیکہ در حسن تکلم پیرو ایشاں شد خواہ ولادتش در دہلی اتفاق افتد خواہ در دیہی از پرگنۂ بندیل کھنڈ یا قصبۂ از قصبات پورب۔ لیکن صلبش شرط است کہ نجیب باشد یعنی پدر و مادرش از دہلی باشند و اہل فصحائے گذشت۔ و چوں قوت ایجاد در طبیعت انسانی ودیعت نہادۂ دست قدرت کاملہ است چنداں استبعاد ندارد کہ متاخراں در سلیقہ زیادہ از متقدماں شوند۔ و چیزیراکہ در وقت قدیماں ایجاد شود صاحب شعوران زمانۂ جدید آنرا بہ ازاں رونق دہند۔ چنانچہ اکثر چیزہا از قسم عمارت و پوشاک خوبتر از اسلاف است۔ و ہمچنیں در ترجیح خط میر عماد و آغا رشید بر خط میر علی کسے را مجال گفتگو نیست و دریں ہم شک نیست کہ گردن متاخراں از بار احسان متقدماں خم است، زیراکہ ہر کہ اول است استاد و موجد گفتہ شود و ہر کہ ثانی است پیرو و رونق دہندۂ چیزہائے ایجادی او۔ پس خیا لیکہ کمال موجد جدید زیادہ از کمال موجد قدیم ثابت است۔ و در جنب چیز نو چیز کہنہ ماند

لباس مندرس و دراز قبول خاطر ہا باشد۔ فضل زبان و پوشاک و حرکات محبوبانِ لکھنؤ بر کلام و لباس و اداہاے معشوقانِ دہلی واضح و مبرہن است، زیرا کہ اہل لکھنؤ خورش و پوشش و زبان و دیگر چیزہا از پدر و مادرِ خود یاد گرفتہ اند۔ پس دریں چیزہا مثلِ آنہا باشند و ہر چہ خود از قبیل نزاکتِ صدا و حُسنِ تکلم و حرکاتِ دلنشیں و قطعِ پوشاک ایجاد نمودہ اند زیادہ از معلوماتِ بزرگانِ ایشان است مختصر اینکہ اینہا فصیح و بلیغ و لطیف تر از اہل شاہجہان آباد اند۔ لیکن سہ قوی دلیل بر فضل دہلی موجود است۔ یکے آنکہ صاحبان لکھنؤ گویند کہ سلیقۂ ما زیادہ از شاہجہان آبادیان است این نگویند کہ سلیقۂ ما زیادہ از باشندگان بنگالہ است، و فصیح تر از اہل کلکتہ ایم۔ پس تحسینے در شاہجہان آباد است کہ فصحاے شہر دیگر ترجیح کلام و وضع خود بر زبان و وضع آں شہر میجویند۔ دیگر اینکہ ساکنان لکھنؤ را کہ اسلافِ شان نیز در اینجا گذشتہ اند صاحب سلیقہ ہاے لکھنؤ پوربی نامند، از اینجا دریافت تواں کرد کہ با وصف تولد در لکھنؤ خود را دہلوی پندارند و سکنۂ قدیم را پوربی۔ دیگر اینکہ اگر کسے پرسد کہ شما بذاتِ خود در لکھنؤ بوجود آمدہ اید یا وطن شما ہمین است۔ خشم آلودہ در نگاہ کنند و گویند کہ خدا نکند کہ ما متوطن اینجا باشیم شما کدام چیز ما را از اینجا دریافتید کہ وطن ما را می پرسید، آیا لباس ما را لباس اہل پورب دیدہ اید یا طرز تکلم خلاف شاہجہان آبادیاں دیدہ اید۔ اگر کدام لفظ خارج از اردو شنیدہ باشید بے تکلف بگوئید کہ بار دیگر بر زبان نیاریم۔ درینصورت اگر طرف ثانی بگوید کہ فلاں لفظ شما از محاورۂ اردو بیرون است گویند کہ این لفظ را فلاں میر صاحب کہ خانۂ ایشاں در شاہجہان آباد نزدیک درختِ بڑ شاہ بولا بود اکثر بر زبان داشتند نہ اینکہ فلاں مغل کہ در نبیرہ یا منصور نگری بود استعمال میکرد۔ ازیں حالات بہ یقین پیوستہ کہ در ہر شہر فصحاے آنجا تائید کلام خود از فصحاے دہلی میجویند۔ و ترجیح لکھنؤ بر دہلی در زبان و سلیقہ ہماں ترجیح است کہ محلۂ تراہہ بیرم خان را بر کٹرۂ نیل کہ ہر دو در

شاہ جہان آباد است میتوان گفت کہ در شاہ جہان آباد زبان باشندگان بنگلہ سید فیروز
یا از ساکنان کوچۂ گھاسی رام است یا فلاں فصیح دہلی کہ مثل خودے نداشت حالا در لکھنؤ
می باشد و خانۂ او فصاحت خانہ ایست کہ در تمام شاہجہان آباد چنیں خانہ نیست
خانۂ فصاحت خانہ از آدم فصیح می شود نہ اینکہ خانہ را بذات خود ربطے با فصاحت
است۔ اگر ساکنان ایٹھی و کاکوری در شاہجہان آباد از سبب نوکری سکونت
خواہند گزید آنہا و اولاد آنہا را پوربیہ خواہند گفت و ہمچنیں شاہجہان آبادیان
را در پورب دلی وال۔ و باین دلیل ہم کہ اہل پورب خود را در نجابت زیادہ از
آنہا گیرند مغائرت دہلویان پورب زا با پوربیاں ثابت می شود۔ پس باشندگان
لکھنؤ کسانے باشند کہ علم را عِلِم یا عِلیم بکسر عین و لام و یا بکسر عین و لام و یاء معروف
و میم گویند و عقل را عقِل بکسر قاف و طالب علم را طلب علم بسکون لام و فتحۂ با و کسرہ
عین و لام و سکون میم، یا طالبے علم بر زبان دارند۔ و غرض ما از باشندگان لکھنؤ باشندگان
شاہ جہان آباد اند کہ بعد از خرابی دار الخلافہ در لکھنؤ مسکن اختیار کردہ اند و از باشندگان
دہلی کہ آنہا را کمتر از سکنۂ لکھنؤ میدانیم باشندگان لاہور و کاکوری و انبر سر میرٹھ ہستند۔
درینصورت ترجیح ساکنان لکھنؤ بر ساکنان دہلی ثابت نشد بلکہ ترجیح بعضی شاہ
جہان آبادیان بر بعضی شاہجہان آبادیان۔ ہمیں صاحباں کہ از سبب میسر شدن زر نقد
حسب دلخواہ چند چیز دلپسند در لکھنؤ ایجاد نمودہ اند اگر در شاہجہان آباد می بودند
و زر بہم میرسید آنجا ہم قوت ایجادی خود را ظاہر میکردند۔ و ایں گفتگوے ایشاں کہ
مسردی و پوشاکے و شوخی کہ زنان کسبی لکھنؤ را از کارخانۂ غیب عنایت شدہ است،
زنان شاہ جہان آباد را نصیب نیست، بایں معنی است کہ ہر قدر کہ زن و مرد صاحب سلیقۂ
شاہجہان آباد در لکھنؤ آمدہ اند در شاہ جہان آباد نماندہ اند و ایں سخن ہرگز باعث بر
مذمت دار الخلافہ نزدیک عقلاء نیست۔ از یں سبب کہ سپاہی و مصاحب پیشہ و لطیفہ گو

وبذلہ سنج و نقال و مطرب و قصہ خوان دریں شہر ہمہ از دہلی آمدہ اند۔ کدام کس ازیں مجمع است کہ عمارت بزرگان اورا در لکھنؤ صد سال گزشتہ باشد۔ راقم ہیچ عمارتے را کہ پنجاہ سال ہم پیش ازیں تعمیر پذیرفتہ باشد و منسوب بہ شاہجہان آباد نمی کنند ندیدہ ام۔ مگر کسانیکہ در وقت خلد مکان جدا جدا یکے از بزرگان شان حیندر در حکومت ایں ملک داشتہ و عمارتے برائے بودن خود و مسجدے و پلے و چاہے ساختہ در اماکن کہنہ بزرگان خود می باشند۔ خدا داند اصل آں ہا از کجا بودہ۔ وازیں گفتگو قباحتے برمی آید کہ بندۂ خدائے بگوید کہ حاکم الہ آباد و امرائے حضورش بہ از حاکم شاہجہان آباد و امیرانِ حضور او ہستند۔ در وقتیکہ بادشاہ جمجاہِ ہندوستان از سبب بعضی عوارض الہ آباد را مستقرِ خلافت ساختہ باشد و امرائے عالیقدرش با مصاحبان و دمسازانِ فصیح و بلیغ خود نیز آنجا بروند و دیگر ہر مرد صاحب کمال کہ افصح دہلی باشد نیز از سبب ضرورت اظہارِ فن خود پیش قدر دانان عازم آنشہر گردد تا اینکہ احدے ازیں قبیل آدمیان در انجا نماند سوائے بعضی گوشہ نشینانِ توکل پیشہ، و در قلعۂ شاہجہان آباد و تمام شہر امت گرو گوبند یعنی سکھان بدنہاد داخل شوند و جا بجا لہراسنگھ و کھنڈاسنگھ و بھوکاسنگھ گھبہ و راج سنگھ و حرمت سنگھ ترکھان و دھاگ سنگھ تروالہ مجلس آرا گردند، انصاف باید کرد کہ درچنیں وقت اگر جمعی از باشندگان دہلی در الہ آباد مسکن اختیار کردہ باشند بگویند کہ حالا ایں طرز گفتگو و وضع پوشاک و سر و دادائے محبوباں کہ دریں شہر ہست در شاہجہان آباد نیست گفتنی نمی شوند، چراکہ ترجیح مرزا بدیع الزماں کہ از شاہجہان آباد بہ الہ آباد رفتہ بر کھنڈ اسنگھ پو ہڑہ کہ از ہیبت پوریٹی یا کادی یا چھپاں بہ دہلی رسیدہ است مانند روشنی آفتاب ثابت و محتاج دلیل نیست۔

موجز اینکہ آنچہ دہلویاں را در لکھنؤ در زیر سایۂ عنایت جناب عالی میسر است در شاہجہان آباد

در خواب ہم نمی بینید- از کجا بینند کہ غلام قادر شقی بصارت را ہم با دیگر چیز ہا بغارت بُرد
و آفتاب اقبال شان را گرفتار ظلمت کرد- چون کمالِ ہر صاحب سلیقہ از قسم ایجاد پوشاک
وغیر آں در وقتِ توانگری ظاہر می شود و شاہ جہاں آبادیان در شہر خود بشتر محتاج
بنان شبینہ و کمتر نان میخورند بخلاف دہلویانِ لکھنؤ کہ صاحبِ جاہ و ثروت اند، درین حالت
سلیقۂ دہلویان کہ در لکھنؤ مے باشند چگونہ زیادہ از سلیقۂ دہلویاں کہ در شاہ جہاں
آباد اند نباشد- وقید فصاحت بولادتِ شخص در شاہ جہاں آباد برائے این ہم . . .
ضروری نیست کہ ہر شہر را زبانے است مخصوص بآن شہر- ہر کس کہ در انجا متولد
می شود بہ زبان آن شہر حرف میزند مثلاً لاہوری لہجۂ پنجاب بالفاظ آنجا ادا میکند
و بنگالی الفاظ بنگالی بزبان دارد وہم چنیں تبدیل کھنڈی مارواڑی و میواتی
و دکھنی زبان ملک خود را خوب میدانند و درمیان افراد ہر صنفے ازینہا اصلا فرق
کردہ نمی شود، مانند باشندگان لکھنؤ کہ از گفتگوئے خرد و بزرگ ایشان اصالت
پورب می بارد، خواہ تمام جملہ را از زبان پورب ادا کنند خواہ از صحبت شاہ جہان
آبادیان بعضی الفاظ وطن شریف ترک نمایند- ہم چنین کلام باشندۂ ہر شہر
دلالت کند بر مولد و موطن بخلاف باشندگان دہلی کہ بعضے راہ کابل در تکلم
نشان دہند و بعضی دروازۂ پنجاب بر روے سامع کشایند و بعضی مخاطب را
از لہجۂ مرزاپور و جانسٹھ ترسانند و حصۂ از بوئے گلاب بہ دماغ حاضران
رسانند و بعضی بالفاظ روح پرور شربت جان بخش نصیب اہل سماعت سازند
یعنی بزبانِ اُردو حرف زنند- در چنین مقام عقل راقم سرآسیمہ است کہ زبانِ
شاہ جہان آباد کدام زبان را بگویم، نمیدانم کابلی است یا لاہوری یا پوربی
یا غیر آں، زیرا کہ ولادتِ ایں صاحباں کہ در شاہ جہان آباد بزبانہائے
مختلف سخن می گویند در حضرت دہلی جلوۂ ظہور دارد- بہر حال بعد تامل بقدر

سلیقہ و فہم این ہیچمداں چنیں معلوم می شود و غالب کہ راست باشد کہ زبان
شاہ جہان آباد زبان اشخاص قابل مصاحبت پیشہ دربار رس و گویائی
زنان پری پیکر و کلام اہل حرفہ از مسلماناں و گفتگوئے شہدہ ہا و الفاظ
خدم و تبع از قبیل شاگرد پیشۂ امرا است تا خاکروب ہم داخل ہمیں جماعت باشد
ایں مجمع ہر جا کہ برسد اولاد آنہا دلی وال گفتہ شوند و محلۂ ایشاں محلۂ
اہل دہلی۔ و اگر تمام شہر را فراگیرند آن شہر را اُردو نامند۔ لیکن جمع شدن
ایں حضرات در ہیچ شہرے سوائے لکھنؤ نزد فقیر ثابت نیست۔ گو باشندگان
مرشد آباد و عظیم آباد بزعم خود خود را اُردو داں و شہر خود را اُردو دانند زیرا کہ
شاہ جہان آبادیاں بقدر یک محلہ در عظیم آباد جمع باشند و در وقت نواب
صادق علیخاں عرف میرن و نواب قاسم علیخاں عالیجاہ ہمیں قدر در مرشد آباد بود
یا زیادہ۔ و اہل مغل پورہ و دیگر اشخاص شاہ جہان آبادی ازیں بحث بیروں اند
و در لکھنؤ از سبب قرب تمام شاہ جہان آبادیاں فصیح و غیر فصیح جمع شدہ اند
و ایں شہر شاہ جہان آباد شدہ است لکھنؤ نماندہ است۔
پوشیدہ نماند کہ در وقت سراج الدولہ بعضی منصبداراں و چند نفر از نقالاں
کہ بہندی بھانڈ گویند و ۲ دو۳ سہ مغنی و ۲ دو۳ سہ کسبی و یکدو بھگتیہ و ۲ دو۳ سہ نان باو
دہ دوازدہ مرثیہ خواں و یکدو سبزی فروش و نخود بریز با مید منافع از شاہ
جہان آباد بہ مرشد آباد رفتہ بود چرا کہ دراں وقت نخود بریز ہم بغیر دہ ہزار روپیہ
از دہلی حرکت بمرشد آباد نمی کرد و در وقت نواب میرن کہ خود را بانکہ میگرفت
بانکہ ہا جمع شدہ بودند تمام مُغل پورہ و باڈل پورہ آنجا بود۔ ایں بانکہ ہا از
بحث خارج اند ازینجہت کہ بانکہ ہا در ہر شہر می باشند خواہ در دہلی خواہ در بلادِ
دکھن خواہ در بلاد بنگالہ خواہ در شہر ہائے پنجاب ہمہ را یک وضع و یک زبان

می باشد کج ادا و کج راه رفتن و خود را بسیار دیدن، و هر مونث را مذکر ادا کردن شعار و عادت ایشان است۔ چنانچہ ہماری بکری را ہمارا بکرا گویند مثل افغاناں کہ در ہر شہر دستار و زلف غلیل وا و چے گفتن ایشاں مبدل نمی شود۔ و دَور نواب قاسم علیخاں بعینہ دَورِ نواب میرن مرحوم است۔ و در وقت حضرت پیر و مرشد چرچہ عمارات بآئین جدید و طرز دلفریب و تحقیق الفاظ و ملاحظہ فصاحت و مراعاتِ بلاغت و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و شستگی تقریر و ایجاد چیزہاے نو بسیار است و سوائے اشخاص فصیح قابل و بلیغ صحبت، ہیچکس پسند خاطرِ ملکوت ناظر نیست، و بداد ہر سخن و لطیفہ میرسند و ہرگز اشخاص سابق الذکر را کہ ہمدم و ہم طبق با نواب میرن بودند راہے بحضورِ پر نور نمی دہند۔ از نیجہت لکھنؤ بر شہرہاے دیگر شرفے و مرجح و جان شاہ جہاں آباد است، زیرا کہ فصحاء و سلیقہ شعاراں کہ جان آں شہر باشند در ایں شہر مجتمع اند۔ پس شاہ جہاں آباد حکم قالب بیجان دارد و لکھنؤ جانِ اوست و جان را ہر آئینہ بر قالب ترجیح است۔ ایں ہم در اصل وصف شاہ جہاں آباد کردہ می شود چرا کہ شاہ جہاں آباد با جان و قالب یک شخص قابل است جانش اینجا آوردند و قالب آنجا گذاشتند، مانند دُم طاؤس در بزرگی بر طاؤس ظاہر است کہ طاؤس تمام ہیاٰت مجموعی را گویند کہ دُم نیز دراں داخل باشد در نصورت بزرگی دُم ثابت نمی شود مانند ثابت نہ بودن بزرگی جزو بر کل۔ ہمچنیں لکھنؤ را کہ حالا جانِ شاہ جہاں آباد میگویند نہ جان پورب اگر بہ از شاہ جہاں آباد گویند نیز بیجا چرا کہ ایں ترجیح از قبیل ترجیحِ جان بر قالب است و بزرگ تر بودن دُم طاؤس از طاؤس است۔

دیگر از فصیحاں محمد اسحٰق خاں موتمن الدولہ و ہر سہ پسرش نجم الدولہ و مختار الدولہ نواب مرزا علیخاں و نواب سالار جنگ۔ لطیفہ گویاں و خوش کلاماں و پری پیکراں

دہلی در صحبت ایشاں از سبب مصروف بودن بعیاشی جمع بودند۔ دیگر مرزا فتح اللہ و مرزا اسمٰعیل۔ دیگر مرزا رفیع در سخن گفتن و حرف زدن گو در شعر بفضر درت وزن قافیہ چند لفظ خارج از اُردو نیز آوردہ۔ دیگر خواجہ حفیظ اللہ مرحوم۔ دیگر میرزائی و میر مغل و خواجہ شیریں خاں واعتقاد الدولہ و میر رمضانی صاحب ہکلہ

## دروازۂ چہارم در آراستگی تاج بیان بگوہر شرح مصطلحات دہلی

توتے اُڑ گئے، یعنی حواس اُڑ گئے۔ تمہارے لڑکے بھی کبھی گھٹنوں کے بل چلیں گے یعنی تم بھی کبھی سچ بولوگے اور راہ پر آؤگے۔ کافور ہو جاؤ اور چھچھوندر ہو جاؤ اور ہوا کھاؤ اور پیچھا چھوڑ دو، اور معاف کرو، اور وال سفے عین ہو جیے اور بے واؤ زبر رو ہو جیے اور رہت ہو جیے اور دفع دفان ہو جیے اور اور طرف متوجہ ہو جیے اور کہاں آئے اور کہو تو میں گھر چھوڑ دوں اور فرماؤ تو قبالا منگواؤں، بمعنی یہاں سے جاؤ۔ مرتا ہوں اور جی دیتا ہوں اور لوٹتا ہوں اور لوٹ پوٹ ہوں اور ہاتھ پانوں توڑتا ہوں یا توڑا آتا ہوں اور عشق کرتا ہوں یعنی عاشق ہوں۔ جی چرآتا ہوں، بمعنی ازیں کام اجتناب دارم۔ چوکڑی بھول گیا اور کھو یا گیا اور اور ہی کچھ ہو گیا، ہمہ بمعنی بے حواس شد۔ جھنیٹا دیا اور آپ پانی کی بمعنی فریب دیا۔ بڑے پاک ہو اور قدم آپ کے چوما چاہیے اور آنکھیں تمہاری ذرا بھی پانی نہیں یعنی بڑے بیحیا ہو۔ آپ بھی بہت بزرگ ہیں اور صاحبزادے ہیں اور عجب معصوم ہیں اور طرفہ معجون ہیں اور زور جانور ہیں اور بڑے صاحب شوق ہو اور عقل کے پتلے ہو اور آپ کی کیا بات ہے اور کتنا بات کو پہنچے ہو اور عقل چہ گتی است کہ پیش مرداں بیاید اور عقل بڑی کہ بھنیس اور خوبی شعور کی اور بل بے تیری سمجھ اور

کیوں نہ ہو پدر ٹر باشد پسر توں بود ازاں پر ہنر بے ہنر چوں بود اور آپ بھی کچھ ارسطو سے کم نہیں اور اپنی اپنی سمجھ ہے اور تھوڑی سی عقل مول لیجیے تو بہتر ہے اور دلی آدمی ہو اور ڈال کے ٹوٹے ہو اور زور پیٹھے ہو اور کوئی زور خدا کے بندے ہو اور اپنے وقت کے لال بوجھکڑ ہو اور داناؤں کی دُور بلا اور آپ کے بھی صدقہ ہو جائیے اور قربان اس فہمید کے اور کیا خوب سمجھتے ہو یعنی بسیار احمق ہستید۔ عجب ذات شریف ہو اور کتنے بھلے آدمی ہو اور آپ میں بھی کوٹ کوٹ کے خوبیاں بھری ہیں اور سب بزرگیاں تم پر ہی ختم ہیں اور آپ سے بہت بہت امید ہے اور ابھی کیا ہے، خدا آپ کو بہت سا سلامت رکھے یعنی بڑے بد ذات ہو۔ اور تم بھی بہت دو در ہو یا بہت بُرے آدمی ہو اور بدڈھب آدمی ہو اور معلوم نہیں تم کون ہو اور کہو تو سہی کیا ہو اور کوئی قہر ہو یا غضب ہو یا ستم ہو یا تم سے خدا پناہ میں رکھے اور آپ تخفگی کیا رکھتے ہیں اور آپ ہیں کون اور نیٹ کڈھب ہو یعنی خوب آدمی ہو پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل جائے استعمال کنند کہ شخصے مشہور در پیشہ باشد و شعور در کار خود نہ داشتہ باشد۔ آنکھوں سے اندھے نام نین سکھ ایں مثل در مقامے گفتہ شود کہ شخصے دعوائے امرے بکند کہ باآں ہیچ مناسبتے نداشتہ باشد۔ ہم آپ سے نہیں بولتے اور کیوں آتے ہو اور ہمارے پاس نہ آئیے اور کہاں چلے آتے ہو، اور صاحب کو کس نے بلایا ہے اور خیر باشد کدھر کرم کیا اور یہ چاند کیسا نکلا اور کہیں رستہ تو نہیں بھول گئے اور گھر کو پھر جائیے اور آپ کا گھر کہاں ہے اور میں تو صاحب کو نہیں پہچانتا، عبارت شکوہ و اظہار اشتیاق با دوست وقت ملاقات باشد۔ گھر کی مرغی دال برابر درجائے گویند کہ شخصی قدر فرزند یا عزیز یا دوست یا غلام با وفا یا ملازم صاحب لیاقت خود نداند و وصف دیگراں بکند و زرہا خرچ کردہ کار از انہا بگیرد۔ ہزاروں یا سیکڑوں یا لاکھوں یا کروڑوں بے نقط سناؤنگا

یعنی بہت سی گالیاں دونگا - آورجل وجل اور واہ واہ اور کیا پوچھنا ہے
اور کیا کہنا ہے اور کیا بات ہے اور یون ہی چاہیے اور کیا خوب اور چہ خوش چرا
نباشد اور واچھڑے اور سبحان اللہ اور آہا اور ہوے بے ظالم اور یہاں فرشتہ
کے بھی پر جلتے ہیں اور کیا مذکور ہے اور کہیں نظر نہ لگ جائے اور خدا سلامت رکھے
اور آپ کی کیا چلائی اور رحمت خدا کی اور شاباش اور آفریں صد آفریں اور بارک اللہ
اور ایسی ہی باتوں سے تو معقول ہوے ہو اور اللہ اکبر اور اللہ الغنی اور واہو ہو جی
اور اوہو این جمیع کلمات مشتمل بر مدح دلالت کنند بر مذمت شخصے کہ فعلش خلاف
طبع این کس باشد - دھینگا دھینگ بلو کا راج اور اندھیری نگری چوپٹ راج،
در مقام بے انصافی حاکم و رئیس ذکر کنند - کام کیا ہے اور قہر کیا ہے اور غضب
کیا ہے اور ستم کیا ہے یعنی کار عجیب کردہ است - گھونسا مار پانی نکالتا ہوں یعنی
ہر چہ از دیگرے نیاید از من بیاید - گھر کی ٹکی باسی ساگ، این عبارت در جواب
کسی بگویند کہ لاف بیجا زدہ باشد - باسی رہے نہ کتا کھائے، یعنی اسراف طعام
در خانۂ ما بسیار است - آپس میں گرہ پڑ گئی ہے، یعنی دشمنی باہم بہم رسیدہ است
قاضی جی تم کیوں دُبلے ہو شہر کے اندیشہ سے، در حق شخصے کہ بیجا غم اغیار خورد استعمال
کنند - بال بال گج موتی پروئے ہوے بیٹھی ہے، یعنی بن سنور کر بیٹھی ہے - چولھے
میں پڑے، یا بھاڑ میں جائے، یعنی مارا باین شخص و باین چیز ہیچ سر و کار نیست - چاند
کو گہن لگ گیا، یعنی با وصف خوبیہا یک عیب ہم دارد - اس بات میں بٹا لگتا ہے یعنی
این کار معیوب است - شرم بھی نہیں آتی، دل میں تو سمجھو، کبھی شرمایا تو کرو، شکوہ
نا مدن دوست - یہ منہ اور مسور کی دال اور آپ کے بھجا ڈنڈہی کہے دیتے ہیں، اور
ایسے جمی اور بل بے جما تیری دھج، ازین ہر چہار اصطلاح یکے این است کہ این
خواہش زیادہ از لیاقت تست، دوم انیکہ این ہمہ دعوائے بزرگی از چہرۂ شما کہ

مخالف گفتگوے شما است معلوم می شود چہ حاجت بیان، سوم انیکہ شما ہم بدرجے این
قابلیت رسانید، چہارم انیکہ بنازم طرز رفتار و بالیدن تو بر خود کہ با وصف ناداری
خود را ہم از امیران جلیل القدر می گیری۔ کبھی بارہ یعنی یاس مطلق۔ شیخی اور تین کانے
یعنی عبث لاف بیجا می زنی۔ کانے چوٹ کنوٹڈے بھیٹ، وقت دو چار شدن آدم
مخالف طبع گویند یا ہنگام ملاقات با کسی کہ پنہان داشتن خود از و منظور باشد از روے
مصلحت خواہ از راہِ رنجش۔ حلوا خاتون یعنی لعبتے است کہ از چوب سازند و گلہا یا
آنرا لباس پوشانیدہ روبروے اطفال در دست خود برقصانند و تحصیل قوت نمایند۔
گوبر گنیش اور گل بھترا اور مسٹنڈا اور ہٹا کٹا اور ٹانٹھا اور ڈب اکبرا اور بھینسا اور فیل
منگلوسی اور چکٹ پیا اور مربع اور چوکورا اور گینڈا یعنی فربہ۔ تنکا اور ٹٹھیری اور
تاکا اور سوکھا یعنی لاغر۔ پتھر پھوڑا نام جنے کہ در شاہجہان آباد سر مردم را شکست
جنڈول گداگر یول اور گانٹھ کٹھول بانسلی بھنبھیری میرا نام اور ککھور کھنڈے جو ہے
لنڈے اور کالے پیلے دیو اور شیر بکری یا باگ بکری اور ٹیرن اور کیڈی اور
وزیر بادشاہ اور آنکھ مچول کرڈوا تیل بلی یا بے ڈہی پھلیل اور چھائیں مائیں گول
گھمائیں راجہ کے گھر بیٹا ہوا اور دوڑے آیو کوئی ایسا ہی داتا ہو چڑیا کے بند
چھر اسے اور مونگ چنا گدوتی ڈو اور سیرہی آڑ وکیول آڑے اور لوہری اور ٹیسو
رسلے، ازین بازیہا لوہری از دہلی تا کابل رواج دارد و تفصیلش این است کہ
اطفال در موسمی چند روز بعضی جوانان را ہمراہ گرفتہ محلہ بمحلہ بدروازہ ہر خانہ روند
چیزے نقد یا ہیمہ و ہیزم از خانہ بگیرند و شبے آن انبار ہمہ را آتش دہند و بنقود جمع شدہ
شیرینی طلبیدہ بر خود قسمت کنند، این رسم از رسم ہنود است لیکن اطفال اہل اسلام
ہم بازیچہ فہمیدہ شریک بچگان ہنود شوند۔ ٹیسو رسلے عبارت از صورتے کہ در ایام
قریب بہ دسہرہ کوزہ کالے از گل ساختہ و چراغ روشن نمودہ خانہ بخانہ بگردند و ہر جا

در پنج شش روز حاصل شود و روز آخرین صرف قیمت شیرینی نموده باہم حصہ کنند
لیکن دختراں بجاے ٹیسو رلے جھجھری یا جھنجھیا سازند، این بازیچہ حالا در بلاد پورب
ہم رواج دارد و از بازیچہاے دیگر کبڈی و باگھ بکری و وزیر بادشاہ جوانان ہم شوق
کنند و جا بجا مروج است و دیگر بازیچہا مخصوص بہ اطفال است لیکن ہر قدر کہ ازیں
اجاے دیگر نرسیدہ تفصیل آں بیشتر بہ قلم آمدہ۔ بجی سرتیا پھول پان بیچیا وقت
بازی کردن بالہ چپتہ کہ بہندی گلی ڈنڈا گویند قاعدہ است کہ اطفال باہم قرار
دہند کہ ہر کس از میان با شرط از دیگرے در رُباید چند بار یعنی ہر قدر کہ از اول
معین شود بلہ یعنی گلی را و در دست گرفتہ چپتہ یعنی ڈنڈا را بدست دیگر بقوت تمام
بزند تا از دستش رہا شدہ مثل تیر راست برود و ہر جا کہ برسد طفل دیگر کہ شرط
را باختہ باشد باید کہ دست برد است این طفل زدہ براے آوردن گلی رواں
شود از وقت رواں شدن تا زمان دادن چوب پارہ مذکور بدست طرف ثانی باید
کہ بجی سرتیا پھول پان بیچیا گوید لیکن شرط است کہ تبدیل نفس نکند و تا آمدن و
رفتن ہماں یک نفس باشد و سلسلۂ این کلام منقطع نگردد و اگر عہدہ ازیں برنیاید
دست خود را بدست طرف ثانی بدہد تا ہر قدر کہ مقرر شدہ باشد دست خود را بقوت
تمام بر پشت دست آں بیچارہ بزند و این عمل را بزبان اُردو چھیپٹی گویند با جیم فارسی
مکسور و ہیم ساکن و تاء ہندی و یاء معروف۔ اکثر خون از پشت دست اطفال
رواں شود۔ کیلے والے لال، آواز باغباناں وقت کشیدن آب از چاہ براے
درختاں۔ گول گول بات، یعنی سخنے کہ چند احتمال داشتہ باشد۔ موتی پروتا ہے
یعنی سخنان دلاویز میگوید۔ گھاس کاٹتا ہے یعنی حرفے میزند کہ بفہم کسے نمی آید۔ گل
کترتا ہے یعنی سخن البتہ فریب میگوید و ہم باین معنی کہ فتنہ برپا می کند۔ ریوڑھی کے
پھیر میں آگیا یعنی گرفتار بلا شد۔ چڑیا کے اور چڑیا والے اور مرغی کے اور مرغی والے

اور جھاپو کے اور جھاپو والے اور ڈھڈو کے اور ڈھڈو والے اور بگلو لو کے اور
بگلو لو والے اور کو اپری کے خطاب بشخصی کہ او را بزعم خود احمق پندارند۔ خیر ہی
خیری دیں گے کوئی ایسے ہی داتا دینگے یا ایسا ہی داتا دے گا، صدائے فقیران
بے حقیقت رذیل ہندوستان روبروے گاڑھیاے قافلہ۔ خیری خیری یک لفظی است
کہ بکرر می آید با خاء مکسور و یاء معروف و راء مکسور و یاء ساکن۔ باج باج اللہ محمد کا
راج، عبارت آدمان کم قدر از قبیل خدمتگار و افرش و غیرآں وقت زدن گھڑیال۔
لپو بمعنی دستار۔ ڈاب بمعنی کمربند بر کمر۔ بھدگی اور پڈری اور پونا بمعنی ناتوان و
کم زور۔ گٹھ پتلی اور الو کا بچہ اور الو کی دم فاختہ اور الو داخرا اور مٹی کی مورت
بمعنی مرد ابلہ۔ گلو با گاف مکسور و لام مشدد مضموم و واو مجہول خطاب با دختران صغیر۔
پری بمعنی چیزے خوب۔ سرجوت بمعنی نفرت آید یا موجب نفرت کہ بہ ہندی چڑنا مند۔
لیکن در اصل بمعنی رشک است۔ بدّیا ندھان، آدم بسیار قابل۔ پڑھ پتھر لکھ لُہرا بھئے
اینٹیں باندھ کچہری گئے، یعنی ہر قدر کہ سعی کرد از علم بے بہرہ ماند۔ شوربور از زبان
مرداں و شرابور از زبان زناں بمعنی آلودہ سر تا پا۔ رنگ ہے جی رنگ ہے۔ دوست
با دوست وقت خوش شدن او بجائے مبارک باد گوید۔ جان چھلا اور خانم جان
اور بیگمان اور زنانی دیوانی اور کرہائی اور بہشت کی قمری اور ڈوریار اور خاصی پیاری
اور جان صاحب اور میں واری اور بی جی اور بہو جی اور بنو جان اور گھونگھٹ والی
اور برقعے والی اور آئے جی اور بہی ہی، بمعنی مردے شبیہ بزناں در لباس و کلام
و حرکات۔ منوا اور مٹھو خطاب بہ احمق از راہ شفقت۔ لچی اور خام پارہ اور کسوا اور
انتیا اور مرچ اور مال زادی اور خندی اور خیلا خطاب بہ زن سرکش بجیائے بدزبان
فتنہ پرداز۔ مردہ شو کے حوالے، اور خدا سمجھے اور کالا منہ نیلے ہاتھ پاؤں گفتگو
زنان پر چھپیرہ جوان در حق کسے کہ نفرت از و بہم رسد خواہ بظاہر خواہ بباطن۔

دوگنڈی چیتی، شخص غیر ثابت بر یک قول و نگاہ دارندۂ طرف دو چیز۔ سپاہی نے دبایا ہے یعنی در خواب حرف میزند و برخاستہ با مردم دست و گریبان می شود بلکہ اگر چوب یا شمشیر بدستش می آید از دیگرے کہ دو چار او میگردد دریغ نمی دارد و ہنوز حکم بیدار و نمی تواں کرد کہ ہیچ خبر از خود ندارد۔ زمین ہو جانا تیز رفتن و غائب شدن۔ دھنتر اور رستم اور رستم کا بچہ اور تمیں[۳] مار خان بمعنی زبردست۔ دھنا سیٹھ اور جگت سیٹھ کا گماشتہ اور کوٹھی وال اور گانٹھ کا پورا اور بھرا پُرا بمعنی مالدار۔ انشاءاللہ تعالیٰ بلی کا منھ کالا بمعنی اظہار تصمیم ارادہ بکارے۔ شہر مراد از شاہ جہان آباد۔ اور سانگ لانا، بہانہ کردن۔ پان پھول اور دھان پان بمعنی نازک بدن۔ چھوٹا منھ بڑی بات یعنی تو لیاقت ایں کار نداری بر غائب و متکلم نیز جاری میتواں کرد۔ حاتم کی گور پر لات مارتا ہے، در ذکر سخاوت مفلوک استعمال کنند۔ ہفتے جکڑ نے، ہر گاہ پہلوانے را بر زمیں می زند و میخواہد کہ پشتش را بہ زمین رساند طرف ثانی سینہ را بہ زمیں محکم میگذارد بنوعیکہ اگر زور فیل دریں پہلوان باشد نمیتواند کہ اورا بہ پشت بخواباند تا وقتیکہ ہر دو دست از زیر بغلہایش برآوردہ گردنش را نگیرد و زور آزمائی نکند لفظ مذکور نام ہمیں فعل باشد۔ دھوبی پاٹ اور کلاجنگ اور ڈھاک پر چڑھا مارنا، نام داؤہائے کشتی۔ نوکر لاڈ کیور کے ہونٹھ ملیں حق لیں، نام لاڈ کیور دو کلاونت بودہ است در وقت شاہ جہاں یا اورنگ زیب ظاہر انوکرانِ ایں بیچارہ ہا بغیر خدمت و حاضر باشی تنخواہِ خود را از ایشاں طلب میکردند چوں از فتنہ و فساد اجتناب کلی داشتند ازیں خوف مبادا کہ ہنگامہ برپا شود زر بنوکراں میدادند حالا بہماں قیاس ضرب المثل شدہ است، در حق نوکرانِ کم خدمت آقائے خلیق۔ کہانا پینا گانٹھ کا تری سلام علیک، در مقام بے التفاتی مرد صاحب جاہ در جواب سلام و بے پروائی خود گفتہ آید۔ کھلنڈرا اور اکھڑ بمعنے مرد بے پروائے

بے اندیشہ - ماموں جی جوہار، در وقت طعن باظرافت بجاے سلام علیکم مستعمل شود - پھوٹ بہا، یعنی بدرد آمدہ زار زار گریست - پھڑ لگا اور ہو چکا یعنی از زحمہ خود فتاد - تم نے اڑائیاں سو بیاں بھون کھائیاں، یعنی من زیادہ از شما ایں کنایہ ہا دامی فہم - میں نے چار برساتیں زیادہ آپ سے دیکھی ہیں، یعنی ہنوز شمار دو برسے من بیچہ ہستید - آیں، کیا، معقول، اور خوبی خلطے کی اور کتنے گرم ہو اور واہ منھ تو دیکھو اور آرسی تو ہاتھ میں لو اور خیر مانگو اور بہت بڑھ نہ چلو اور آپ کو بھول گئے اور نئی طرح کی گرمی ہے اور کچھ شامت تو نہیں آئی ہے اور گھر سے لڑکر تو نہیں چلے اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ اور تلی لانگ کے تو نہیں آئے اور صبح کسکا منھ دیکھا تھا اور خیر ہے گھر کو سدھارو اور اتنا لگ نہ چلیے، گفتگو با آدم زبان درازِ بے ادب از راہ رنجش و با دوست نیز از فرطِ محبت و خوش اختلاطی - دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اور اللّذی نہ اللّذی اور ادھر نہ ادھر یہ بلا کدھر، یعنی شخص بے سر و پا - ہمنے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے، یعنی ہر دم کار آزمودہ ایم - میں تیرا گنڈا بناؤں گی یعنی من ترا بسیار رسوا خواہم کرد - پھر مانگ، یعنی جواب صاف بسائل کدھر منھ ڈالتا ہے، یعنی کجا می آئی - آپ میری جان سے کیا چاہتے ہیں، یعنی چرا با من حرف میزنید و پیش من می آئید - منھ چڑانا یعنی تقلید کسی کردن وازہ عہدہ آں برنیامدن - سولہی اور نکی موٹھ اور نوترمی، داو قمار بازاں - پہلے پانسے تین کانے، بجاے اول کاسہ دردِ باشد - منھ لگائی ڈومنی گاوے تال بتال، یعنی مصاحب امیر ہر قدر کہ یاوہ بیچا و دیہہ مربوط است - آیئے مل جی آئیے، وقت ملاقات از راہ مسخرگی بدوست گویند - آنکھ آئی، یعنی چشم درد میکند - پھردو مردو رنگیں لباس در ہولی - بنے ہوے ہیں اور مجلس کی رونق ہیں یعنی مسخرے ہیں - رنگا ہوا ہے یعنی ذاکر و شاغل است - جگت گرو یعنی پیشواے فن - ادیس مطرب

خوش گلو کہن سال صاحب معلومات۔ بھڑ آئل اور جھانسر ہر دو بمعنی مسخرہ،
کم قدر۔ انگور، پیوند زخم۔ چھاتی کا پھوڑا اور سوہانِ روح اور وبال گردن،
شخص مخالف طبع۔ ٹوٹی بانہہ، گل جندری، پسر و برادر و رفیق بے لیاقت۔
تیرے تو کچھ لچھن سے جھڑ گئے ہیں یعنی ادبار تو رسیدہ است و رونقے در چہرۂ ات
باقی نمانده۔ میرے دل کے آج پھپھولے پھوٹے، یعنی امروز بسیار خوش شدم
کہ دشمن من ذلیل شد۔ کالا، بمعنی شخص ذو فنون و بار سیاہ۔ باؤلا کتا، اور کٹکھنا
کتا بمعنی شخص بد خلق۔ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے، در حق کسی جاری شود کہ بزور
حمایت دیگرے تیز ماند۔ حمایت کی گدھی عراقی کو لات مارے، مصرف ایں عبارت
درجائے است کہ مرد کمقدرے باشارۂ امیرے اظہار جبروت و عظمت یا عالی مرتبتی
نماید از جہت قرابت با امیرے یا سفارش منصبا و زیادہ از دیگراں باشد۔ جو آوے
سو گھی کو جاوے، یعنی ہر کہ دریں مجلس یا خانہ منصفانہ حرف خواہد زد بسزا خواہد رسید
و ذلیل خواہد شد۔ دو ملاؤں میں مرغی مردار، محل استعمالش مجلس بزرگے باشد کہ
شخصے حاجت خود پیش او آرد و ایں بزرگ با دیگرے در مقدمہ ہمیں صاحب
حاجت بر سر حرفے مباحثہ آغاز نہد و ظاہر است کہ در بحث دو کس کہ یکی محتاج
الیہ باشد و دیگرے نیز ہم چشم آں مطلب محتاج بر نمی آید بیچارہ مجبور شدہ
ایں عبارت را ادا می کند تا از مباحثہ باز مانند و بر آمدن کام
دلش صورت بندد۔ ٹھکی پڑے اِن باتوں پر، یعنی خاک بر سر
ایں گفتگو ہائے بیفائدہ۔ چرخ چنبو کے لڑکے، بمعنی اے پسر زن فاحشہ بیحیاے
بے ادب۔ سیمو سیلو، زنان بازاری مثل سبزی فروش وغیر آں۔ کام بڑھئی کا،
آواز نجار در کوچہ و بازار۔ سونٹھ ہے میوے کے رس کی، صدائے آب زنجبیل فروشانِ
شہر۔ سو سنار کی نہ ایک لوہار کی، یعنی اگر فلانے صد بار با من بدی خواہد کرد یا در

ظرافت مرا تنگ خواہد گرفت بشم من کند و نخواہد شد دہن در یک بدی یا یک لطیفہ اورا از پا خواہم انداخت - کیا بکتے ہو، یا کیا کھٹ راگ گاتے ہو، کیا گوہ کھاتے ہو کیا جھک مارتے ہو، کیا قصہ لگایا ہے، کیوں مغز کھاتے ہو، کاہیکو دماغ پریشان کرتے ہو یعنی چہ سخن بیہودہ میگوئید و چرا یاوہ بیچا وید - منھ کو لگام دو اور زبان سنبھال کے بولو یعنی سنجیدہ حرف بزنید - منھ دھو رکھو، یعنی توقع این کار نداشتہ باشید - ماں فقیرنی پوت فتح خاں، درحق شخص مغرور کم قدر مجہول النسب آیند - بیرے بت کو رسا یعنی عجب کارے کردہ کہ بگفتن نمی آید - رانڈ کا سانڈ، یعنی حرام زادہ بدطینت رانی خاں کا سالا، یا دھین دھو کڑ خاں کا سالا یا افلاطون کا بچہ یعنی شخص نخوت متکبر - بڑا ایزید ہے یعنی بسیار بیرحم است - دھو یا دھایا احمق ہے یعنی در حماقتش جائے تامل نیست - فتح ہے، یعنی مژدہ باد - پانوں زمین پر نہیں رکھتا - یعنی خیلی متکبر است - آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا نیز ہمیں معنی و بمعنی شرم و حیا ہم آرند - کوڑھ میں کھاج، وقت پیش آمدن مشکلے در عالم تردد خاطر از سبب مشکلے دیگر گفتہ شود - کریلا اور نیم چڑھا، درحق شخص بدخلق بدولت رسیدہ گویند - نماز کو گئے تھے روزہ گلے پڑا، یعنی فکرے بخاطر داشتم فکرے دیگر پیش آمد یا متوجہ مہمی شدہ بودم مہمی دیگر پیش آمد ٹھونک بجا کر لینا، بتامل و اندیشہ و امتحان گرفتن چیزے - منھ پر ہوائیاں اُڑتی ہیں، یعنی چہرہ اش آب و تاب ندارد - ہماری کیا اشتم کندہ کریگا، یعنی با ما چہ میتواند کرد کانا ٹٹو بدھو نفر، یعنی بسیار مفلس است - کھیل نچانے مرغی کا اُڑانے لاگا باز، یعنی از حد خود بیروں شدہ کار میکند - باپ نہ مارے پدڑی بیٹا تیر انداز، این ہم ہمیں معنی چندا ماموں، تا خطاب دختران کمسن شوخ با ماہ و از راہ شوخی با آدمی نیز خصوصاً از زنان کسی با آشنائے خود - بیر مغاں، یعنی مشیخت و ستگاہ - فلانے کا بھانڈا پھوٹ گیا یعنی عیب او ظاہر شد - بھرم نکل گیا یعنی سبب نخوتِ بیجا و اظہار رفعت او معلوم شد -

جوش کم ہوا یا تاؤ بیٹھا ہوا یعنی سست شد۔ تدھم ٹھاٹھ یعنی شخص کہ کسل در
ہر کار داشتہ باشد۔ بوریا باندھنا یعنی اسباب مساکین و از راہ کسر نفس اسباب اغنیا
از زبان خود شاں۔ چبلا، سفلا، چھوکرا، بلا، منہ سے دودھ کی بو آتی ہے، ابھی
چھٹی کا دودھ نہیں سوکھا، اور ابھی منہ دبائیے تو چلو بھر چھٹی کا دودھ نکل پڑے
یعنی سخت کم عقل و بے لیاقت است (جان چاٹا خا اور ہیا اور کھبو کا اور دھوان
دھار یعنی خوبصورت) اڑھائی چلو اُس کا لہو پی جاؤں، یعنی اور انکشم مسند
بادشاہی کرو) یعنی مسند را بردارید اصطلاح فراشان حضور والا۔ تکیہ فرمانا، خوابیدن
بادشاہان تیموریہ رہند۔ پیش خانہ، چوکی خانہ۔ گھڑی مزدوری چوکھا کام، یعنی
کار خوب مزد دلخواہ میتواں گرفت۔ باریدار، یعنی کسیکہ بنوبت خود در خدمت بادشاہ
حاضر شود۔ باری دارنی یعنی زن باری دار۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا، شخص بے
لیاقت کہ کار نکند و عذر بیجا پیش آرد مستحق ایں قول است۔ انت بھلے کا بھلا انت
برے کا برا، یعنی انجام بد بد است و انجام آدم نیک نیک است۔ چھکے چھوٹ گئے
یعنی عقل زائل شد۔ جگ بھوٹا نرد ماری گئی۔ یعنی ہر گاہ میان دو کس نفاق بہم
رسید پامال کردن ہر دو بر دشمن آسان می شود۔ بول گیا، یعنی تنگ آمد و عاجز شد
میر اور ڈلوں اور چوٹوں، رسم اطفال است کہ سہ چیز مدور منقش رنگین چوبی بہ یک
صورت بقدر گلولہ تفنگ در دست گرفتہ بر زمین غلطانند یکے را میر و دیگرے را ڈلوں
و باز دیگرے را چوٹوں نامند و ایں بازیچہ را گولیاں کھیلنا گویند۔ پیڑا کیا، یعنی بسنر
رسانیدم۔ ٹھیک کیا یعنی براہ آوردم۔ لال پگڑی والا میر جی کا سالا، ایں
عبارت ہم از زبان اطفال شوخ در حق صاحب دستار سرخ است سیاہ رنگ باشد
یا سفید پوست و رنگ دستار منحصر در سرخ نیست اگر سبز یا زرد یا سیاہ باشد نام ہماں
رنگ بگیرند۔ ڈھیلے زناخ، یعنی آدم نرم و سست در ہر کار۔ چومینجا گیا، یعنی چنانکہ

باید بسزا رسانیدہ شد۔ ننگی بھلی کہ بل میں بانس یعنی ذلتی کہ از کردن این کا
در قسمت من است بہ ازاں رسوائی است کہ در نکردن آں متصور است مانند عبارت
فارسی کہ ماندہ چیدن صد عیب دارد و نچیدن یک عیب۔ دیکھا بھالا تو بچی اور
چیرا سید ہو یعنی این شخص کم رتبہ کہ بر دولت خود نازد و در عالم افلاس و دریوزہ گری
ہم چند بار اورا دیدہ ام و بخوبی می شناسم۔ بالی باندھا چور، یعنی وزد نادر
بے مثل۔ کوڑی کا پوت بمعنی شدید الطمع (ہیری ٹیگ بمعنی شخصے کہ آقائے مفلس را
گذاشتہ رفاقت متمول اختیار کند) ہرا بھرا عبارت از شخصی کہ قبرش در دہلی
برابر قبر شاہ سرمد بہ یہودی رانیست۔ تاسہ سا گھل گیا بمعنی زود تر تمام شد
اچھال چھکا، زن فاحشہ۔ کیا ننگی نہائے گی کیا نچوڑے گی، یعنی از آدم مفلوک
چشم کندہ می شود۔ من بھائے منڈیا ہلائے، یعنی رغبت بایں کار دارد و
بظاہر ابا میکند۔ لگا مارے نیکھ ہاتھ، یعنی از کردن این کار فائدہ نیست۔ نگھن
لگانے کو نہیں یعنی برائے نام نیست۔ بعضی صاحباں در لکھنؤ نقیحہ کاف خوانند
این غلط محض باشد۔ گیند گدول، یعنی گوبازی۔ ڈیل درگنبد آواز در پیش، یعنی
بایں قد و قامت این قدر نامرد۔ بھوت لگا ہی بمعنی دیوانہ شدہ است۔ پڑھا جن ہی
یعنی ہمہ چیز را می فہمد۔ پانڈے جی تو پچھتاویں، این گفتگو در حق خود در عالم یاس گفتہ
آید۔ پھل گھوریتے، بمعنی سوار انکہ اسپان خوب چالاک زیر پا دارد۔ اونچی دوکان
پھیکا پکوان، مراد از امیر بخیر و فاعل بد تقریر و شاعر مشہور بے مزہ یعنی ہر کہ مشہور ا
و بے لطف باشد۔ اندھوں میں کانا راؤ، در حق شخص کم علم جاری کنند کہ در مجمع جاہلاں
دانا و شدہ و عزتے و حرمتے بہم رساند و نیز در بارہ ہر کم عیب کہ در مجلس معیوباں رسیدہ باشد۔
رانی کو راجا پیارا اور کانی کو کانا پیارا، یعنی ہر کس فرزند خود را دوست تر از فرزند دیگری
دارد۔ اس سے کیا حاصل کہ شاہجہاں کی داڑھی بڑی تھی یا عالمگیر کی، کنایہ از بحث

بیجا۔ اہیر خانی، یعنی مرد شبیہ بزن۔ رذالے کا لٹھ، عبارت از مرد بے ادب دریدہ دہن باشد۔ چل بسا، یعنی مُرد۔ میں نے تمہاری گدھی چرائی تھی یا میں نے تمہاری چوری کی ہے، یعنی از من مگر بجناب سامی خطائے سرزدہ است۔ نے پالک، یعنی پسر خواندہ و دختر خواندہ۔ گدگدے، مراد از دانہ ہائے برقتہ ذرہ (ذرۃ در عربی جوار را گویند)۔ ڈھول ڈھمکا ملک باگڑ کہ موطن آبائی اکثر لولیان پری طلعت است چوکھے کے ہاتھ، یعنی چار طرف سخن بکنایہ گفتن در مجلس۔ گھی کا کُپا لڑھ گیا، یعنی رئیس کلانے مُرد۔ دھوم دھام، یعنی شان و شوکت۔ دھما چوکڑی، یعنی ہنگامہ۔ کھیت چھوڑ گیا، یعنی گریخت۔ ٹھکانے لگا، اور کام آیا، یعنی کشتہ شد۔ تصدق ہوا نیز بہمیں معنی لیکن در برے اُمراء۔ بڑا سُور ہے، یعنی بسیار شجاع است۔ دوکھنا، بمعنے عیب شخصی بر روے او بیان کردن۔ کیا درزی کا کوچ کیا مقام، یعنی آدم مفلوک ہر جا و ہر وقت کہ خواستہ باشد برود، رفتن او را تردّدے در کار نیست۔ بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ، محل ایں عبارت ناراضی بودن شخصی از کسے و موافق شدن با دیگرے و آزردہ تر شدن ایں کس از دوستی شخص اول۔ ناک چنے چبوائے، یعنی سخت تنگ آورد۔ گھڑی میں گھڑیال ہے، یعنی در یک ساعت زمانہ دگرگوں می شود۔ جو گرجتے ہیں سو برستے نہیں، یعنی ہر کہ میلا فد ہیچ است۔ دیکھا ہوا ہے یعنی آزمودہ شدہ است۔ پھونک پھونک پانوں رکھتا ہے، یعنی ترساں ترساں راہ سپرد و کار میکند۔ چوا ہے، یعنی پر عیار و ظریف است۔ بات کا تبنگڑ بناتا ہے، یعنی عجب فتنہ انگیز است۔ ہتھیار ہونا، یعنی جنگ پیش آمدن۔ ٹوپی والے، مراد از فوج ولایت۔ گھوڑی والے، مراد از سپاہ دکن۔ پٹھان زرا، مراد از شاہ ابدالی و اولادش۔ کئی دن تم نے بھی چام کے دام چلائے، یعنی شما ہم در دولت سریع الزوال کارہاے ناکردنی کردید۔ چیل جھپٹا، مراد از غارت گری۔ پاٹ دریاؤ، یعنی سخی جوانمرد۔ لیجالب دریا کی گگریاں آواز

خیار فروشان شہر۔ ہوتا سوتا۔ یعنی خویش و قوم زندہ و مردہ۔ شایستہ خاں کا پوتا،
مراد از شخص متکبر۔ کاریگر اور خلیفہ اور اُستاد، مراد از دلاّک۔ و کاریگر و خلیفہ و خاص پز
باورچی را نیز گویند اگرچہ در اصل خاصہ پز است لیکن خاص پز بغیر ہا مستعمل است مثل
دیوان پن و بعضی صاحبان کہ دہلی را ندیدہ اند آن را دیوانہ پن گویند۔ سیٹرا۔
ساز نوازندہ۔ ڈومنی پن، حرکات دلفریب معشوقاں و میر حسن در مثنوی سحر البیان
ڈومن پن گفتہ این ہم شاید نزد زنان درست باشد۔ ہمارا لہو پیو، بجاے قسم دادن
پذیرد و لیکن از زبان زن سیرتاں باز ناں۔ ڈھور و فاعل، مردان شبیہ بزن در
فعل و لباس۔ بڈھیا کا کاتا جوان کا کھاجایا تماشا، قسمی است از شیرینی ہندوستان
مثل رشتہ۔ بوُر کے لڈو، در شاہجہان آباد شخصی لڈو از برادۂ چوب می ساخت
و باین صدا میفروخت کہ کھائیگا سو پچتائیگا اور نہ کھائیگا سو پچتائیگا یعنی ہر کسیکہ خواہد
خورد واے بر حال او و ہر کسیکہ نخواہد خورد نیز واے بر حال او سبب تاسف بر شخص اول
برباد شدن زر قیمت و موجب افسوس بر آدم دوّمین تصور لذت آن و نزد بعضے بور مراد
از سبوس گندم است۔ ڈھلتی پھرتی چھانوں کبھی اِدھر کبھی اُدھر، یعنی دولت گاہے
نصیب زید است و گاہے نصیب عمرو۔ بھوجلا پہاڑی کے پتھر کھاؤ، یعنی از قسم طعام
درینجا ہیچ نیست اگر قوت ہاضمہ دارید سنگ بھوجلا پہاڑی حاضر است۔ بلبلیہ ہوں بلبلیہ
ہوں۔ شادیاں مبارک، صداے نقالان اُردو و ہنگام شروع کردن رقص و نقل
اول نقالاں جاے دیگر از ہمیں ہا یاد گرفتہ اند۔ سُلطان جی مراد از حضرت نظام
الدین ولی کہ در اردو نظام الدین اولیا گویند۔ فلانے کو دن لگے ہیں، یعنے
اجلش در رسیدہ است پر لگے ہیں نیز بہمیں معنی۔ چیونٹی کا بِل، یعنی جاے تنگ۔ تنکے
کے اوٹ پہاڑ، یعنی در ہر چیز کیفیت است مخفی و مختص۔ آنکھ اوجھل پہاڑ، نیز بہمیں
معنی باشد۔ اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا ہے تو آپ کو سمجھتا ہے، یعنی ہر متکبر پیش آدم

زبردست تراز خود درست می شود۔ تم گوڑوں کے لعل ہو اور پوتڑوں کے امیر زادے ہو! یعنی شما با وصف ناداری عزیز دلہا ہستید۔ دبڑو گھسڑو، بمعنی عاجز بے دست و پا۔ تیرے پانوؤں تلے گنگا بہتی ہے، یعنی تمام روے زمین در تصرف تست۔ چوہے کے بل میں گھسا چاہیے، یعنی از بیم ایں کس جائے پنہاں باید شد۔ تین تیرہ ہوگئے، یعنی متفرق شدند۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے، یعنی آدمِ رازدار ہر بلا کہ خواستہ باشد بر سر طرف ثانی تواند آورد۔ سب ملیں پر لنگوٹیا نہ ملے، یعنی از آشنائے قدیم کہ واقف جمیع حالات باشد باید ترسید۔ آگ لگتے جھونپڑا جو نکلے سولاؤ، قائم مقام ایں عبارت فارسی باشد کہ از خرس موئے بس است۔ بھُس میں چنگی ڈال جمالو دُور کھڑی، در حق آدمِ عمازے گویند کہ دو کس را جنگانیدہ باہم تماشا کند۔ بچھڑا کھونٹے کے بل کودے، یعنی آدمِ نامرد بزورِ حمایت برخود می جہد۔ لکڑی کے بل بندری ناچے، ایں ہم بہمیں معنی۔ پانچوں انگلیاں گھی میں تر ہیں، بمعنی بسیار آسودہ است۔ نچوڑ بات کا، یعنی خلاصۂ سخن۔ بکھلایا گیا، یعنی پریشاں حواس شد۔ سقے کی بادشاہی، بمعنی دولت چند روزہ اندھی بادشاہی مراد از بازیچۂ اطفال باشد کہ بر سر بچۂ چادر انداختہ سرش را از ضرب شدید دستی کل سازند۔ ناٹھا گلقند، بمعنی احمق۔ آپ بابو منگتے باہر کھڑے درویش، در وقت سوال شخصی از محتاج یا در خواستن دوستی چیزے را از دوستی کہ بسعی تمام آں چیز را بدست آوردہ باشد۔ فلانے کا فلانا مائی باپ ہے، یعنی پرورش کنندہ و دست و سزا دہندہ را نیز گویند۔ چل چلاؤ، بمعنی کوچ۔ کٹ منسا، بمعنی چالاق و تندرست و بیفکر۔ چھوٹا باسن چھلک پڑا، یعنی آدمِ نادان بر سر تنگ ظرفی آمد۔ نسا جال، بمعنی پیچ در پیچ۔ گورکھ دھندھا، چیزیست از قسم شعبدہ۔ بھول بھلیاں امکانیست در شاہ جہاں آباد متصل مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ساختۂ راے پتھورا مشتمل بر چند در، ہرگاہ آدمِ اجنبی برائے سیر دراں عمارت می آید راہ بیروں آمدن فراموش میکند کاک

نان کو چلکے کہ خواجہ قطب الاقطاب تناول می فرمودند و حالا تبرک درگاہ شریف ہماں
است۔ گوانگھار، بمعنی مجمع نامرداں۔ نانگی دھار، بمعنی سپاہی کہ ملازم غیر باشد۔ قطامہ
زن بدنہاد بیحیا۔ ہلاکو، بمعنی ظالم۔ نادرشاہ کا سا حکم، بمعنی حکم قوی۔ نکہر چاندنی، یعنی نہتائے
کہ قریب بصبح باشد۔ جی دان، بمعنی جاں بخشی (کنیا دان، بمعنی زرے کہ برائے شادی
دختر بکسی بدہند) بخشی کا دھنگر، بمعنی زبردست بے فکر۔ چپلا، بمعنی برق۔ کھٹو اٹی
پاٹی لیکر پڑ رہا ہے، یعنی بکمال آزردگی در گوشہ نشستہ است یا دراز کشیدہ۔ یہ بیل منڈھے
نہیں چڑھنے کی، یعنی ایں مطلوب نخواہد رسید و انجامش خوب نیست۔ مجھے مول لے کے
چھوڑ دیا، یعنی احسان عظیمی بر من کرد۔ بڑے بول کا سر نیچا، یعنی انجام ہر نخود غلط
خجالت و ندامت است۔ بو آتی ہے، یعنی بوے بد می آید۔ چکوری، بمعنی چوب نقارہ۔
میری بلا جانے، یعنی من چہ میدانم اور میری جوتی و دیگر الفاظ مثل میرا کد و میرا ٹھینگا بس
وغیر آں نیز از قبیل میری بلا باشد۔ بھلا پھولا، بمعنی خوش و خرم و صاحب اولاد۔ راون
کا بچا معنی شخص زبردست متکبر۔ بڑی بات ہوئی، یعنی بسیار خوب شد کہ چنیں شد۔
بھلا صاحب، اینکہ سزائے کردۂ خود خواہید دید۔ بہت خوب، و ہر چہ بمعنی خوب نیز ہمیں
باشد۔ کلھیا میں گڑ پھوڑ رہا ہے، یعنی بطور خود با شخصے سرگوشی دارد و اظہار فرح می نماید
جنگل میں مور ناچا تو کس نے دیکھا، لیکن زبان فصیح اردو کن نے دیکھا، یعنی شخصے اگر
دور از دوستاں و برادراں بدولت رسیدہ چہ فائدہ و کدام حظ، زیرا باعث مسرت ترقی
ایشاں درہم چشمان است۔ زید عمرو کی ٹانگ تلے سے نکل گیا۔ یعنی اقرار بکمال اوکرد۔
گولی بچا گیا، یعنی از کار مشکل کنارہ کرد اور صاف نکل گیا نیز ہمیں۔ آپکا بول بالا ہے
یعنی حرف شما در مجالس پذیرائے گوشہا باد و مخالف شما ہمیشہ مغلوب شواد۔ باگ موڑنا،
یعنی کم شدن آبلہ ہائے چیچک۔ بڑا بچھو ہے، یعنی سخت کینہ ور است۔ سانپ کھلانا، بمعنی
نوکری آقا سخن ناقہم مغلوب الغضب مردم آزار۔ مسافر اترا ہے، بمعنی حاملہ شدن زن

کسبی۔ چکا چوند، یعنی تیرگی تشال روشنی۔ جوگی کا کے میت، یعنی آدم مبیر یا آشنائے
کسے نمی باشد۔ تیشم پر مارتا ہوں، یعنی بخاطر نمی آرم۔ غریب کی جورو سب کی بھابی،
یعنی درحق آدم مسکین ہر زبان ہر کس ہرچہ منحواہد میگوید باغے نیست۔ اندھے کی
جورو کا اللہ بیلی ہے، یعنی مال بیوقوف را ہر کس کہ میخواہد میخورد۔ تیخ کیا جانے صابن
کا بھاؤ، یعنی این شخص قدر و کیفیت این چیز چہ میداند۔ گدھا کیا جانے زعفران کی قدر،
نیز بہ ہمیں معنی۔ رُخ نہیں ملاتا یعنی متوجہ نمی شود۔ اسکی ناک مروڑ ڈالونگا یعنے
بہ تنبیہ او خواہم پرداخت۔ چنے پرل ڈالا ہے، یا دال موٹھ والا ہے، یا لونگ چڑے
والا ہے، یعنی بسیار ذلیل و تباہ و کم تشخص است۔
تلنڈو دکا گھاٹ، معبر جمنا۔ سلیم گڑھ، قلعہ اسلام شاہ پسر شیر شاہ افغان کہ بادشاہ ہندوستان
شدہ بود چوں اسلام شاہ بسلیم شاہ مشہور است اسلام گڑھ را نیز سلیم گڑھ گویند
چاوڑی، اور چوڑا ہٹ، اور گلاب باڑی، اور وکیل پورہ، اور جتلی قبر، اور سید حسین
خاں کا بازار، اور شاہ کلن کی ڈوگڈی، اور ترکمان دروازہ، اور بیرم خاں کا تراہہ،
اور خلیل خاں کی کھڑکی، اور فراش خانہ کی کھڑکی، اور لال کنواں، اور قاضی کا حوض،
اور جوہری بازار، اور چاندنی چوک، اور فتح پوری کی مسجد، اور جان نثار خاں کا چھتا،
اور کننک نور کا چھتا، در عوام خوش نور کا چھتا و نزد بعضی قابلیت تنگاہاں کو شک
انور کا چھتا، و ہر دو غلط است۔ چراکہ کننک نور نام رانی بود از رانیہاے راجہ اڑواڑ
این عمارت منسوب بآں رانی است۔ اور شیر بیگ کا چبوترا، اور گوالک کا چبوترا، اور
روز بھائی پورہ، اور کٹرہ گڑھ اور مغل پورا، اور سبزی منڈی، اور گھوڑے نخاس
اور مٹھائی کا پل، اور تیلی واڑہ، اور نائی واڑا، اور رائی واڑا، اور روشن پورا، اور
پہاڑ گنج، اور جشن پورا، اور امام کی گلی، اور تباکو کی منڈی، اور بلی ماروں کا محلہ،
اور بہادر پور کا پل، اور شاہ بولا کا برٹا، اور دربگروں کا محلا، اور سعداللہ خاں کا

چوک، اور خاص بازار، اور فولاد خاں کا کوچا، اور چیلوں کا کوچا، اور نیا بانس، اور کشمیری دروازہ، اور زینت باڑی، اور کنجیوں کی گلی، اور دارا کا طبیلا، اور بلاقی بیگم کا کوچا، اور تیس ہزاری باغ، اور شاہ چغتا کی باؤلی، اور پری کی مسجد، اور عربوں کی سرا، اور جی سنگھ پورا، اور ٹیکا ہزاری کا پھاٹک،* اور تیل کا کٹرا اور بیگم کا باغ، اور برجناتھ کا کوچا، اور گھاسی رام کا کوچا، اور کھاری باؤلی اور حبش خاں کا پھاٹک، اور خواص خاں کا کوچا، اور مہاجنوں کا کوچا، کہ مہاجنیوں کا کوچا مشہور است اور قدم شریف اور شاہ مرداں اور ایک ٹنگی نہر اور ایمان کا کٹرہ، نزد بعضی رایان کا کوچہ اور سہرندیوں کا محلا، اور بھواڑیوں کا محلہ، اور لاہوریوں کا محلا، اور گندی گلی، اور پنج پیر کا تھان، اور کوٹھا پارچہ، کہ آنرا مزید پارچہ ہم گویند و عوام مجید خوانند، اور جمال اللہ خاں کا پھاٹک، اور دریبہ، اور دار الشفا، اور روشن دولا کی مسجد، از زبان عوام اور سید فیروز کا بنگلہ اور میوے کا کٹرہ، اور کابلی دروازہ اور اجمیری دروازہ، اور دلی دروازہ، اور لال دروازہ، اور براہی کا تھان، اور محبوب الٰہی، اور چراغ دہلی، اور خواجہ جی، اور سید حسن رسول نما، اور باقی باللہ، اور ناج کی منڈی، اور شاہ بڑے کا تکیہ، اور شاہ تسلیم کا تکیہ، اور تال کٹورا، اور جوگیا یا، اور کالکا، اور بھیروں جی، اور زنگی ہٹ، اور محلدار خاں کا کٹرا، اور پرانا قلعہ، اور فیروز شاہ کی لاٹ، اور شیخ محمد کی پائیں، اور کشن داس کا تلاؤ، تالاب بجائے تلاؤ تکلف محض است، اور ہرن منارا، اور قطب صاحب کی لاٹ، اور پتھورا کے محل، اور ادہم کا گنبد، اور بھول بھلیاں، اور سلطان غازی، اور جھرنا، و شاہ مرداں، و تغلق آباد، و صفدر جنگ کا مقبرہ، اور ہمایوں کا مقبرہ، اور خانخاناں کا مقبرہ، و گڑگانوے کی ماتا، و فرید آباد کی براہی، و املی کا محلا، و چوڑی والوں کی گلی، و سیتا رام

*مصری خاں کا پھاٹک

کا بازار، وماہی داس کا کوچہ، وبھوجلا پہاڑی، وبٹیا محل، وپیر ندی کا نالا، و
تیھر کا کنواں، وبادل پورا، وبہادر پورا، وموکھ کی مسجد، واسد خاں کی بارہ
دری، وخان دوراں کی حویلی، وامیر خاں کا بازار، وقابل عطار خاں کا کوچا،
وجٹ پورا وسعادت خاں کا کوچہ، ومحتسب کی مسجد، وکشمیری کے کٹڑے کی مسجد، و
زینت المساجد، وجما مسجد یعنی جمعہ مسجد کہ مسجد جمعہ باشد وآنرا مسجد جامع نیز گویند،
ونواب بہادر کی مسجد، وشاہ ابو العدل، ومیرزا جانجاناں صاحب، وخواجہ میر درد
صاحب، ومولوی نظر محمد مرحوم، ومولوی فخر الدین صاحب، ومیاں سید خان
ودولھا بھیاے کے محل، وکھجور کی مسجد، ونیچہ بندوں کا کوچا، وسبز کنواں، و
پنڈت کا کوچہ، وہیجڑوں کا کٹڑا، ودائی پورا۔ ایں ہمہ الفاظ نام محلات وبزرگان
دہلی باشند۔ سوائے ایں ہا ہم محلات وبزرگان بسیار اند بر سبیل ایجاز ہمیں قدر
نوشتہ آمد۔
چوری کا گڑ میٹھا، یعنی مال کسے بے اطلاع او خوردن شیریں او خوش۔ بازار کی مٹھائی یا
زنان کسبی۔ قوال، مطربان درگاہ نظام الدین اولیاء۔ شیر مادر، چیزے حلال
چوکھا، معنی خوب۔ جھانگی، آنچہ اطفال دبستاں روز پنجشنبہ برائے تنباکو وغیرآں باستاد
دہند۔ پھینک، طریق انداختن چوب بر یکدیگر در ہندوستان لکڑی گویند۔ اینگا
چوب بازی بغیر پھری۔ دو انگ، چوب بازی با پھری۔ وپھری بار اہ چیزے باشد
کہ بجائے سپر در دست گیرند وبار اہ ہندی انبار سنگ وخشت۔ پوری نہیں پڑتی، یعنی
فائدہ نصیب نمی شود۔ حرامی پلا، معنی آدم بد طینت وپاکذات نیز بہمیں معنی۔ گودڑ
خیل، بکسر خاء ویاء مجہول ونزد بعضی با خاء معروف ہم آید چیزے کم قدر ناکارہ۔ تیرے
پدر کو خبر نہیں یا تیرے فرشتوں کو معلوم نہیں، یعنی ترا ہیچ خبر نیست۔ آٹھوں گانٹھ
کمیت، یعنی آدم پختہ کار ہیچ عیب شرعی، ومادر آزار پدر بیزار، یعنی آدم معیوب

ہرزہ کار۔ منہ سے تو پھوٹو، یعنی حرف بزنید۔ جوڑی ہے برخوردار ہے یعنی ہر دو کس نالائق اند۔ پانی پت کے رہنے والے ہیں، یعنی نرم و میٹھے ہیں۔ دائی کے سر ڈھول بان، یعنی ہر بلا و بہتان نصیب آدم مسکین بر زبان است۔ طبیلے کی بلا بندر کے سر نیز ہماں و در حق شخص بدنام شدہ نیز استعمال یابد۔ مچھی، بمعنی بوسہ۔ زیر مشق بمعنی تابع و مضروب کسی۔ دونوں ٹانگوں میں سر کر دوں گا، یعنی ترا سزا خواہم داد۔ بال چھتری، دستار عہد اورنگ زیب خلد مکاں۔ پردہ، بمعنی تارہائے رودہ کہ بر ستار بندند۔ سندری، تارہائے آہنی بجائے تارہائے رودہ۔ رفو چکر میں آجانا، بمعنی حیران شدن۔ لٹو ہو گیا، بمعنی عاشق ہو گیا۔ پانی پانی ہو گیا، بمعنی بسیار خجالت کشید عرق عرق ہو گیا اور پسینے پسینے ہو گیا اور ہوا نیز ہماں باشد۔ فجر کا بھولا شام کو گھر آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے ہیں، یعنی اگر کسے نا فہمیدہ کار نامناسب بکند و باز دست بردار شود گناہے بگردن او ثابت نمی گردد۔ ہونٹوں کی مسی پونچھو، ایں گفتگو بنا کہ ہا تعلق دارد کہ در وقت مقابلہ یا حریف نوجوان گویند۔ بانکا و غنڈہ ہر دو بمعنی آدمی کہ خود را در شجاعت بہ از دیگراں گیرد و کجراہ رود۔ کڑوا، بمعنی شجاع۔ نکیلا، لضمۂ نون بمعنی آدم خوش شکل و بفتحہ باغیرت۔ چال ڈھال، بمعنی رفتار و گفتار۔ دانت ہے، یعنی قصد ہے نہ قصد مطلق بلکہ قصد بمعنی خواہش و تدبیر قتل و غارت نیز۔ دودھ سے مکھی کی طرح نکال ڈالنا، یعنی بیدخل محض کردن۔ دودھا دھاری، کسیکہ بجز شیر ہیچ نمی خورد۔ مونچھ مروڑنا، براد آوردن شخص کہ خلاف قانون حرف زند۔ گال کاٹ کھانا، و منہ مل ڈالنا۔ و گردن توڑ ڈالنا و سر دبا ڈالنا اور کمر تلی کر ڈالنا بمعنی ذلیل کردن۔ بھاری بھرکم، یعنی شخص کہ متین باشد۔ بیڑا اٹھانا، بمعنی آمادہ شدن بکارے۔ دانت پیسنا، ارادۂ تذلیل کسی کردن۔ منہ لگانا، بمعنے مصاحب کردن۔ دم دینا، بمعنی فریب دادن۔ کھلے بندل کام کرنا، بمعنے

بے تردد کار کردن۔ فلانے کے دشمنوں کی طبیعت کسلمند ہے، یعنی طبیعت خودش
کسلمند است۔ بے طرح ہے، یعنی چیزے است کہ تفہم کسے نمی آید۔ جانی دجانی جیوڑے،
خطاب بمعشوق۔ گڑ کھانا گلگلوں سے پرہیز کرنا، بمعنی اظہار دوستی با شخصے ننگ از دوستی
پدرش یا پسرش۔ دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر، بمعنی ماندن در خانہ کسی و عداوت از زید
یا پسر صاحب خانہ یا مصاحب یا مختار خانہ اش۔ موٹی آسامی، بمعنی متمول۔ ہاتھیوں
کے ساتھ گنّے چوسنا، یعنی با آدم زبردست ہمسری کردن۔ باندی بندہ ڈر، بمعنی کنیز
کیا کتا ہے، بمعنی کیا پاجی ہے۔ ایک پانچ کوڑیاں نیاز حضرت نظام الدین اولیا کی،
سوال بعضی فقیران دار الخلافہ۔ نظر گذر، یعنی چشم بد۔ دلّی کا لڑکا ہے، یعنی
باشندۂ دہلی است۔ تھالی پھرتی ہے، یعنی انبوہ آدمیان بدرجہ ایست کہ بہ معرض
بیان در نمی گنجد۔ کھونٹی مروڑھی، یعنی گوشمالی داد۔ تاج بمعنی کلاہ نیز مصطلح انہا
باشد۔ اسکا پیالا ہوا، بمعنی او مرد ہم لفظ ہیں فرق است۔ ککڑی کے چور کو گردن
نہیں مارتے۔ یعنی بیک گناہ کہ بسہو از کسی سرزدہ باشد کشتنی نمی شود۔ بوٹے سا
قد، بمعنی قد رعنا۔ بعضی بوٹا سا قد نیز گویند۔ تمہارے واسطے تو کنودل میں بانس
ڈالے، یعنی جستجوے شما بسیار کردہ شد۔ پنیری، کنایہ از درختان کوچک
نورستہ و ہم اسبابے کہ از پدر و جد خودش بدست رسیدہ باشد۔ چرخ چڑھنا، بمعنی
خود را بپایۂ اعلیٰ رسانیدن۔ اودبلاؤ، بمعنی احمق۔ جھاڑ جھنکار، بمعنی اشجار بزرگ
بلند شاخ در شاخ۔ اونٹ، بمعنی آدم دراز قد۔ شش و پنج میں پڑا ہے، یعنی سخت متردد
است۔ پھڑکنا، بمعنی جنبانیدن اعضا۔ مٹکنا، بمعنی چشم و ابرو و ہر دو شانہ در جنبش
آوردن۔ ڈلّو، شخص کم عقل را گویند۔ بورچی، بمعنی باورچی۔ بوند ہوگیا، بمعنی
از نظر دورتر رفت۔ جی کا بٹ جانا، بمعنی پریشان خاطر شدن۔ چین چین کرتا ہے
بمعنی شور بیجا میکند۔ ننگا منگا بمعنی برہنہ۔ بائیں لگل، بمعنی آرائش زنان بعد دیہ

بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے، یعنی بند بند بر رقاصی او دلالت میکند۔ میں نے اُسے خوب جھاڑا
یعنی چنانکہ باید نادم و خجل کردمش۔ ہمارا اُنکا ڈانڈا میڈا ہے، یعنی مولد و مسکن
ما و ایشاں در قریب است۔ بارہ باٹ اٹھارہ بینڈے پھرا ہے یعنی مرد کار آزمودہ
است۔ دانت پر میل نہیں یعنی ہیچ مقدور نہ دارد۔ سیانا کوّا گو کھاتا ہے، یعنے
آدم مکار از راہ طمع گرفتار بلا می شود۔ کبوتر باز اور جوہری بمعنی آدم شناس۔
قصباتی و گنوار و باہر بندہ، بمعنے احمق۔ قسم کھانے کو جگہ ہے، یعنی دلش نمی خواہد
کہ ایں کار بکند لیکن بتکلف شریک یاراں گردد۔ نہو لگا شہیدوں میں مل گیا، یعنی
ہیچ نوع لیاقت ایں کار ندہشت تتبع بزرگاں کرد۔ گُچی پارہ، بمعنی حقیرے کہ اطفال
برلے بازی سازند۔ بڑا پتھر نہ اُٹھ سکے تو تین سلام کرکے چھوڑ دیجیے، بایں معنی
است کہ آدم کارے را کہ از عہدۂ آں بر نیاید ترک نماید۔ پتھراؤ کیا بمعنی سنگسار
کرد۔ چمار چودس، بمعنی مجمع نا اتفاقاں۔ گھرول، بمعنی ہجوم۔ کاکلی بی بی، بمعنی
زن مسی فروش۔ کچ لیچاہٹ و مچ مچاہٹ، ہر دو بمعنی کمال خواہش عاشق بہ
بوس و کنار۔ گدگداہٹ بمعنی بیقراری۔ میلا ہے، یعنی رنجیدہ است۔ سونے کے
سہرے سے بیاہ ہو، بمعنی دعائے نیک در حق کسی۔ فلانے کے سر سہرا ہے،
یعنی فتح بنام اوست یا ایں کار از و خواہد آمد۔ بیٹ گیا، بیٹھ گیا، بمعنی تباہ شد۔
چمکا رہتا ہے، یعنی با زیب و زینت می باشد۔ اُجلا رہتا ہے نیز ہماں۔ میلا رہتا ہے،
یعنی مفلس ہست۔ بھلے کو میں تمھارے پاس آیا تھا، بمعنی خوب شد دریں مقام
مفید مطالبان است۔ مفلس کا مال ہے، دلالان شہر اشیاء مردم مفلوک را
بایں صدا میفروشند تا خریداراں ارزاں خیال کردہ بگیرند۔ اُنکی دُم سے نمدا
باندھو، یعنی با ایشاں سر و کار نباید داشت۔ گھوڑ چڑھا، بمعنی کسیکہ اسپ سواری
او از خانۂ آقا مقرر باشد لیکن شرط ہست کہ در سپاہیان نوکر باشد و الا مصاحبان

نیز بر اسپ آقا سوار می شوند۔ پٹھا، یعنی شاگرد نوخاستہ پہلوانان و آدم نوجوان نیز
دندان مصری، یعنی مرد نازک بدن و قسمی از شیرینی برائے اطفال سازند۔ زندی
یعنی زن کسبی۔ تانگہ یعنی زنے کہ مالک نان کسبیہا باشد۔ بخشری محال، اور
چکلہ، یعنی محلۂ زنان کسبی۔ زوٹ مارے جاتا ہے، یعنی لب بستہ و نفس درزیدہ
میرود۔ کڑ اکڑ بولتی ریوڑیاں یا غلابیاں یا کھڑا گلاب کی ریوڑیاں و ریوڑین، نیز
صدائے ریوڑی فروشان کہ در محلات شہر میگردند۔ شاہ مرداں کی لالڑیاں یعنی
زردک ہا۔ برسے گا برساوے گا دھڑی سیر لگاوے گا، اطفال وقت ترشح ابر بصدائے
بلند این عبارت را ادا مینمایند۔ بہشت کا میوہ، مراد از انار باشد۔ گھیرے کا انار،
گھیرا نام مکانے است قریب شہر لکھنؤ ہیچ، یعنی انتظام۔ رگڑا جھگڑا، یعنی مناقشہ
رگڑا، یعنی سائیدن کہ بنگ۔ تیز و گرم و چالاک ہر سہ یعنی آدم شوخ و شنگ و چست
و چالاک و زیرک۔ تیر شکار، یعنی نگاہدارندۂ جانوران شکاری مانند باز و جرہ و بحری و
چرغ و بیسرہ و شاہین و غیرآں و مردم آدم شناس را نیز گویند۔ اٹھائی گیرا، شخصیکہ در
حالت غفلت مال مردم را بر داشتہ ببرد۔ صبح خیزیا، دزدیکہ در سرا پیش از مسافران
بیدار شدہ اسباب شاں در ربابد۔ بڑے خزانہ کی خیر، یعنی خزانۂ بادشاہی در ترقی باد
خزانۂ کلاں در اصطلاح شہدہ ہا عبارت از خزانۂ بادشاہ ہند است۔ و شہدہ شخصی را
گویند کہ از برہنگی سر و پا و کشیدن بار دیگرے بر دوش و سر و خطابہائے ذلیل مانند
ابے و اوے و بجاے ایسے ویسے و سالے و مثل آں ہا رندنشتہ باشد و جمیع فرق
را خدمت کند و غیر از مزدخود با ہیچ چیز سرو کار ندنشتہ باشد۔ اگر لک روپیہ یا اشرفی یا
قطعہ ہائے جواہر در مکانے گذاشتہ باشند و شہدہ در انجا تنہا برود و نگاہبانے ہم نباشد
ہرگز دست بہیچ چیز نخواہد برد۔ و انبوہ ایں فرقہ متصل جامع دارالخلافہ خصوصاً
چاوڑی یافتہ مے شود۔ بلکہ کمال شہدہ ایں است کہ او را شہدہ مسجد نکور گویند

یعنی جامسجد کا شہدہ بزبان اُردو برائے شہدہ ہا تا جہائے عجیب و لہجہ ہائے غریب بود، کر گج و جما و بدھوا و روشن چراگ و نا دا و دھموا دجھموا و راجی خاں و نہال بیگ و میر آسوری و خوجی کلاں و شیخ رانجھے و ابو المالی و دھول محمد و کپور خاں، این است اسمائے متبرکہ۔ حالا طرز گفتگو باید شنید۔

ابے دیکھ تو بجا آں نبی صاحب کی سوں کیا سمجوں گا تھاری سب باتیں میں ہیں جانتا ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جانتے ہیں کل بھی جما بٹیارے کی دکان پر مجھے دیکھ کر ہنس دیا میں نے کہا اوو لا خیر آپ بولے وا بے بجا تیرے دہون پر لٹھ۔

تا اینجا زبان شہدہ باخصوصیت باردو دار دیعنی سوائے شہدہ ہائے شاہ جہاں آباد این لہجہ از جائے دیگر گوش زد نیست ہر گاہ پنجابی فلکانے دہ آوارہ درمیان اینہا داخل میشود لہجہ اش باینصورت ادا میگردد۔

ابے دیکھ تاں بجا آہاں نبی صاحب کی کسم کیا سمجھانگا تھاری سب باتاں میں ہیں جانڑتا ہاں مجھکو بھی نواب صاحب جانڑتے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دکان کے اوپر مجھکو دیکھ کے ہنس دیا میں نے کہا اوو لھاکی خیر آپ بولے کہ واہ بے بجا تیرے دھول پر لٹھ۔

واز مفلوک پوربی چنیں شنیدہ شود

ابے دیکھ تو بجا آنہ نبی کی سوں کیا سمجھبگا تھاری سب باتیاں میں ہی جانا تا ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جانا تے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دکان پہ مجھے دیکھا کے ہنس دیا ورہیں نے کہا او دو لھا کی خیر آپ بولے کہ وا بے بجا تیری دول پر اا ٹھ۔

آدھی مرغی آدھی بٹیر: عبارت از کسیکہ دو زبان دو و صفے دو معتقدہ داشتہ باشد

یعنی گاہے شیعی گاہے سُنی و گاہے پیرانہ و گاہے طفلانہ کار کنند، یا نصف عبارت ہندی و نصف فارسی یا عربی یا ترکی یکجا کنند۔ و فرقہ تفضیلیہ اہل سنت کہ علی علیہ السلام را از ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما میدانند نیز مصداق ایں عبارت مستند۔

---

# دُر دانۂ پنجم

## در بعضی گفتگو ہائے مصطلح زنانِ خوش اختلاط رنگین کلام پردہ نشین شہر دہلی خدمتگاران ایشاں زینت درج تسطیر است

گذارش بعالیخدمتِ طالبانِ زبان ایں کہ زنانِ شاہجہان آباد افصح زنانِ ہندوستان اند سوائے مرداں۔ برائے اینہا زبانے و بیانے باشد و لفظی کہ در ینہا رواج گرفت اُردو شد، خواہ عربی خواہ فارسی خواہ سُریانی خواہ ترکی خواہ پنجابی خواہ پوربی خواہ مارواڑی خواہ دکھنی خواہ بندیل کھنڈی ہرچہ باشد۔ سعادت یار خاں، رنگین تخلص پسر اوسط طہماسپ خاں کہ در شیوۂ آشنا پرستی وصفتِ شجاعت و سواری اسپ و دیگر مراتب عملِ سپاہی نعم البدل است از بسکہ بیشتر بازنانِ پردہ نشین سروکار داشتہ بندے از مصطلحات شاں در فصلے از کتاب تالیف نمودۂ خود نوشتہ بلکہ دیوانے دراں گفتگو بنظم درآوردہ بدیوان ریختی کہ ایجاد اوست موسوم ساخت۔ انچہ کہ بادی شعر ہندی دریں زبان خان مذکور است۔ راقم آثم ایں اصطلاحات را باسرہا دریں نقل میکند، زیراکہ از دوستانِ پیر یا ویارانِ باصفا است۔ راقم را باوصف ہیچمدانی مسلم الثبوت و بہتر از شعرائے حال و ماضی زبان ریختہ میداند، درینصورت حیف باشد کہ ایں شنگرف نامہ خالی از ذکر آں دوست سراپا وفاق گذاشتہ شود۔

الست بمعنی مست و سرشار۔ اَت گت، باکاف فارسی بمعنی بحد و نہایت۔ اُدھل گئی، یعنے بدکار شد۔ اُشتلم بمعنی طوفان یعنی بہتان۔ آٹھ آٹھ آنسو روئی یعنی زار زار بگریست۔ اَوپر دالا ہوا، بمعنی ماہِ نو طلوع نمود و صرف ماہ را نیز اوپر والا گویند۔

اوپر والیاں، بمعنی غلیواژاں - اُبلی، بمعنی زنِ گاذر - اچھوانی، مراد از دوای چند است کہ بعد بار نہادن بہ زناں جوشش دادہ بخورانند - اکھی کھلی ہوتی ہے، یعنی نازاں و خوش خوشی میگردد - اُڑجائے، بمعنی مرجائے - آتوجی، بمعنی زن درس دہندہ خلیفہ و خلیفہ جی نیز - ایک آنکھ نہ بھایا، ایک ذرا نہ بھایا - آن گنا مہینا، عبارت از ماہِ ہشتم - آن گنا برس عبارت از سالِ ہشتم - اکل کھری، بمعنی زنے کہ تنہا نشستہ باشد و صحبتِ زناں خوشش نمی آید - الاٰیچی و دوگانا و زناخی و دوست و سہ گانا و گوئیاں و داری و خاصی و پیاری، در اصل ہمہ بیک معنی باشد لیکن بقدر اختلاف نام حالات انہا مختلف است - الائچی آنست کہ زناں دانہاے الائچی باہم خوردہ ملقب بایں لقب می شوند - دوگانہ ایں باشد کہ دو زن باہم با دامِ دوگانہ خورند و ہر یکے با دیگرے دوگانہ گفتہ شود - زناخی عبارت از زنے کہ با زن دیگر استخوان سینۂ مرغ کہ آنرا زناخ و جناخ نیز گویند بشکنند تا ہر دو یکدیگر را زناخی گفتہ ندا دہند - دوست و داری و خاصی پیاری نیز مثل آں - و سہ گانہ زنے کہ دوست با دوگانہ باشد ہر چند محل رشک است لیکن بپاس خاطر دوگانا او را سہ گانہ گویند - گوئیاں، اصطلاح اہلِ پورب است، ایں لفظ اگرچہ داخل اُردو نیست و نزد بیگمات صحت نہ دارد لیکن دریں روزہا از راہِ تمسخر بر زبان آنہا جاری است - خلاصہ اینکہ ایں ہمہ الفاظ القاب زنانے باشد کہ باہم شغل مساحقت دارند لفظ خلیفہ جی بمعنی زنِ درس دہندہ و داری و خاصی پیاری بمعنی زناخی در کتابِ خان مذکور نیست راقم مناسب مقام دیدہ ذکر کردہ - اروا بیگنی، از نیے از ترکستان کہ در خانۂ سلاطین و اُمرا اہتمام نماید و آنرا در ہندی ترکنی نیز گویند - بتنا ر کرتی ہے، یعنی سخن را طول میدہد - بیٹھک آں باشد کہ زناں فرش خانہ درست نمودہ خود را بہ زیور و لباس فاخرہ بیارایند و شیخ سدو یا میاں شاہ دریا یا

میاں زین خاں بر سرِ شال گزر کنند۔ تفصیلش این کہ زنے بعد اے ڈھولک
و آوازِ سرود سرِ خود را می جنبانند و زنانِ دیگر شیخ سدو یا یکے از ہر دو برادرش را کہ
با نام او مذکور شد سواری دراں زن دانستہ آں کارِ جہانیاں و عسر و یسر خود را
از وی پرسند۔ بُوبُو آن است کہ در کنارِ او مادر شخصی یا مادر زنے پرورش یافتہ باشد
بخلاف چھوچھو کہ پرورندۂ شخص یا زن بہ ذاتِ خودش باشد ایرادِ لفظ چھوچھو ہم دریں
مقام از طرف راقم است۔ بتانا، بمعنی کرۂ آہنی کہ چوڑی ہا در دست زناں بہ آں
کنند۔ بڑھا دُ پوشاک، بمعنی پوشاک تبدیل نمائید۔ بڑارن، بمعنی زن پیر کہن سال
ہرزہ گو۔ بللّی، بمعنی زنِ احمق۔ بڑنا، یعنی زنے کہ خود را بہ تکلف کلاں تر از دیگر
زناں گیرد۔ بسورتی ہے، یعنی خود را بزور داخل اہل گریہ می سازد و صورت را شبیہ
بچہرۂ شاں می نماید۔ بھنڈ قدمی، بمعنی زن بد قدم۔ بھونگڑا، بمعنی چیز بدنما گندہ۔
بڑفھی، مادۂ خوک۔ بتولے ندے، یعنی فریب ندے۔ بیر سے، یعنی ضد سے۔ بیر دَوڑاتی
ہے، یعنی موکل دوڑاتی ہے۔ بوغبند، یعنی بقچۂ کلاں۔ باجی، در اصطلاحِ آنہا
از طرف دختر خطاب بمادر یست کہ در شروعِ جوانی ہمیں دختر زادہ و متولد شدہ باشد ازیں
جہت کہ مادر و دختر ہر دو خواہر ہم دیدہ می شوند۔ قاعدہ نیست کہ چنیں دختر مادر را
مادر گوید بجبوہی باجی خطاب میکنند۔ بڑبھس لگا ہے، یعنی زن را در پیری مسخرگی گرفتہ
است۔ بہدرک تمھاری بات میں نہیں، یعنی استواری در کلام شما نیست۔ بختی، بمعنی
بدبخت۔ بڑکی ماری، بمعنی افسون دمید۔ بیکلی، زن بے مزہ۔ بھسّل، بمعنی زن
پلید۔ بڑھیل، بمعنی زن پیر و یادہ گو۔ بخشو ہمیں، یعنی مارا معاف دارید۔ بھہائی
ہے، یعنی تھوڑی بات کو زیادہ کرنیوالی ہے۔ در اصل زبان پنجابی است لیکن
زنانِ اُردو ہم مستعمل میکنند۔ بھابھیا، فرہاد کُش، یعنی دلالہ را گویند۔ بچ جانا، یعنی
کم شدن ورم۔ بھیرول دیا، یعنے کھول دیا اور افشا کر دیا و پراگندہ کر دیا، این ہم

اصطلاح اہل پنجاب است - پڑیاں، دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شیرینی بی بی کی فاتحہ دلا کر بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سیندور اور عبیر کی پڑیاں اُنکے نام پر اُڑا دیتے ہیں۔ پھوٹ، بمعنی لعنت خدا بر تو - پیچا، بمعنی بلا - پنیڈیاں اُسے کہتے ہیں کہ بتیس دواؤں کو کوٹ کر لڈو کی طرح سے بناتے ہیں اور جاڑوں میں کھاتے ہیں - پگڑی والا اور چیرے والا، مراد از حکیم باشد - پاؤں بھاری ہے، یعنی حاملہ است - پچھائے، انگیا کے آستینوں کے پاس کے کپڑوں کو کہتے ہیں - پیئی، پٹاری خرد و چیز دراز بطور صندوقچہ را نیز گویند - تو تو، بمعنی زبان - تھل بیٹھو، بمعنی آرام کرو - تھگلی، بمعنی پیوند - تار بتار کر دیا، یعنی تار تار کر دیا - تھکاریاں بمعنی ہڑیاں تلپٹ کر دیا، یعنی برباد کر دیا - تیرے کارن، بمعنی تیرے باعث - ایں لفظ ہم از جائے دیگر است - تگادر، اصطلاح بیگمات بمعنی شوہر دایہ - تخت کی رات، بمعنی شب عروسی تہس نہس کیا ہے، یعنی با خاک یکساں کردہ است - تو تیے جوڑتی ہے، یعنی افترا ہا می بندد - لوئی بمعنی پارچہ کٹوریہائے محرم یعنی سینہ بند باشد - ٹھنڈیاں نکلی ہیں، یعنی چیچک بر آمدہ است - جلجو گنی، غلیواز و زلو جلجو گنی بمعنی زلو ہم در کتاب خانِ مذکور نیست - جلے پاؤں کی بلی، بمعنی زنے کہ عبث عبث خانہ بخانہ میگردد - جیا، زنے کہ آنرا بجائے دایہ دانند و دایہ را نیز گویند - جی بھاری نہ کر، یعنی گریہ مکن - جھلکا بمعنی رسیدن آتش نزدیک روے کسی - جھٹیل بمعنی بتہ باز - جھیپی ہے، بسیار گرم است - چنڈیا سے پرے سرک، یعنی از سرِ من کنارہ گزیں شو - چرپاک، زن زبان دراز را نامند - چاؤ، بمعنی ارمان - چونڈا بمعنی سر - چھتیسی ہے، یعنی خیلے عیارہ و نختہ کارہ است - چواو، بمعنی تکرار - چوچل ہائی ہے، یعنی عو سلہا میکند - حف، در مقام چشم بد دور استعمال پذیرد - خیلا، نیز زبان ایں فرقہ باشد بمعنی زن بد شعور

سلہ در محاورہ حال پچھوے گویند۔

د بے سلیقہ۔ خشکہ کھاؤ، یعنی برو بدو خوش باشید۔ دائی کو میری کوستی ہے، یعنی
برائے من دعاے بد میکند۔ دن ٹل گئے، یعنی ایام حیض گزشت۔ ذرا منہ ہنس لے
یعنی ذرا ہنس لے۔ دھندلی کرتی ہے، یعنی فریب بکار میبرد۔ ڈوجی سے ہے یعنی
حاملہ ہے۔ ڈوا، کنیزے را گویند کہ در کنار او پرورش یابند۔ دال میں کچھ کالا ہے
یعنی این حرف با این چیز خالی از قباحت نیست۔ ڈونا، بمعنی نیاز۔ ڈوالیں،
انگیا کی کٹوریوں کے نیچے کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔ ڈوبھر، بمعنی مشکل۔ دور پار، بمعنی
خدا نہ کند۔ راج کرے یہ الفت، بمعنی آتش بگیرد این الفت را۔ رنگیلی ہے، یعنی
بد ذات ہے۔ رائے منیا کی چوڑیاں، قسمی است از جوڑہاے عمدہ۔ رستی، بمعنی مار
ماموں نیز ہمیں۔ زمین دیکھی ہے، یعنی قے کی ہے۔ زمین کا پیوند ہو۔ یعنی خدا کند
کہ بمیرد۔ سکہ بٹھاتا ہے، یعنی حکم جاری میکند۔ سناؤنی، یعنی خبر مرگ کسے، این ہم
از روے اصل محاورہ پنجاب است حالا با زبان بیگمات اُردو ہم ربطے دارد۔ ستھرائی،
بمعنی جاروب۔ ستیا، در حالتِ غضب دختر را گویند۔ سہیلی، کنیز ہم عمر۔ سنجوگ، بمعنی
اتفاق ملاقات۔ سخنک، طعام نیاز حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا باشد۔ سکھی
بمعنی زنے کہ در عمر و دولت و نسب برابر باشد۔ سنکو، بمعنی زنے کہ پس پردہ یا پس
دیوار استادہ بود یا نشستہ سخن دیگران بشنود۔ شفتل، بمعنی زن پلید بدکار۔ شطاح،
بمعنی حرام کار۔ طبق، بمعنی نیازِ پریان۔ طیش میں ہے، یعنی در غضب است۔
قدر بے کی، یعنی ہر چند تردد کرد۔ کرتوت، بمعنی فعل بد و جادو۔ کٹر، بمعنی سنگدل۔
کٹھلی، کان کے اوپر کے سوراخ کو کہتے ہیں۔ گوکھ سے ٹھنڈی ہے، یعنی صاحب
اولاد نیست۔ کھرکھوج ہے، یعنی زن بے نام و نشان گردیدہ۔ کاکا، بمعنی
خواجہ سرائیکہ پدر گویندہ در آغوش او بزرگ شدہ باشد۔ گھڑا دونا دونگی، یعنی
نیاز مشکل کشا دست بدست خواہم داد۔ کالے کوس ہیں، یعنی بسیار مسافت بعید

کشتی، پیالہ کو کہتے
دارد۔ کاڑھا، دوائے چند است کہ برائے اسقاطِ حمل دہند۔
کہ دہاں، روغن خوشبو برائے معطر کردن موہائے سر لگا دارند۔ کہرام، یعنی ماتم
بے اندازہ۔ کیڑیاں لگائی ہیں، یعنی جوئیں لگائی ہیں۔ گھر گھالے ہیں، یعنی
خانہا برباد کردہ است۔ گرج کر بولی، یعنی بہ آواز مہیب سخن گفت۔ گھگیاتی
ہے، یعنی بدرجہ عجز میکند کہ چہ بگویم۔ گاج، یعنی پارچہ کہ از غرناک یا چین می آید
در پورب بعضی گھاس گویند لیکن صحت ندارد زیرا کہ گھاس چیزے دیگر است مخصوص
بہ ہندوستان۔ گلٹھی ہے، دانہ بزرگ کہ در گلو برمی آید۔ گھما، یعنی غماز۔ لتھڑی
زنے کہ گاہے ایں طرف و گاہے آں طرف یعنی سخن اینجا بہ آنجا رساند و از آنجا
باایں جا۔ لبڑ، بیہودہ گو۔ لو، یعنی بناگوش۔ لہو پانی ایک کیا، یعنی بسیار خود را
گرفتار غم و غصہ ساخت۔ لوٹھا ہے، یعنی سٹنڈا ہے۔ مانگ سے ٹھنڈی ہے، یعنی
شوہرش زندہ است۔ مان کرتی ہے، یعنی غرور کرتی ہے۔ ملیامیٹ، یعنی برباد شد
منہ پھوڑ کر کہا، یعنی بے شرم ہو کر کہا۔ میلے سر سے ہے، یعنی ناپاک و حائض است
مت اس کی ماری گئی، یعنی عقلش زائل شدہ است۔ ایں ہم محاورہ پنجابیان است۔
منہ بھرائی، یعنی رشوت۔ مغز کے کیڑے نہ اڑا، یعنی میرا سر نہ پھرا۔ مرداری
یعنی چھپکلی۔ نوج و نج، ہر دو یک معنی دارند یعنی خدا نکند۔ نج پنجابی است و در
اردو بسیار کم و نوج کثیر الاستعمال۔ ننانویا، یعنی چھپلیائیاں کہ عبارت از چرطلیا
باشد۔ ناگن کھورے کہ در زیر موہائے سربالائے قفائی باشد۔ نکہ کی چوڑیاں،
قسم عمدہ از اقسام چوڑیہا۔ ناک چوٹی گرفتار ہے، یعنی بسیار غیور و نازک طبع و متکبر
است۔ ناک چنے چبوائے، یعنی آزار بسیار رسانید۔ مرداں تیز بہ ہاں یعنی بر
زباں دارند۔ ناک نہ رہی، یعنی غیرت نماند۔ ننگی شمشیر ہوں، یعنی بے محابا ام و
صاف گو نیز۔ ہرگاہ، یعنی ہرگز۔ ہو کھا ہے، یعنی ہوس بیجا دارد۔ ہولا جولی

نکر۔ یعنی گھبرانہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے، یعنی بیکار نشستہ است۔ یہ
کس کا موت ہے، یعنی ایں لطفہ کیست۔ میاں شیخ سدو و میاں زین خاں
و میاں صدر جہاں و نھے میاں و چہل تن و میاں شاہِ دریا و میاں شاہ
سکندر و ہفت پری یعنی لال پری و زرد پری و سبز پری و سیاہ پری و آسماں پری
و دریا پری و نور پری اینہمہ معتقد علیہ خود دانند، لیکن در حق میاں شاہ دریا و میاں
شاہ سکندر و ہمیں ہفت پری میگویند کہ ایں ہا باہم خواہران و برادراں اند۔ و
حق سبحانہ تعالیٰ اینہارا از جنت برائے خدمت حضرت زہرا علیہا السلام و بازی کردن
باں حضرت بہ دنیا فرستادہ بود ہمہ کنیزان و غلامان آنجناب اند ازیں جہت
اینہارا بر دیگراں کہ ازیں شمار بیروں ہستند مرجح می شمارند و میاں شاہ سکندر
و میاں شاہ دریا و انوری شہزادہ نیز گویند۔

تمام شد تحریر رنگیں لفظاً و معناً حالا چند چیز از طرف خود می نویسیم لیکن در ینجا
قید کسبی و خانگی نمی کنم مراد از لفظ لفظ زن است و زن عام است از ہر دو۔ نگوڑا
ناٹھا، مراد از بکسیں و بے سر و پا۔ خدا سمجھے، بمعنی خدا بسزا رساند در وقت دعاے
بد کردن یا در حالت خوش شدن بر زباں آرند۔ اُسے علی کی مار، یعنی بر کمر ش
بزند، ایں ہم دعاے بد است۔ لیکن مثل اصطلاح اول احتمال معنی دیگر کہ خدا ایں
معنی باشد ندارد۔ تم صدقے گئے تھے، یا صدقے کیوں نہ ہوے تھے، در مقام
اختلاط اظہار بہ نفرت بہ دوست و ہنگام اظہار الفت نیز بطور استعارہ عنادیہ گویند
ہمارا حلوا کھاؤ اور ہماری بھتی کھاؤ اور ہمارا لہو پیو اور ہمارا مُردہ دیکھو اور
ہمیں پیٹو اور ہمیں ہَے ہَے کرو اور ہمیں گاڑو اور ہمارا جنازہ دیکھو ہمہ بجاے
قسم دادن بدیگرے استعمال کنند مانند۔ ہمیں ہے ہے کرو جو یہاں سے جاؤ۔
مقابا، چیزے کہ دراں آئینہ و مسی وغیرآں گذارند۔ نجختی، بمعنی زن کم طالع۔

کیوں میرے لال، یعنی چرا اے عزیز من یا جان من، لیکن بیشتر بر برخورداران اطلاق آن روا باشد۔ جھانی، مراد از کنیز در اصطلاح ڈومنیاں ہر چند پنجابی است لیکن در دہلی ہم ازیں جہت کہ لفظ دیگر در اردو سوائے لونڈی کہ لفظ خانگیان است نیا فتند از زبان ہمیں ہا رواج پذیر فتہ۔ مجرا، مراد از رفتن زن کسبی برائے رقص در مجلس شادی۔ ڈادا، مراد از بیان کنندۂ نام بزرگان و نسب زناں کسبی ڈومنی باشد خواہ کنجنی خواہ پنجابی باشد خواہ باگرنی۔ روٹی مراد از طعام و شیرینی کنجن مردہ یا کنجنی مردہ کہ جا بجا در برادری قسمت کنند ہونگرو کے شریک رہنا، یعنی شراکت فرقۂ اہل رقص باہم سوائے برادری۔ مسی، عبارت از مسی مالیدن کسبی روز اول، رسمی است کہ او را نائکہ یا مادرش مثل عروساں بزیور و لباس بیاراید و در مجلس برقصاند و دیگر زنان کسبی نیز لباس فاخرہ پوشیدہ در انجا برقصند و سوائے طعام ہیچ طلب نکنند ایں تماشا بہ ہیچ امیرے و بادشاہے بصرف کردن زر بسیار ہم میسر نمی شود۔ کہروا، قسمی از رقص و نیز ملو نیز رقص قدیم ٹھوکر، جنبش پائے زن در رقص۔

# شہر اول از چہار شہر

## جزیرۂ اول کہ در بیان علم صرف است مشتمل بر ذکر صیغہ ہا

باید دانست کہ فعل سہ گونہ بود۔ ماضی یعنی گزشتہ و حال آنچہ تعلق بزمانۂ موجود دارد و مستقبل یعنی متعلق بزمانۂ آئندہ و ہر فعلے را دوازدہ صیغہ باشد چہار برائے غائب دو برائے مذکر یکے برائے مفرد مذکر دیگر برائے تثنیہ و جمع آں۔ و چہار دیگر برائے حاضر دو برائے مذکر یکی برای مفرد و دیگر برای تثنیہ و جمع و دو برای حاضر مونث یکی برای مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع۔ چہار دیگر برائے متکلم دو برائے مذکر یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع و دو برائے مؤنث یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع۔ مخفی نماند چناں کہ در فارسی مونث و مذکر و تثنیہ و جمع یکے باشد در ہندی ہم تثنیہ جمع یکے باشد بخلاف تانیث و تذکیر۔ و صیغۂ ماضی حاصل شود از دور کردن علامت مصدر کہ بہ ہندی نون و الف باشد مثل آنا و جانا و زیادہ کردن یا و الف یا الف فقط بر باقی مانند آنا و لانا و پانا و فرمانا و مارنا و مرنا و بیٹھنا و اُٹھنا و کھینچنا و جڑنا و ملنا و پالنا و رکھنا و ناچنا و ہلنا کہ ماضی انہا آیا و لایا و پایا و فرمایا و مارا و مرا و فصیح مُوا و بیٹھا و اُٹھا و کھنچا و جڑا و ملا و پالا و رکھا و ناچا و ہلا باشد۔ آنچہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف باقی ماند ماضی آں با الف و یا باشد و ہر چہ چنیں نباشد ماضی آں فقط با الف آرند چنانکہ گزشت۔ سوائے گیا بمعنی رفت کہ مصدر آں جانا باشد و ایں خلاف قیاس است زیرا کہ موافق قیاس جایا می باید۔ و از مصدر مرنا مرا موافق قیاس است و مُوا خلاف قیاس لیکن مستعمل درمیان فصیحان ہمیں باشد۔ و در زبان پنجابی واو ماقبل نون و الف در

مصدر بیفزایند یعنی جاونا و آونا گویند لیکن در مصدرے کہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف باشد نہ در جمیع مصادر۔ و در زبان برج تو با نون و واو مجہول علامتِ مصدر باشد مانند کھانو و مرنو و جینو و اُٹھنو و بیٹھنو و پینو۔ و یو با یا و واو مجہول بعد حذفِ علامتِ مصدر علامت ماضی باشد مانند یاء و الف زبان اُردو۔ لیکن در ہماں مصدرے کہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف بماند و الا واو مجہول فقط کافی باشد مانند آیو و لایو اور پایو اور چھپایو و ہم چنیں مرو اور جیو اور اُٹھو اور بیٹھو اور پیو اور گیو بمعنی رفت اینجا ہم خلاف قیاس باشد چراکہ موافق قیاس جایو می باید۔ و در زبان کاتھیاواڑ واو با نون یا فقط نون غنہ و راء ہندی علامت مصدر باشد مانند کھاون و پیون یا کھاونڑ و پیونڑ۔ و بیشتر در فعل متعدی گیرا با گاف و یاء مجہول و راء و الف بعد علامت ماضی باشد مانند مارگیرا و توڑگیرا۔ و دینا ہم با دال مکسورہ و یاء معروف و نون و الف علامت ماضی در ہمیں فعل باشد مثل تولدینا اور پھینک دینا۔ و در زبان پورب ہمزہ با یاء مجہول فقط علامت مصدر آید، مانند کھائے اور پیئے اور آئے اور جائے اور رہے مثالش رہے ڈی کھائے بن کس کس رہے کان بنے، یعنی بغیر خوردن ہیچگونہ اتفاق ماندن خواہد افتاد۔ و علامت ماضی بعد حذفِ علامت مصدر افزودن ہمزہ مکسورہ و سین ساکن بر باقی باشد مانند آئس و جائس و گئس نیز بہمیں معنی لیکن ایں خلاف مخصوص بماضی باشد کہ بعد حذف علامت مصدر آں از لفظ ہر چہ بماند آخر آں الف بود و الا سین ماقبل مکسور کافی باشد مانند کہس و دہس و اُٹھس و مرس۔ و واؤ و الف نیز علامت ماضی باشد بشرط باقی ماندن الف آخر لفظ بعد حذفِ علامتِ مصدری، مثل آوا دکھاوا و لاوا و پاوا۔ غرض ازیں بیان ایں بود کہ در ملکِ ہندوستان اختلاف صیغہ ہا از جہت اختلافِ مصادر بسیار است و مقصود راقم ذکر صیغہ ہائے اُردو است۔ صیغہ

غائب حال و مستقبل و حاضر و متکلم الفاظ غیر اردو و نیز بر مصدر و ماضی آں قیاس باید کرد۔

## تصریف اُردو

آیا بمعنی آمد یک مرد۔ آئے بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء مجہول بمعنی آمدند دو مرد یا مردمان بسیار۔ و آئی بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء معروف بمعنی آمد یک زن۔ آئیں با ہمزہ و یاء معروف و نون غنہ آمدند دو زن یا زیادہ۔ آیا تو حاضر مفرد مذکر۔ آئے تم تثنیہ و جمع حاضر مذکر۔ آئی تو حاضر مفرد مونث۔ آئیں تم تثنیہ و جمع آں۔ آیا متکلم مفرد مذکر۔ آئے ہم تثنیہ و جمع آں۔ آئی میں متکلم مفرد مونث۔ آئیں ہم تثنیہ و جمع۔ بعضی بجائے آئیں آئیاں ہم میگویند۔ و صیغۂ حال بعد حذف علامت مصدری بزیادہ کردن تا و الف با حرف رابطہ کہ بہ ہندی ہے باشد حاصل آید۔ مانند آتا ہے بمعنی می آید مفرد مذکر غائب۔ و آتے ہیں با یاء مجہول بجائے الف تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے با یاء معروف مفرد مونث غائب۔ آتی ہیں تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہے تو مفرد مذکر حاضر۔ آتے ہو تم تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے تو مفرد مؤنث حاضر۔ آتی ہو تم تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہوں میں متکلم مفرد مذکر۔ آتے ہیں ہم جمع و تثنیہ آں۔ آتی ہوں میں متکلم مفرد مؤنث۔ آتی ہیں ہم جمع و تثنیہ آں۔

و صیغہ استقبال در مفرد مذکر غائب چوں بعد حذف علامت مصدری در مصادرے کہ الف باقی ماند و یگا با واؤ و یاء مجہول و گاف و الف زیادہ کنند مانند آویگا در مفرد مذکر غائب۔ آویں گے در تثنیہ و جمع آں با نون غنہ و یاء مجہول در آخر۔ و ہرگاہ الف آویگا با یاء معروف شود آویگی خوانند مفرد مؤنث غائب می شود و آویں گی با نون غنہ و یاء و گاف و یاء معروف جمع و تثنیہ آں باشد۔ و تو با تاء و واؤ معروف با آویگا علامت مفرد مذکر حاضر است مثل آویگا تو یا تو آویگا۔

آؤگے با ہمزہ و واو مجہول و گاف و یاء مجہول با لفظ تم علامت تثنیہ و جمع است
مثل تم آؤگے یا آؤگے تم۔ و تو بعد آؤگی علامت مفرد مؤنث حاضر
باشد مانند آؤگی تو۔ و آؤگی تم با یاء معروف جمع و تثنیۂ این صیغہ بود۔ آؤنگا میں
بعد لفظ ماقبل بغیر لفظ میں علامت مفرد مذکر متکلم است۔ و آوینگے ہم با یاء مجہول
در آخر علامت تثنیہ و جمع آں۔ و آؤنگی با لفظ میں و بغیر میں علامت متکلم مفرد مؤنث
باشد۔ و آوینگی ہم، با یاء معروف در آخر علامت تثنیہ و جمع آں باشد۔
و در بعضی مصادر کہ بعد حذف علامتِ مصدر حرفِ آخر الف نباشد بعد حرف
آخرین واؤ ساکن ماقبل مضموم با نون غنہ مقدم بر گاف و الف آرند مانند
رہونگا و کھونگا و اٹھونگا۔ و بعضی از ساکنانِ دہلی کہ خود را فصیح تر از دیگران
گیرند چار صیغۂ حال غائب را کرے ہے، کرے ہیں گویند۔ این ہر دو صیغہ برائے
مذکر است در مونث نیز ہمیں استعمال کنند۔ دیگر تو کیا کرے ہے اور تم کیا کرو ہو۔
این دو صیغہ در مذکر و مونث حاضر مفرد و تثنیہ و جمع کہ مجموع در اصل چار صیغہ می شود
بر زبان شاں جاری باشد۔ دیگر میں کیا کروں ہوں اور ہم کیا کریں ہیں این دو
صیغہ ہم بجائے چار صیغہ مذکر متکلم و مؤنث آں و تثنیہ و جمع آید۔ دریں صورت شش
صیغہ بجائے دوازدہ صیغہ کافی می شود۔ لیکن ہماں دوازدہ صیغہ آشنائے زبانِ
فصیحان است و ہر مصدرے کہ بعد حذفِ علامت آں الف یا ہاء یا یاء معروف
باقی ماند بعضی صاحبان در صیغۂ حال آں واؤ ماقبل یاء مجہول زیادہ کنند
مانند آوے ہے و کھوے ہے و لیوے ہے و رہوے ہے، بجائے آئے ہے و کہے ہے
و لے ہے و رہے ہے۔ این زیادتیِ واؤ اگرچہ کہ زبان شاہجہان آبادیانِ اردو
دان است لیکن بغیر واؤ فصیح تر است۔ سوائے آوے ہے اگرچہ بجائے آں
ہم آئے ہے است مگر با واؤ ہم قباحتے ندارد۔ و رہے ہے و کہے ہم در صیغۂ حال

دور از فصاحت است مگر با حرفِ شرط استعمال آں روزمرۂ فصحا باشد مانند این عبارت۔ اگر تو رہے تو میں بھی رہوں۔ بدیہی است کہ این عبارت بہتر از این عبارت است اگر تو رہوے تو میں بھی رہوں۔ و بعضی جا ہو بجاے ہووے و لو بجاے لیو فصیح تر از اصل است مثال آں اگر تو بھی وہاں ہو تو اچھا ہم بھی آویں، بجاے اگر تو بھی وہاں ہووے تو اچھا ہم بھی آویں۔ این مثال براے مفرد بود مثالِ جمع و تثنیہ اگر تم بھی وہاں ہو تو بہتر ہے ہم بھی آدیں۔ و بعضی بجاے واو ہمزہ بصورت یاے بعد الف آرند و جاوے را جائے و جاویں را جائیں گویند و قافیہ صدائے با ہمزہ و یاے مجہول جائے و قافیہ دُعائیں کہ جمع دعا است جائیں آرند مثال ہر دو شعر

کیا قہر ہے تو نقش پہ بھی اُسکے نہ آئے
گر گشتہ شود در رہِ تو بے سر و پائے

شعر

اگر تنہا تجھے ہم دیکھ پائیں
تمنا ہے کہ لیں تیری بلائیں

لیں بجاے لیویں بستہ شدہ لیکن فصیح تر از آں باشد مانند لے کہ از لیوے بہتر است۔ و جاے با یاے مجہول بغیر ہمزہ و جائیں با ہمزہ مکسورہ و نون غنہ بغیر یا نیز مستعمل فصحا باشد مثال شعر

عشق بتاں میں اپنا نکالیں گے نام ہم
جی جائے یا نجاے کرینگے یہ کام ہم

مثال دیگر

شعر

لو دبہ دیدۂ من اگہ جاے تو بہتر
مری نظر سے پرے تو نجاے تو بہتر

شعر
ہر دل میں تیرے مکھڑے کی لیں ہم بلائیں آج
گو اسمیں اپنے جی سے گزر کیوں نہ جائیں آج

ایں الفاظ در نثر ہم مروج است موقوف بر نظم نیست۔ بالجملہ ایں اشلہ برائے فعل مثبت بود۔ برائے منفی حروف مقرر است برائے ماضی و مستقبل نون مفتوح باہا و بغیر ہا نیز در کتابت رواج دارد۔

## مثال ماضی منفی

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | نہ آیا | نہ آئے | تو نہ آیا | تم نہ آئے | میں نہ آیا | ہم نہ آئے |
| مؤنث | نہ آئی | نہ آئیں | تو نہ آئی | تم نہ آئیں | میں نہ آئی | ہم نہ آئیں |

## مثال مستقبل

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | نہ آویگا | نہ آوینگے | تو نہ آویگا | تم نہ آوگے | میں نہ آونگا | ہم نہ آوینگے |
| مؤنث | نہ آویگی | نہ آوینگی | تو نہ آویگی | تم نہ آوگی | میں نہ آونگی | ہم نہ آوینگی |

## مثال نفی حال

دریں فعل آنکہ ہے از آتا ہے حذف نمودہ نہیں را مقدم برآں رند مثال نفی حال

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | نہیں آتا | نہیں آتے | تو نہیں آتا | تم نہیں آتے | میں نہیں آتا | ہم نہیں آتے |
| مونث | نہیں آتی | نہیں آتیں | تو نہیں آتی | تم نہیں آتیں | میں نہیں آتی | ہم نہیں آتیں |

وبعضی ہندوستان زایاں کہتا ہے بجاے کہتے ہو کہ ترجمہ میگوید باشد استعمال کنند۔ ہمچنیں در جمیع مصادر ایں صیغہ را بطریق مذکور مستعمل سازند۔ مثل اتیا ہے وجایا ہے اُڑایتا ہے ورہتیا ہے۔ لیکن فصیح زبانان اُردو ایں الفاظ را مہمل دانند وکسی را کہ چنیں حرف زند آدم قدیم وسخنش را ہزل پندارند۔ و اکثر صاحبان بجاے "آویگا" "آئیگا" گویند ودر جمع وتثنیہ ایں صیغہ ومؤنث آں وحاضر مفرد مذکر ومؤنث وجمع وتثنیہ متکلم عمل مذکور جاری کنند۔ درین تبدیل فصیحان متفق اند الّا بعضی صاحبان قبول ندارند واکثر اُردو داناں در صیغۂ مستقبل منفی نہیں بجاے نفی کہ ذکر آں گزشت آنیکا وآنیکے در جمع صیغہ ہا بکار برند مثال آں نہیں آنے کا، نہیں آنے کے با یاء مجہول مذکر غائب وجمع وتثنیہ آں۔ نہیں آنے کی با یاء معروف ونہیں آنے کیں با یاء معروف ونون غنہ مؤنث غائب مفرد وتثنیہ وجمع آں۔ نہیں آنے کا تو، نہیں آنے کے تم با یاء مجہول حاضر مذکر وتثنیہ و جمع ومفرد آں۔ نہیں آنے کی تو با یاء معروف اور نہیں آنے کیں تم با یاء معروف ونون غنہ حاضر مفرد ومؤنث با جمع وتثنیۂ آں۔ میں نہیں آنے کا اور ہم نہیں آنے کے با یاء مجہول مفرد مذکر متکلم با جمع وتثنیۂ آں۔ میں نہیں آنے کی اور ہم نہیں آنیکیں مفرد مؤنث متکلم با جمع وتثنیۂ آں۔ مقدم کردن ضمیر حاضر ومتکلم بر صیغہ باختیار گوینده است۔ اگر موخر ہم بیارد مضائقہ ندارد۔ ولفظ نہیں کہ بر وزن چنیں مذکور شده اکثر صاحبان یا ونون آں وہا غائب کرده کلمۂ مذکور را کہ از روے کتابت چار حرفی ودر تلفظ سہ حرفی است دو حرفی ظاہر نمایند۔ لیکن چوں بیشتر فصیحاں ازاں احتراز دارند در حرف اُردو داخل کردن آں بجاے خود صلاح ندانست۔ وبعضی جا صیغۂ ماضی بعد حذف نون والف کہ نشان مصدر است بالفظ دیا نیز آید مانند پھینک دیا وڈالدیا وبڑھادیا وہم چنیں ایں صیغہ دلالت کند

بر تمام شدن فعل بخلاف پھینکا و ڈالا و بڑھایا وغیر آں۔ مثلاً دریں مقام کہ
فلانے نے جس وقت کہ کوٹھے پر سے روپیہ پھینکا میں لے زمین پر گرنے نہ دیا ہاتھ
میں لیا گویند۔ پھینکدیا نگو نباشد، و درینجا کہ زید نے مارے غصہ کے عمرو کو مجلس
سے اُٹھا دیا مناسب باشد اُٹھایا مستحسن نبود۔ و ڈالا با دال ہندی بعد حذف
علامت مصدر زائد آرند و در بعضی مصدرہا ہیچ صیغہ بغیر آں درست نمی تواند شد۔
و در بعضی مصادر ہیچ و پوچ است و ایں ہم مانند دیا دلالت کند بر تمام شدن
فعل مانند میرا مٹکا زید نے توڑ ڈالا یعنی مدتے است کہ از شکستن آں فارغ
شد اینجا توڑا فصیح نہ نماید۔ و در بعضی مواقع لیا بمعنی گرفت چسپاں شود چوں
لکھ لیا و مانگ لیا ایں ہم دال بود بر تمامی فعل۔ ایں صیغہ ہا کہ مذکور شد در فعل
مضارع نیز آید لیکن دلالت در شروع فعل در حال و ارادۂ شروع آں در مستقبل
نماید چنانکہ قاعدۂ حال و مستقبل است۔ و بیٹھا و اُٹھا بمعنی نشست و برخاست
ہم تمام کنندہ فعل باشد مثلاً فلانی رنڈی ناچنے سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ و اُٹھی
نیز بہمیں معنی آید۔ اُٹھا اکثر دال بود بر معنی خود مانند فلانا سو شعر مجلس میں کہ اُٹھا
یعنی آں وقت برخاست کہ صد شعر گفت چوں معنی ہر دو فعل از لفظ بر می آید
شبیہ بصیغہ ہائے مذکورہ نمی تواند شد۔ و پڑا بمعنی افتاد خبر بد از ینکہ بمجرد ایں فعل
چنیں شد مثال آں زید سے میں نے جس وقت کہا کہ عمرو جو کچھ سو کرو مجھ سے
اُلجھ پڑا یعنی بمجرد گفتن با من در افتاد۔
و صیغہ امر حاضر مفرد در اُردو حاصل شود از دور کردن علامت مصدر و تانیث
و تذکیر آں بیک صورت باشد مانند کرنا و کر کہ بمعنی فعل وا فعل کہ در فارسی ترجمہ
آں کردن و کن باشد و تثنیہ و جمع مذکر و مونث بزیادت واو مجہول حاصل آید
مانند کرو۔ لیکن اگر در آخر صیغہ امر مفرد واو یا یا باشد واو با ہمزہ بدل شود و یا

محذوف گردد چوں بوو بوؤ، سوو سوؤ، لے دو، دے ودو۔ و شرط است
کہ یاء مجہول باشد نہ یاء معروف۔ زیرا کہ یاء معروف حذف نگردد چنانکہ در سی
بمعنی دوڑ و پی بمعنی بنوش سیو و پیو گویند۔ سوو پو با حذف یاء معروف صحت
ندارد و با ہمزہ و یاء مجہول ہم بعد از امر مفرد حاضر جمع و تثنیہ حاصل آید مانند
اُٹھیے بجائے برخیزید و بیٹھیے بجائے بنشینید۔ لیکن در بعضی مواقع جیم مکسور ماقبل
ہمزہ بیفزایند مثل کیجیے و لیجیے و دیجیے۔ اصل کیجیے، کریئے بود بعد زیادہ کردن جیم مکسور با ہمزہ را
با یاء معروف بدل کردند بنوعیکہ در ماضی کرا را با کیا مبدل ساختہ و کسرۂ کاف
از سبب ثقالت بر جمع شدن فتحہ کاف ماقبل یاء ساکن و جیم مکسور در ہندی باشد
و حذف ہمزہ ہم بعد جیم مکسور جائز باشد بلکہ افصح بود مانند کیجے و لیجے و دیجے۔
و زیادت الفاظ صیغہائے ماضی در امر و ضد آں کہ نہی است نیز گنجائش پذیرد
چوں پھینک دیجے و غیر آں۔ و نہی بزیادہ کردن نون مفتوح ماقبل صیغۂ
امر پیدا گردد مثل نکر۔ و قاعدہ در جمع و تثنیہ و مذکر و مؤنث نہی ہم مانند
امر یکے باشد و بر زبان ملاہائے مکتبی شاہ جہان آباد و بعضی ہنود مت حرف
نہی باشد مانند "مت جا" و بعضی لفظ متی بر نون مفتوح کہ حرف نفی است
بیفزایند مانند "تو متی نجا" و ایں لفظ زبان دلال بچگاں مزید یا ر چہ است
کہ پدر و مادر شاں پنجابی و خود در دہلی متولد شدہ اند و بعضی ساکنان مغلپورہ
نیز بہ ہمیں طریق حرف زنند۔
و صیغۂ اسم فاعل مذکر بہ تبدیل الف آخر مصدر با یاء مجہول و الحاق لفظ والا
بعد از اں حاصل آید۔ و در جمع و تثنیہ الف آخر والا با یاء مجہول مبدل گردد
مانند کرنے والا و کرنے والے۔ و مؤنث بالفظ والی با یاء معروف بجائے
والا و بجمع و تثنیہ آں با والیاں ہم رسد مانند جانے والی و جانے والیاں

وساکنان شہر قدیم ہارا بجاے والا و ہارے بجاے والے در مذکر و ہاری بجاے والی و ہاریاں بجاے والیاں در مؤنث آرند - و ایں گفتگو مقبول فصحا نیست و الا بعضی الفاظ کہ دراں یاء و امالہ از مصدر و الف و یا امالہ از ہارا و ہارے و یاء معروف از ہاری و یاں از ہاریاں دور کنند مروج و مقبول است مثل ہونہار بمعنی شدنی -

و صفت مشبہہ بالفظ جوگا کمتر زبان غیر فصیحاں بالائق بیشتر در روزمرۂ فصحا باشد مانند مرنے جوگا و مرنے جوگے در مذکر و مرنے جوگی و مرنے جوگیاں مؤنث و مرنے کے لائق - و بعضی صیغہاے صفت و مشبہہ و مبالغہ در مذکر و مؤنث یکساں باشد چوں مہنال مثال آں یہ گھوڑا یا یہ کتا مہنال ہے اور یہ گھوڑی مہنال ہے - و بعضی مفرق بود در مذکر و مؤنث چوں مرنے جوگی و مرنے جوگا کہ گذشت - و پیاسا و پیاسی و بھوکا و بھوکی و رنگیلا و رنگیلی و نکیلا و نکیلی و کھلا و کھلی و چھیلا و چھیلی - و در سگھڑ و پھوڑ تانیث معنوی بود و ایں مثالہا از صفت مشبہہ بود - و در مبالغہ ہمیشہ مذکر و مؤنث یکساں است چوں بھگو کا یک و ہنسوڑ و لڑاک و ڈرو و بھگوڑا اسم صفت مشبہہ باشد - اسم تفضیل بالفظ کہیں و سوا و بھی و زیادہ پیدا گردد مثال آں تیرا قد سرو سے کہیں اچھا ہے یا سوا اچھا ہے یا زیادہ اچھا ہے یا سرو سے بھی اچھا ہے -

و اسم مفعول بالفظ ہوا بعد صیغۂ ماضی درست شود مانند مارا ہوا و پھنسا ہوا بمعنی کشتہ شدہ و گرفتار شدہ و انچہ بعضی گمان گیا با کاف مفتوح درین مقام دارند غلط محض است زیرا کہ گیا بعد ماضی علامت ماضی مجہول باشد نہ علامت مفعول - دیگر آنکہ در ہندی معتل و مہموز و مضاعف نیز مروج است اما مثال واوی کہ معتل الف باشد یعنی انچہ حرف اول و اوا فتد در اردو شاذ و غیر مسموع است

الا بزبان پنجابی وغیرآں بگوش رسیده مانند دکھا یعنی دید۔ و اما اجوف واوی
که معتل العین نامیده می شود یعنی حرف وسطی آں واو باشد خواه آں حرف
حرفِ دوم باشد خواه سوم خواه چهارم ازیں سبب که حرف وسطی منحصر در حرفِ
دوم دانستن قاعدهٔ الفاظِ ثلاثی مجرد به زبان عربی است نه در هر زبان، و در
اُردو کثیر الاستعمال مثل توڑا و چیرا پھینکا و دیکھا و نوچا و گاڑا و پھاڑا و کاٹا
و مارا۔ در مثال اجوف واوی مثال اجوف یائی و الفی نیز نوشته شد۔ و اما
معتل اللام که آنرا ناقص واوی یا یائی یا ناقص الفی در هندی استعمال کنند
نیز در اُردو بزبانها جاری است و در روزمره وضیع و شریف۔ اگرچه فا کلمه و عینِ
کلمه و لام کلمه در ثلاثی مصطلح صرفیاں در زبان عرب است لیکن چوں در هندی
تتبع و تقلید شاں مرکوز خاطر است ما حرف اول هر لفظ را فا کلمه و دوم را عین
کلمه نام نهیم تا اینجا موافق با صرفیاں هستیم و حرفِ آخریں را اگر سوم باشد خواه
چهارم خواه پنجم خواه زیاده لام کلمه قرار دهیم و حروف محذوفه در تلفظ داخل حساب
نه کنیم مانند گنندوری که قسمی است از بقول بر وزن صیغهٔ مشتمل به شش حرف
نون غنه که در کاف غائب شده در شمار نیاید۔ بالجمله مهموز الفا چوں اُٹھا و اُبھرا
و اُجڑا و اُکھڑا در زبان هندی بسیار می آید۔ و مهموز العین کمتر و آں هم با واو
مبدل با همزه مانند کنوا بمعنی چاه و بوا خطاب بخواهر۔ و مهموز اللام غیر مسموع
و مضاعف بر دو گونه است یا کلمه چار حرفی باشد در اصل و حرف دوم و سوم او
از یک جنس باشد مانند کهادرین لفظ بخلاف مضاعف عربی هیچ جا دو کاف جدا
جدا گفته نمی شود۔ اصل و نقل هر دو برابر است یا پنج حرفی مثل چیلا یا آنکه نصف
کلمه شبیه نصف دیگر آں باشد مثل ٹلمل و ٹھک ٹھک و کلکل و ڈھب ڈھب۔
و هیچ لفظ هندی کمتر از ثنائی یعنی دو حرفی چوں وه، وه، بیشتر از سداسی،

مثل اٹکانا در تلفظ نہ بود، و آنچہ در کتابت زیادہ ازیں باشد معتبر نیست و الّا
رکھا را با ہائے پنج حرفی حساب باید کرد چراکہ موافق تلفظ بغیر ہا چار حرف دارد
ہر گاہ ہا را با آں شریک کنیم یکحرف زیادہ بر چہار می شود ازیں سبب تلفظ را
معتبر گیریم نہ کتابت را۔ و کلمۂ کہ اول و آخر آں حرف علت یعنی واو و یا و الف
باشد آنرا لفیف نامند و آں بر دو قسم است مقرون و مفروق۔ مقرون آنکہ
میانہ دو حرف علت آں فاصلے واقع نہ شود مانند دو بمعنی آں واو کہ دہ
نیز گویند، یا گیا بمعنی رفت۔ و مفروق آنکہ میان دو حرف علت حرف دیگر
داشتہ باشد مثل وہی بمعنی ہماں۔ و فعلے دیگر بود در اردو کہ آنرا فصیحاں بر
زباں دارند و راقم آنرا فعل تحریضی نام آں گذاشتہ و ضروری نیز می تواں
گفت مثل کیا چاہیے بجائے امر مشتمل بر ضرورت است اگر با حاضر حرف زدنی
دست دہد امر حاضر است و اگر در حق غائبی گفتہ آید امر غائب و اگر اشارہ بنفس
متکلم بود تحریض نفس گویندہ بکائے باشد ہے و ہیں و ہو و ہوں دال بر ثبوت
وجود فعل ماضی بزمانۂ حال بود مانند آیا ہے اور آئے ہیں اور آئی ہے اور آئیں
ہیں اور تو آیا ہے اور تم آئے ہو اور تو آئی ہے اور تم آئی ہو اور میں آیا ہوں
اور ہم آئے ہیں اور میں آئی ہوں اور ہم آئیں ہیں۔ و تھا و نظائرش دال
بود بر فعل ماضی کہ در زمانہ حال وجود آں ثابت نہ شود۔ مثال ماضی

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | آیا تھا | آئے تھے | تو آیا تھا | تم آئے تھے | میں آیا تھا | ہم آئے تھے |
| مونث | آئی تھی | آئیں تھیں | تو آئی تھی | تم آئیں تھیں | میں آئی تھی | ہم آئیں تھیں |

و بعضی باشندگان اردو ہے و تھا مقدم بر فعل آرند و ایں سخت قبیح و دور از

حسن تلفظ است مانند فلانا نہیں ہے آیا، یا نہیں تھا آیا۔ و فعلے دیگر بود از قسم
ماضی کہ دلالت کند بر صدور خود از فاعل چند نوبت بخلاف آیا تھا مانند آتا تھا
یا آتی تھی ہم بقیاس آیا تھا۔ مخفی نماند کہ فلانا تمام عمر میں کل فرنگی کی چھاؤنی
گیا تھا ایں عبارت بریں معنی دال نمیتواں شد کہ در تمام عمر پیش ازیں ہم بجای
مذکور رفتہ بود۔ اور فلانا اکثر فرنگی کی چھاونی جاتا تھا دلالت کند بر رفتن
او مکرر، یا معنی اتفاق تراوش ازاں نماید۔ مثال آں فلانا کل فرنگی کی
چھاونی جاتا تھا، یا ہمارے دروازے کے سامنے سے جاتا تھا یعنی من از
اتفاقات رفتن او را در چھاؤنی دیروز دیدم یا پیش دروازہ من گذشتن او
بحسب اتفاق واقع شد۔ و فعل ماضی بغیر تھا برائے شرط و تمنی آید مثال ہر دو
خدا اگر ہمیں بھی دولت دیتا تو کیا دوستوں سے سلوک کرتے، ایں مثال
شرط و جزا بود۔ مثال تمنی کاش یہ شخص یمین الدولہ کے پاس گیا ہوتا کہ
اماثل و اقران اُسکے جاہ و منزلت کو دیکھ کر آتش رشک سے کباب ہوتے۔
دیگر فعل آنکہ لازم بود یا متعدی۔ لازم آنکہ مفعول را نخواہد مانند زید آیا اور
زید گیا اور عمرو سوا اور خوب ہُوا۔ و متعدی آنکہ مفعول را خواہد مانند زید نے مارا
عمر کو۔ و متعدی یا یک مفعول را خواہد چنانکہ گذشت یا دو مفعول را مانند
پلایا زید نے عمرو کو پانی یا دکھایا زید نے عمرو کو بکر کا بیٹا۔ کو کہ علامت مفعول است
بعد یک مفعول کافی است در ہر دو جا و الا عبارت سقیم می شود ہر چند درست است
مثال آں عمرو نے بکر کے بیٹے کو زید کو دکھایا۔ و تعدیہ فعل در بعضی مصادر بزیادت
الف ماقبل علامت مصدری حاصل شود مانند اُٹھنا و اُٹھانا۔ و در بعضی بزیادت
الف و لام مانند کہنا و کہلانا نہ کہانا کہ زبان اہل مغل پورہ باشد۔ و در بعضی مصادر
بعد حذف حرف دوم کہ یاء مجہول باشد و زیادت لام و الف یا فقط الف مانند

دیکھنا و دکھانا و دکھلانا و بیٹھنا و بٹھانا و بٹھلانا و نہ بٹھانا کہ لغت ہندوان و سکنۂ مغل پورہ است۔ و در بعضی جا بزیادت واؤ و الف مثل کھلنا بمعنی وا شدن و کھلوانا۔ و در بعضی مصادر بزیادتِ لام و واؤ و الف بالام والف بعد حذف حرف صحت وارد مانند دینا و دلوانا و لانا و سینا و سلوانا و سلانا کہ یا موافقِ قاعدۂ گذشتہ محذوف می شود بلکہ در جمیع مصادر کہ الف و واؤ و یاء حرف دوم آں باشد حروف مذکور در حالت تعدیہ محذوف گردد و واؤ و الف کہ علامت آں باشد دراں بیفزایند مثل پالنا و پکوانا و پھینکنا و پھکوانا و بھونکنا و پھنکوانا و ناچنا و نچوانا و گانا و گوانا و ماننا و منوانا و جھانکنا و جھنکوانا و ٹانکنا و ٹنکوانا و علیٰ ہذا القیاس۔ و بعضی مصادر متعدی خلاف قیاس مذکور است چوں اُکھڑنا و اُکھاڑنا و اُکھیڑنا و موافقِ قیاس اُکھڑانا می آید و ہم چنیں گھسٹنا و گھسیٹنا موافق قیاس گھسٹانا باشد و گھسٹوانا تعدیۂ متعدی باشد۔ و صیغۂ ماضی و حال و استقبال مصادر متعدی ساختہ را قیاس بر صیغہاے مصادرے کہ بعد دور کردن علامت مصدری کہ آخر آں الف می ماند باید کرد و ایں ہم بخاطر باید داشت کہ در مصادرے کہ بعد حذف علامت یا باقی ماند یا را حذف نمودہ تعدیۂ آں با الف و لام درست باید کرد۔ و فعلے دیگر بود در فارسی و ہندی کہ تمامیِ آں موقوف بود بر عبارتِ مابعدش مثالِ آں فلانے را طلبیدہ سرگوشی باید کرد۔ ترجمۂ آں بہ ہندی فلانے کو بلا کر سرگوشی کیا چاہیے۔ گر با کاف ورا یا کاف و یاء مجہول کے بجاے آں دال بود دریں فعل و اکثر با یاءِ مجہول بعد امر و با امر فقط ہم ایں مدعا حاصل شود۔ مثال آں "مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑے کہاں جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑ کہاں جاتے ہو" و ستے ہی با یاءِ مجہول بعد تا و یاءِ معروف در آخر بعد امر دلالت کند بر معنیِ بہ مجرد

مثال آں میرے آتے ہی تم اُٹھ گئے۔ یعنی بمجرد آمدنم شما برخاستہ رفتید۔ و بعضی بجائے کیا چاہیے کرنا چاہیے گویند و ایں جماعت کسانے باشند کہ والدین شاں از کشمیر در شاہ جہان آباد آمدہ اند و تولد ایشاں بذات خود در شہر اتفاق افتادہ است۔ و امر غائب فلانے سے کہدو کہ وہاں جاوے یا کھو مین رہے و نہی غائب نجاوے اور نہ رہے۔ جاویں اور رہیں تثنیہ و جمع امر نجاویں اور نہ رہیں نہی آں۔ و صیغۂ دیگر بود کہ بمعنی صیغۂ فعل مستقبل مفرد اما بجمع و تثنیہ از روے تعظیم بود و بمعنی باید ما قبل فعل ماضی و بمعنی متکلم مع الغیر در صیغۂ استقبال نیز آید مثال آپ آئیے گا یا نہیں یا آپ مقرر آئیے گا یا اگر حق تعالیٰ فضل کرے تو یہاں مسجد بنائیے گا کہ پھر آپ بھی دیکھ کر لوٹ جائیں۔ ایں مثال ہا کہ نوشتہ شد از فعل معروف بود۔ اکنوں بیان کنم فعل مجہول را معروف فعلے باشد کہ منسوب بفاعل بود و مجہول فعلے باشد کہ منسوب بمفعول بود مانند زید نے مارا اور زید مارا گیا۔

## صیغہائے ماضی مجہول

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | مارا گیا | مارے گئے | تو مارا گیا | تم مارے گئے | میں مارا گیا | ہم مارے گئے |
| مؤنث | ماری گئی | ماری گئیں | تو ماری گئی | تم ماری گئیں | میں ماری گئی | ہم ماری گئیں |

## صیغہائے مضارع حال ایں فعل

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | مارا جاتا ہے | مارے جاتے ہیں | تو مارا جاتا ہے | تم مارے جاتے ہو | میں مارا جاتا ہوں | ہم مارے جاتے ہیں |
| مؤنث | ماری جاتی ہے | ماری جاتی ہیں | تو ماری جاتی ہے | تم ماری جاتی ہو | میں ماری جاتی ہوں | ہم ماری جاتی ہیں |

## صیغہائے مستقبل

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | مارا جائے گا | مارے جائینگے | تو مارا جائے گا | تم مارے جاؤگے | میں مارا جاؤں گا | ہم مارے جائینگے |
| مؤنث | ماری جائے گی | ماری جائیں گی | تو ماری جائیگی | تم ماری جاؤگی | میں ماری جاؤنگی | ہم ماری جائینگی |

## امر حاضر

| | واحد غائب | جمع غائب | واحد حاضر | جمع حاضر | واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مذکر | | | مارا جا | مارے جاؤ | | |
| مؤنث | | | ماری جا | ماری جاؤ | | |

# شہرِ دوم

## متضمن شرح مخالفت و موافقت حروف و حرکات

موافقت مراد از درست آمدن حرفے و حرکتے بجاے حرفے و حرکتے دیگر باشد و مخالفت از درست نیامدن یکے بجائے دیگرے۔ اما از حرف موافقہ باہم بائ فارسی و کاف است مثل ڈھانکنا و ڈھانپنا۔ دیگر لام و را مانند تلوار و تروار و روپہلا و روپہرا۔ و میم با باکہ ماقبل آں نون غنہ باشد مثل تھانبنا و تھامنا۔ و قاف و کاف مثل نور کا بکّا و نور کا بقا و چاکو و چاقو و کور فرنگی و قور فرنگی و کدم و قدم نام درخت۔ و ہا و الف در جمیع الفاظ عربی و فارسی مانند ستارہ و ستارا و ہالہ و ہالا۔ و کاف و خا چوں چیکارا و چنخارا۔ و را و را ہندی مثل اردو و اڑدو۔ و نون بارا ہندی ماقبل آں نون غنہ مانند کانا و کانڑا۔ و دال و تا مثل تدبیر و تبیر۔ و لام و نون مانند لون و نون۔ و سین و جیم مثل مجھ سے و مُس سے۔ و نون و سین مانند اسنے اور اِنے و اُسنے و اُنے۔ و سین و با مانند بیٹا و سیٹا از زبانِ زناں۔ و نون و تا مثل اِتنا و اِتّا۔ و گاف و واو چوں دوگنا و دُونا۔ و دال و با چوں کدھو و کبھو با ہا و بغیر آں و کبھی و کدھی با ہا و بغیر آں نیز در ینجا واو و یا یکے باشد و را و یا چوں جاکر و جاکے. و نون و دال چوں فن و فند۔ و الف و یائے مجہول مثل دس بار و دس بیر زبان قدیمان اُردو۔ بائ فارسی با ہا یکے شدہ و با مانند دس بیر و دس پھیر۔ و زا و سین مانند ہرگز ہرگس۔ اگرچہ بعضی باشندگان دہلی باین لفظ متکلم شوند لیکن قبیح و غیر فصیح است

و غالب آنکہ فیض صحبت اہل مغل پورہ بدیگران ہم رسیدہ۔ و میم و بای فارسی مثل
طمنچہ و طپنچہ۔ و سین و جیم فارسی با ہا یکے گشتہ مانند پچھتانا و پستانا و پھپتولیہ
و پستولیہ۔ و کاف با ہا متحد گشتہ و پای فارسی مانند اکھاڑنا و اپاڑنا در مقام
چیزہاے رستنی کہ بیخ داشتہ باشد۔ و تای ہندی با ہا یکے شدہ با کاف۔ لیکن ہر دو
لفظ باہم استعمال پذیرد و جدا جدا مسموع نیست مانند کلا ٹھلا۔ و تای ہندی با ہا مثل لالا بالا
و تا و با مانند تانا بانا۔ اگر کسی گوید کہ دریں ہر سہ لفظ مذکور لفظ دوم مہمل لفظ اول است
غلط میگوید زیرا کہ مہمل ہندی بہ تبدیل حرف اول ہر لفظ با معنی با واو باشد مثل
گھوڑا وُوڑا۔ اور لوٹا ووٹا اور آگ واگ اور گیہوں ویہوں اور چبانا وبانا اور
پانی وانی۔ و مہمل فارسی بہ تبدیل حرف مذکور در لفظ با معنی با میم می باشد
مثل اسپ مسپ و فیل میل اشتر مشتر۔ نقل است کہ شبے در ایام زمستان نوجوانے
از اہل ہند وارد منزل آشنائے از مردم ایران شد۔ چوں شام در رسید مغل
گفت کہ حالا شما تشریف ببرید من توشک و لحاف دیگر ندارم۔ مجبور در یک لحاف
خوابیدن ضرور خواہد افتاد والا سردی مردی خواہد شد۔ گفت باشد جاے
اندیشہ نیست در چادر مادر شما خواہم خوابید۔ و در مہمل پنجابی بجاے حرف اول
الف می آید مانند کوٹھا اوٹھا فیل ایل۔ بالجملہ دال ہندی با را مبدل شود
چوں کھانڈ و کھانڑ۔ و تای ہندی با تای ہندی متحد با ہا مثل بھٹی و بھٹھی و با با با
متحد با ہا مثل بل بے جما تیری دھج و بھل بے جما تیری دھج۔ و عین با میم مثل جما بجاے
جمعا۔ چنانچہ بعض اخبار تدا کہ جمعے کے دن عید ہوگی جمے کے دن گویند لیکن جمعے کے دن افصح بود
ہر چند در لغت غلط است ازیں سبب کہ در اردو بلکہ در ہر زبان استعمال معتبر
باشد اصل لفظ را اعتبار نمی کنند و غلط ہم نمیدانند۔ و با متحد با ہا بعد سین با نون
یکے گشتہ و میم با ہا متحد بعد سین مانند سمہال و سنبھال۔ و کاف متحد با ہا و خا

مانند کمرکھ و کمرخ و سیکھ و سیخ ہر چند بقلت و ندرت استعمال یابد و گاف و میم لیکن ہر دو از ہم جدا مستعمل نہ شوند مثل گول مول۔ و جیم فارسی با ہائی شدہ دبا و جھنڈ بنڈ و جھیل بل۔ و گاف متحد با ہا و گاف فقط مثل نانگن دتا نگھن۔ و اما مخالفت حروف باہم چوں مخالفت گاف و جیم بود در بھاگا و بھاجا بمعنی گریخت و بھیگا و بھیجا بمعنی تر شد۔ ظاہر است کہ زبان اُردو بھاگا و بھیگا باشد بھاجا و بھیجا خلاف اُردو اگرچہ در ہندی صحت دارد چراکہ اہل ہند سوائے مسلمانان فصیح شاہ جہان آباد بچنیں الفاظ تکلم نمایند۔ دیگر خلاف یا و واؤ چوں "کہیں" کہ زبان دہلی و "کہوں" کہ زبان اکبرآباد باشد و منیچا و موچنا۔ موچنا زبان پورب ست بمعنے پوشیدن چشم۔ دیگر خلاف لام و سین در لفظ مثل نکلا و نکسا۔ نکسا زبان غیر فصیحان و ہندوان است و نکلا زبان فصیحاں باشد۔

و دیگر خلاف کاف و جیم فارسی چوں بکوانا کہ زبان اُردو است کہ بچوانا کہ مخالف آں باشد و تبدیل کاف و جیم فارسی و بعکس در یک لفظ نیز مخالفت بارو زمرۂ زبان اُردو دارد مانند کیچڑ و چیکڑ کہ زبان اکثرے از اہل ہنود است۔ اما حرکات موافقہ باہم مثل کسرۂ ہلنا و فتحۂ ہلنا کہ ہر دو از زبان فصیحاں مسموع است و گھسنا و گھسنا اول کثیر الاستعمال و ثانی قلیل و نادر۔ و فتحۂ رلنا و ضمۂ رلنا مانند فلانا خاک میں رلگیا اول بہتر باشد از دوم۔ و فتحۂ متی و کسرۂ متی ہر دو فصیح بود۔ و ضمۂ میم محلا و فتحۂ آں مانند سہرندیوں کا محلا یا بجواریوں کا محلا۔ و کسرۂ نلسک بمعنی سراپا و فتحۂ ہر دو حرف بہمیں معنی یعنی نکسک۔ و کسرۂ ہا ہرن و فتحۂ آں چوں ہرن۔ و کسرۂ میم و ضمۂ آں چوں مج و مج یعنی مجھ سے کیوں خفا ہو۔ ایں بیشتر لفظ کسانے باشد کہ نازک اندام و خوش ترکیب

با مصاحب شخص متصف باین صفت باشند و مخالفت کسرہ وضمۂ چھینا و چھیپا
کہ بکسرۂ جیم فارسی متحد باہا بمعنی پوشیدہ شدن مستعمل است وضمۂ آں لفظ
اہل مغل پورہ باشد وہرگز زبان اہل اُردو نیست۔ دیگر کسرۂ کاف در
کھلانا بمعنی خورانیدن وفتحۂ آں کہ زبان ملکیان پورب وضمۂ آں کہ زبان
اہل پنجاب یا بعضی اہل مغل پورہ باشد۔ وکسرۂ یاء یہ بمعنی ایں کہ لفظ
اُردو است وضمۂ آں کہ زبان سادات بارہہ وفتحۂ آں کہ زبان اطراف
دہلی باشد۔ وکسرۂ واؤ وہ بمعنی آں یا آنہا زبان قابلیت دستگاہان
پورب واکثر ملا ہاے مکتبی شاہ جہان آبادی وفتحۂ آں کہ لفظ دلالان
ھزند پارچہ وبعضے مسلمانان خارج از مبحث نیز وضمہ آں کہ زبان
اُردو دانان بود۔ اکثر ہا در یہ مبدل بہ رعایت ماقبل بایاء
و در وہ بہمان رعایت مبدل باواؤ گردد وایں ہم مختار اہل فصاحت شہر
است۔ وحرکت کاف در کو کہ بمعنی را برائے افادۂ مفعولیت است با واؤ
مجہول لفظ اُردو وواؤ حروف لفظ بیرونیان وکہن سالان شہر نیز باشد
وکسرۂ الف در ایسی بمعنی ایں چنیں لغت بیرونیان وفتحۂ آں لفظ اُردو
است۔ وفتحۂ قاف قسم کہ زبان دہلی وکسرۂ آں کہ لفظ افاغنۂ فرخ آباد
ومئو باشد۔ وکسرۂ میم میں بمعنی درمیان زبان اہل اُردو وفتحۂ آں زبان
باشندگان اٹاوہ واطراف آں باشد وفتحۂ میم میں کہ بمعنی من باشد
لفظ فصحاے شہر است وکسرۂ آں کہ زبان باشندگان ملک میانۂ گنگ و
جمن باشد۔ وفتحۂ حرف اول پلنگ کہ بالاے آں خواب کنند زبان فصیحان
شہر وکسرۂ آں لفظ دہاقین باشد۔ وفتح شین شیخ کہ زبان قابلان شہر
است وکسرۂ آں مستعمل عوام آنجا بود۔ وضمۂ غین مغل کہ

کہ مستعمل پوربیاں باشد و فتحۂ آں کہ لفظ صحیح و زبان شاہ جہاں آبادیان
فصیح است و تحتیل کہ از روے لغت ہم غلط نہ باشد۔ و کسرۂ ہاء متھراہی
با فتحۂ ہاء و تاء با ہاء یکی شدہ و نون غنہ ما قبل راء ہندی و یاء معروف بمعنی مادۂ
فیل لفظ میواتیاں و ہتھنی با کسرۂ ہاء و نون مکسور ما قبل یاء معروف لفظ
پوربیاں و فتحۂ ہاء کہ لفظ فصحاے اُردو باشد۔ و فتحۂ سین سسر با تشدید و بے
تشدید کہ لقب زناربند است لفظ شاہ جہاں آبادیاں و ضمہ آں لغت پوربیاں
و بعضی شاہ جہاں آبادیاں با شین مشدد نیز استعمال کنند و ضمہ تاء تم بمعنے
شما کہ لغت دہلی است و فتحہ آں زبان تھانیسر و اندری و گڑھام باشد۔ و فتحہ
تاء تلک کہ براے انتہا باشد و ضمہ اول آں زبان دہلویاں فصیح د؟ و میں
زبان اہل مغل پورہ بود۔

(حاشیۂ صفحہ ۲۵) ؎ در بعضی نسخ اینعبارت بایں نہج است و ضمہ غین مُغل کہ لفظ صحیح الاصل ہمین است
مستعمل پوربیان باشد و فتح آں کہ لفظ غلط و زبان شاہ جہان آبادیاں فصیح است۔

# شہر سوم

## در افتادن بعضی حروف از لفظ وقت سخن گفتن

مخفی نماند کہ افتادن حروف بر دو قسم است یکے آنکہ فصحا لفظ را بعد حذف حرف
یا حروف رواج دادہ اند دیگر آنکہ بعضی صاحبان وقت تعجیل در تکلم حروف
رابے ارادہ بیندازند و از زبان شاں خوشنما باشد۔ صنفِ اول مانند
افتادن واؤ و یاء مجہول بود از لفظ ہووے بمعنی باشد و نہ ہووے تابعِ آن
است مثالِ آں

آپ فلانے شخص کو تعزیہ خانے میں بہت بلاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی
تبرا کرے اور اُس کی خاطر آزردہ ہو۔

نہو بجاے نہ ہووے و ہو در آخر ایں عبارت بجاے ہووے باشد و الّا در لغت
ہو صیغۂ امر بمعنی شود باش و نہ ہو نہی بمعنی مباش و مشو باشد نہ بمعنی شود
و باشد و نباشد و نشود۔ و حذف واؤ مفتوح و راء ساکن از لفظ آکر و جاکر
و سنکر یا کاف مکسور و یاء مجہول از آکے و جاکے و سُنکے بہماں معنی مثال آں

فلانا ہماری باتیں سُن مرزا حسن علی پاس سب کہ دیتا ہے اور وہاں کی
باتیں یہاں آ بیان کرتا ہے۔

سُن بجاے سنکر و سنکے و جا بجاے جاکر و جاکے و آ بجاے آکر و آکے در عبارت
مذکور است۔ و ہاء از دیوانہ پن کہ بہ دیوان پن مستعمل است۔ و الف از
لڑکاپن کہ آنرا لڑکپن بفتحہ راء ہندی و سکون کاف گویند و ہم از شہدا
پن کہ آنرا شہدپن گویند۔ و واؤ از اکثر مصادر و صیغہاے مضارع و

امر و نہی مانند کھاؤنا و جاونا و آونا و پیونا مثال مصدر۔ کھاوتا ہے و پیوتا ہے و جاوتا ہے و آوتا ہے۔ مثال مضارع۔ آؤ و جاؤ۔ مثال امر۔ نہ آؤ و نہ جاؤ۔ مثال نہی۔ حالا ہم کہن سالان شہر از فرقۂ مسلمین و بیشتر ہندوان آوتا ہے بجاے آتا ہے بر زبان دارند۔ و محمد تقی میر سلمہ اللہ در شعر ہم آوردہ اند شاید برائے حفظِ وزن باشد یا در اکبرآباد مضائقہ نداشتہ باشد۔ و الف از آخرِ والا کہ بمعنی صاحب و باشندہ و مملوک است لیکن نہ در ہمہ جا بلکہ در یک دو لفظ مانند دِلی وال کہ باشندۂ دہلی را گویند و بحسب قاعدہ اصلش دلی والا باشد و ہمچنیں کوٹھی وال بجاے کوٹھی والا یعنی صاحب مال و بہندوی خزانہ دار۔ و الف از لاگا مانند فلانا دیوار سے لاگا کھڑا ہے زیرا کہ لگا کھڑا ہے فصیح باشد۔ و لام از تلک یعنی اب تک بجاے اب تلک لیکن ہر دو زبان اردو است۔ و یاء و واؤ از ایدھر و اودھر و کیدھر و پور مانند شہزادپور و شاہ جہاں پور۔ و در کتابت بعضی بمراعات ضمۂ واؤ و بمراعات کسرۂ یا نویسند و بعضی و حق بجانب کسانے است کہ نمی نویسند۔ زیرا کہ اگر بقاعدۂ ترکی بعد حرف مضموم واو و بعد حرف مکسور یاء ضرور باید نوشت باید کہ بعد حرف مفتوح الف ہم نوشتہ شود و چنیں نیست۔ رہا و کہا و چلا رہا و کاہا و چالا در ہندی نمی نویسند بخلاف ترکی کہ آنجا ایدی را بہ الف مکسور بر وزن فعلن از روی عروض با یاء و اوغلان بر وزن فعلن با واؤ می نویسند۔ مثال واؤ بعد ضمہ و الف بعد فتحہ در ہمیں مثال موجود است۔ و سواے ایں حمل ہندی بر ترکی چہ ضرور۔ و سر ایں معنی کہ در ترکی بعد ضمہ واؤ و بعد کسرہ یاء و بعد فتحہ الف باید نوشت این است کہ فصحاء زبان مذکور اعلان حروف مذکورہ در تلفظ نمی کنند و در اصل موجود است اگر اوغلان بر وزن فاعلان ہم موزوں نمایند و ہم چنیں قاجار را کہ بر وزن

پاداش در شعر بند ندروا باشد۔ بخلاف ہندی کہ اُس را کہ بمعنی او وآں باشد بروزن کُل بود بروزن جور موزوں نمی تواں کرد۔ ور ہار را کہ بروزن فعل باشد بفتحتین بروزن فعلن۔ را ہا و ملنا را کہ مصدر ملاقات است بروزن فعلن در عروض بروزن فاعلن نمی تواں گفت۔ و ایں ہم ظاہر است کہ در اِس کہ بمعنی این است یا نمی نویسند۔ ہرگاہ در اُس واؤ نمی نویسند، اِس چہ تقصیر کردہ است کہ بغیر یا نوشتن آں صحیح داشتہ اند۔ و اِدھر را کہ با یا نمی نویسند اشارہ بہمیں معنی است کہ لبعد حرکت حرف ضرور نیست بخلاف ایدھر و کیدھر کہ در تلفظ ہم یا دارد۔ و ازیں گفتگو ثابت می شود کہ واؤ در اُس و جمیع الفاظِ ہندی کہ دراں ضمہ بغیر تلفظ واؤ خواندہ شود واؤ نوشتن صحت ندارد۔ وہمچنیں حال یا۔ پس حرفی کہ در تلفظ ظاہر شود در کتابت ہم درست است و اِلّا غلط۔ برائے ہمیں حرفِ مضموم با واو یکے شدہ و مکسور با یای یکے گشتہ و مفتوح با الف محسوب در حروفِ اُردو نکردم و اِلّا نود و یک حرف ازیں زبان نشاں دادہ می شد۔ و بینہ بروزن دل و کونجڑا بروزن فعلن با یا و واؤ در کتابت شہرہ و رواج پذیرفتہ در اصل ضرور نیست۔ و حساب نود و یک حرف بایں طریق کہ ہشتاد و شش حرفِ سابق نشان دادہ شد و دو حرف از زبان دلالاں یعنی زا با نون یکے شدہ در زنگار بروزن چہار۔ و شین با نون یکی شدہ در شنگرف بروزن مسطر۔ و واؤ در اُس و یا در اِس و الف در راہا براں زیادہ باید کرد مجموع نود و یکحرف می شود۔ وصنف دوم جا نمد تبشدید میم و نور تد بجائے جان محمد و نور محمد است۔ و صاحبرا بجائے صاحب میرا و بھیّ بجائے بھائی و باؤجی بجائے باواجی و جنور بجائے جانور و شجنا باد بجائے شاہجہاں آباد و روشن دولا بجائے روشن الدولہ۔

# شہر چہارم خبر دہندہ است از حالات مصادر

میگوییم ہر لفظی کہ آخر آں نا باشد مصدرے بود کہ صیغہائے ماضی وحال و استقبال
وامر و نہی ازاں پیدا می شود و ہرچہ اشتقاق صیغہا ازاں ممکن نباشد مشتمل بر نا
نخواہد بود گو معنی مصدری ازو پیدا شود۔ بالجملہ اوّل را مصدر و ثانی را حاصلِ مصدر
نامند کیفیت مصدر در ذکر صیغہ ہا قدرے بیان کردہ شد۔ لیکن تحقیق آں بدیں
نمط است کہ مصدر سہ گونہ بود یا آنکہ فعلے کہ ازو مشتق شود خصوصیت با فاعل داشتہ
باشد و آں را لازم نامند۔ یا بر دیگرے واقع شود از دست کسی یا بہ ایماء کسی واقع
شود بر کسے از دستِ کسے و ہر دو صنفِ آخر را متعدی خوانند۔ و قسمی است دیگر
از لازم کہ معنی متعدی ازو بر می آید۔ مثالِ لازم آیا زید یا گیا زید۔ مثالِ
متعدیِ اوّل مارا زید نے عمرو کو۔ مثالِ متعدیِ ثانی مروایا زید نے عمر کو بکر سے۔
مثال متعدی ثالث کہ معنی آں از لازم بیروں آید آیا زید ساتھ عمرو کے یعنی لایا
عمرو زید کو۔ دانا ازہمیں جاء بداند کہ ہر فعلے کہ با یماء کسے از دست کسے بر کسے
واقع شود مصدرِ آں بتقدیم واؤ بر الف خواہد بود۔ و ایں واؤ در ہیچ جا محذوف
نشود۔ بعضے صاحبان کہ حذفِ آں نمایند از فصحا نباشند و اُردو دانیِ آنہا
درست نباشد مانند کرانا بمعنی کروانا و کہانا بجائے کہوانا ہر چند کہلانا بیشتر
استعمال یابد لیکن ایں ہم فصیح و صحیح است و مرانا بجائے مروانا و مرانا موافق
قیاس متعدی مرنا بود و بمعنی میرانیدن نہ متعدی مارنا بمعنی زدن۔ و در بعضی الفاظ
تقدیم و تاخیر حروف کردہ اند مانند دابنا و دبانا و اُلینڈنا و اُنڈیلنا۔ ما قاعدہ
کہ در ساختن متعدی پیش ازیں نشان دادہ ایم در متعدی اول نیست بلکہ در متعدی ثانی

زیرا کہ در متعدی اوّل مخالفت ایں قاعدہ ہم بسیار یافتہ می شود۔ وحاصل مصدر چند قسم است بتکرار لفظین مانند آتے آتے وجاتے جاتے وکہتے کہتے و اُٹھتے اُٹھتے بایائے مجہول بمعنی تا آمدن ورفتن وگفتن وبرخاستن میرے آتے آتے بمعنی تا آمدنِ من۔ داہم چنیں حالِ دیگر الفاظ کہ معنی تا خود بخود دراں پیدا شود وآتے ہم بانظائر خود حاصل بالمصدر باشد ومحتاج بہ تک بود مثالِ آں میرے آتے تک۔ ومری بمعنی مُردن دراہاؤ وچڑھاؤ واُتار بمعنی ماندن وسوار شدن وفرود آمدن۔ وحال اکثر صیغہائے امر چنیں باشد مانند ناچ وپہنچ و سمجھ وکھینچ واکڑ ورہایش بمعنی ماندن ودیوان پن بمعنی دیوانگی کہ حاصل بالمصدر در فارسی باشد وچالا بمعنی رفتن وچل چلاؤ نیز بہ ہماں معنی وکس کساؤ ومثل آں نیز بسیار آمدہ۔ وگلاپا بمعنے مدوّر شدن وگھلاوٹ وسجاوٹ بمعنی مخلوط شدن چیزے در آب ولطف اختلاط محبوب وزیبا شدن وچہ چہاہٹ بمعنی اظہارِ آرزو در دل کردن ولڑگت بمعنی مقابل شدن وسج بمعنی زیبایش کہ حاصل بالمصدر است ودھج کہ مراد از انداز زیبائی بود وڈھب بمعنی طرح انداختن وکرتب بمعنی کردار کرتوت ہم ہماں ونباہ بمعنی بانجام رسانیدن۔ وبعضی حاصل بالمصدر بدو لفظ متضمن یک معنی اند چوں دوڑ دھپاڑ وریل پیل وجھانک تانک و دکھیا داکھی۔ وبرائے مبالغہ یک لفظ را دوبار آرند والف را واسطہ درمیان ہر دو سازند چوں دوڑا دوڑ وبھاگا بھاگ والف در دو لفظ مخالفۃ الحروف نزد بعضے صحیح ونزد بعضے غلط باشد وآں را زبان عوام اُردو خوانند مانند ریلا پیل کہ در شعر راقم مسطور است۔

# شہر اول از جزیرۂ دوم کہ مشتمل بر نحو این زبان باشد در تعریف اسم و بیان احکام آن

بک دوگونہ بود بامعنی و بمعنی۔ بمعنی از بحث بیرون است۔ و بامعنی معتبر بود در بحث آن را بہ بول تعبیر کنیم، زیراکہ بک اعم است ازینکہ بامعنی بود یا بمعنی و بول منحصر در لفظ موضوع مفرد باشد۔ پس بول یا بہ زمانۂ از سہ زمانہ کہ ماضی و حال و استقبال باشد شامل بود و آن را فعل نامند مانند آیا ہے و آتا ہے اور آوے گا۔ یا چنیں نہ بود و آں را اسم گویند مانند شمس و قمر و ایں ہر دو دلالت بذاتِ خود بر معنی نمایند و مستقل باشند۔ و قسمے است از بول کہ مستقل نہ بود و بذات خود دلالت کند بر معنی بواسطۂ غیر و آں را حرف میخوانند چوں پر بمعنی بر و سے بمعنی از۔ مثالِ آں کوٹھے پر ہم سے چڑھا نہیں جاتا۔ و حرف برائے ربطِ کلام در عبارات بسیار آید و ممکن است کہ عبارت خالی از حرف ہم باشد مثل زید آیا و کوٹھا گرا۔ و اما اسم را اقسام بود جامد و مشتق و تام و ناقص و مفرد و مجموع و مؤنث و مذکر و فاعل و مفعول و مبتدا و خبر و موصوف و صفت و بدل و بکرر و مستثنیٰ و تمیز و مضاف و مضاف الیہ و حال و ذوالحال۔ و فعل ہم دو نوع بود تام و ناقص۔ و حرف ہم اسماء متعددہ را در دو ہر یکے بجائے خود آید۔ و مجموع دو بول را بات نامند در عربی کلام لیکن بشرطیکہ سکوت براں صحیح باشد سامع را، و ایں حاصل نشود مگر در فعل و فاعل و مبتدا و خبر۔ اما اسم جامد عبارت از اسمی بود کہ از مصدرے بر نیامدہ باشد نہ از وے ہیچ شے بر آید مانند زید و عمر و گھوڑا و ہاتھی۔ و مشتق آنکہ از مصدر مشتق گشتہ باشد۔ چوں بہلو و بھگوڑا و ردو و ہنسوڑ و گاہک و بچویا۔ و اسم فاعل و مفعول داخل ایں نوع باشد

واسم تام وناقص منحصر بود در علم کہ بیانش بعد ازیں آید مثل گلِ محمدؐ و گلّو۔ و مفرد
چوں گھوڑا و اونٹ و گاجر و مولی۔ و مجموع بر چند قسم باشد انچہ آخر آں الف بود
مذکر باشد مانند پیڑا و کولا و رنگترا و خربوزا و چھہارا و کیلا و اندرسا و کھیرا و بیجا
و حقا و گھوڑا و چیتا و مولا و پپیہا و غیر آں نہ مَینا و بیچا کہ ہر دو مونث بود۔ جمع
آں بہ تبدیل الف بایاء مجہول باشد و تثنیہ در حکم جمع است مثل پیڑے کھائے
اور کولے خریدے اور رنگترے بیچے اور خربوزے میٹھے نکلے اور چھہارے اچھے
نہیں ہیں اور کیلے بنگالے میں اچھے ہوتے ہیں اور گرم گرم اندرسے کھایا چاہیے
اور دلی کے کھیرے یاد آتے ہیں اور چار بیجے اور پانچ حقے بھائی صاحب نے
منگوائے ہیں اور گھوڑے بھکر سے آئے ہیں اور جناب عالی نے سو چیتے رمنے
میں اور چھڑوائے ہیں اور مولے بول رہے ہیں اور پپیہے برسات میں غضب
کرتے ہیں۔ و ہر چہ آخر آں یاء معروف بود جمع آں بالف و نون آید بشرطیکہ نام
مذکرے از حیوان مثل ہاتھی و علم مانند دلی و یاء آں زائدہ نباشد مانند جوگی
و بیراگی و سناسی و پنجابی و پوربی۔ مثال آں۔ چوں مولیاں کہ جمع مولی باشد
ہمچنیں پوریاں و کچوریاں و کلیاں و جلیبیاں و چارپائیاں و انبرتیاں و چوکیاں
و دریاں و شطرنجیاں و گولیاں و بولیاں و جھولیاں و کوڑیاں و گالیاں۔ ما
ایں قاعدہ در زبان اردو بیان میکنیم بازبانِ دیگر سروکار نداریم اگر در جمع کھٹیا
کہ بمعنی چارپائی باشد قاعدہ پیڑا کہ در خطوط پیرہ نویسند یافتہ نشود در اصول ما
خالی واقع نہ می شود زیرا کہ زبان اردو نیست و سوائے ایں ہر چہ مذکر نیست
مانند انگیا کہ بہ زبانِ اردو سینہ بندِ زناں باشد جمع آں نیز از جہت تانیث بایں
طریق درست نہ بود بلکہ مفرد و مجموع آں نزد فصحاء یکی باشد برائے ہمیں در شروع
بیان ایں جمع لفظ را مقید بہ تذکیر کردہ ایم۔ و ہر چہ آخر آں ورائے یاء معروف

از حروف اُردو اند جمع آں بشرط تانیث بایاءِ مجہول و نونِ غنہ آید مانند نائکائیں اور مائیں اور بائیں چپتیں اور گھاتیں اور مخیں اور چینیں اور یادیں اور گاجریں اور پشوازیں اور ہوسیں اور بندشیں اور وارثیں اور رقاصیں اور مرتاضیں اور محتاطیں اور طماعیں اور کمظرفیں اور بدطریقیں اور نازکیں اور بدرگیں اور محرمیں اور ازاریں اور کھڑادیں اور بے راہیں - و ہرچہ آخر آں الف و یاءِ معروف نباشد. و مونث نیز نبود - جمع آں ہماں مفرد است مانند پانچ لڈو اور دس کدو اور دو پاؤ اور چار سالن اور آٹھ تربوز اور پندرہ شلغم اور سات بیگن اور بیس کچالو اور بارہ رتالو - توضیح بعضے الفاظ کہ در جمع مونث بایاء و نونِ غنہ نوشتہ شد این است آپ کی یادیں بہت رہیں - بی گنانے سات پشوازیں اور نئی سلوائی ہیں - جتنی نائکائیں ہیں اپنی نوچیوں کی سب ارثیں ہیں و وارث ہیں نیز درست باشد - مثالِ دیگر اُن کی وارثیں مرگئیں - اپنے دل میں بہت سی ہوسیں ہیں - یہ بندشیں جو آپ نے باندھی ہیں سو ہم سب سمجھتے ہیں - اور رقاصیں جب آویں گی تو سب کے دل ملچاویں گے - مرتاضیں سب آرزو عتبات کی رکھتی ہیں - محتاطیں کب ہندو کی دوکان کی چیز اپنے بچوں کو کھانے دیتی ہیں - کمظرفیں دم بدم اپنی دوپٹے کی تمامی ہی دکھایا کرتی ہیں - بدطریقیں بھلے آدمی کے گھر میں آنے کے لائق نہیں ہوتیں - نازکیں موتیوں کو کب خیال میں لاتی ہیں - بدرگیں ماباپ کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں - و ایں جمعہا کہ نوشتہ آمد با جمعے کہ صیغۂ اش صیغۂ مفرد است مانند لڈو وغیر آں با واؤ مجہول و نونِ غنہ نیز آید - در چند موضع یکی در حالت متعدی دیگر در وقت آوردن کو بعد آں کہ با کاف و واؤ مجہول علامت مفعول است - دیگر در وقتِ اضافت دیگر در حالتِ تعلق با حرف - مثال مولویوں نے آج ہمیں بہت بمزہ کیا ،

یا مولیوں کو تراشو یا مولیوں کے پتے ہمیں دیجئے یا مولیوں سے معدہ خراب ہوتا ہے و ہمچنیں حال گاجر و لڈو و مثل آں۔ و ہاتھی و جوگی و مثل آں نیز چنیں باشد۔ جوگیوں نے آج شہر گھیر لیا ہے اور مست ہاتھیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے اور جوگیوں کو مار کر نکال دو اور مست ہاتھیوں کو چرائی پر لے جاؤ اور جوگیوں کا یہاں کیا کام ہے اور مست ہاتھیوں کا رہنا شہر میں اچھا نہیں اور جوگیوں سے خدا پناہ میں رکھے اور مست ہاتھیوں سے بھاگا چاہیے۔ و مفعول بغیر کو ہم درست باشد مانند مولیاں تراشو اور گاجریں لاؤ اور لڈو کھاؤ۔ لیکن ہاتھی و جوگی و نظائر آں باین طریق پسندیدہ و روزمرۂ اردو نباشد و ہرچہ جمع و تثنیۂ آں خلاف مفرد در اردو باشد مفرد آوردن آں سوائے آنکہ تمیز کنندہ آں یکی باشد درست نیفتد مثال ایک گھوڑا ایک مولی ایک گاجر و ۲ دو گھوڑا و ۳ تین گھوڑا و ۲ دو مولی و ۳ تین گاجر صحت ندارد و سوائے اہل بنگالہ و پورب در شاہجہان آباد کسی باین طریق حرف نمی زند۔ ۲ دو گھوڑے اور ۳ تین گھوڑے اور ۲ دو مولیاں اور ۳ تین مولیاں اور ۲ دو گاجریں اور ۳ تین گاجریں صحیح باشد۔ عزیزے در مثنوی خطاب بمرزا رفیع کردہ گوید۔ شعر

تم اپنے پیل معنے کو نکالو مرے ہاتھی سے دو ٹکر لڑا لو

۲ دو ٹکر صحت ندارد دو ٹکریں بیاید اگر یک ٹکر بگفت خوب بود لیکن خود ش ۲ دو ٹکر میخواہد در لفظ ایک یا داخل تلفظ نیست۔ و ہرچہ مفرد و تثنیہ و جمع آں یکی باشد چوں ہاتھی و جوگی و لڈو و ممیز جمیع اعداد دراں مثل یکی باشد مانند ایک ہاتھی اور ۲ دو ہاتھی اور ۳ تین ہاتھی اور ایک جوگی اور ۲ دو جوگی اور ۳ تین جوگی اور ایک لڈو اور ۲ دو لڈو اور تین لڈو۔

و مذکر و مؤنث ہم مشتمل بر اقسام بود حقیقی و سماعی و تقدیری۔ مؤنث حقیقی آنکہ مقابل خود مذکرے از حیوان داشتہ باشد و آنرا در انسان علامات والقاب بود

مانند بگیم و خانم و بی بی و بی جی و بہو و ہمشیرہ و اما و باجی و پھوپھی و خالا و مُمانی و انّا و دوا و چھوچھو و نظائر اینہا۔ و لبعضی الفاظ بہ تبدیل حرفے و حرکتے دال بود بر مذکر و مؤنث مانند پیارا و پیاری اول مذکر و دوم مؤنث۔ و ہمچنیں پنجابی و میواتی و بنگالی و مارواڑی و مونث آں پنجابن و میواتن و بنگالن و مارواڑن باشد۔ و ایں کلیہ نیست بلکہ اکثر این است کہ نون درعوض یاء معروف کہ در مذکر است دلالت بر مؤنث نماید زیراکہ از پوربی پوربن درست نیاید بلکہ آں یاء معروف زیادہ کنند مانند پوربنی پورِ در پنجا بروزن خور لبکون را است باقی باء مضموم و نون مکسور و یاء معروف باشد۔ و ہمچنیں خراسانی و صفاہانی و شیرازی و غیرآں الفاظ فارسی و عربی بہ تبدیل یاء و نون دال بر مؤنث نمی تواند شد بخلاف تبدیل الف مذکر بایاء معروف کہ دال بر تانیث بود مثل پیارا و پیاری کہ گزشت و کھٹا و کھٹی و میٹھا و میٹھی و کڑوا و کڑوی و مٹکا و مٹکی و قس علے ہذا۔ و نون شیرازن و مثل آں زبان فصحاء نیست اگرچہ صحت دارد بقیاس پنجابی و پنجابن و بنگالی و بنگالن بلکہ بر مذکر و مؤنث ہر دو اطلاق شیرازی روا بود مثال آں یہ مغل شیرازی ہے اور یہ مُغلانی شیرازی ہے۔ بخلاف یاء نسبت ہندی کہ در مؤنث بیشتر با نون بدل شود مثال بنگالی و بنگالن۔ و لبعضی جا یاء تانیث مقابل الف تذکیر باشد چوں پٹھان و پٹھانی و برہمن و برہمنی۔ و گاہے ما قبل آں الف و نون بیفزایند چوں مغل و مغلانی و سید و سیدانی۔ و گاہے یاء معروف از مذکر دُور کنند و الف و نون و یاء معروف برائے تانیث آرند چوں کھتری و کھترانی۔ و تاء مشدد را مخفف سازند چوں یاء سیدانی بعد سین۔ و نون در ٹھینی خلاف قیاس است و در ڈومنی مضائقہ ندارد و مناسب است زیراکہ مذکر آں ڈوم است ڈومانیست کہ مؤنث ان ڈومی باشد و مُمانی مونث ماموں بر خلافِ قیاس بود نظر بہ چچی و

پھپھی زیرا که اصل ماموں ماما بود اہل ہند الف را با واؤ مقابل عمو بدل کردند
و نون غنه از کثرتِ استعمال شہرت یافته - و مراد از ہندیاں کسانے است که والدین
شاں مغل باشند و ایں تبدیل قدیم است در شعر امیر خسرو ہم لفظ ماموں و ممانی
یافته شده - و حرکتِ ماقبل واؤ مجہول در عوض حرکت ماقبل واو معروف که در مذکر است
دلالت نماید بر تانیثِ لفظ مانند کلو با واؤ معروف مذکر و کلو با واؤ مجہول مونث بود
و نامہائیکه جزوِ ثانی آں نسا بود زیب النسا و عزت النسا و غیر آں ہمه مخصوص بزناں
باشد - و بعضی اسما مشترک بود مانند قطبن و مرادن و جمعیت که اصل آں در مذکر
قطب الدین و مراد علی و جمعیت خاں و در مونث قطبی بیگم و بی مراد بخش و بی جمعیت
باشد - و امیر بخش و پیر بخش و نور بخش و کریم بخش و حسن بخش و حسین بخش و مرتضی بخش و
غیر آں ہمه مشترک در مذکر و مونث است - و ترخیم آں اگر با واؤ مجہول بود دلالت
کند بر تانیث چوں امیرو و بغیر واو برائے مذکر آید مثل امیر و غیر آں - و در مذکر
و مونث پیر بخش الف مقابل واؤ مجہول باشد مانند پیرو و پیرا و در نور بخش
قاعدهٔ پیر بخش جاری ست لیکن در امیر بخش و نور بخش واؤ مونث با نون ہم مبدل
شود چوں امیرن و نورن - و پیرن صحت ندارد و مسموع ہم نیست - و از کریم بخش
کریمو و کریمن بیشتر شنیده می شود - و از امام بخش امامو با واؤ مجہول بیشتر و امامن
کم - و از حسن بخش در مذکر حسنو با واؤ معروف مشہور و حسنو با واؤ مجہول در مونث
نا شنیده - و از حسین بخش حسینی با یاء معروف مشترک در مذکر و مونث - و از مرتضی بخش
ترخیم بخاطر نیست - و ایں اسما مخصوص بزنان کسبی باشد نه نام زنانِ شرفا - و کنیز
و کنیزانِ شاں که صنوبر و یاسمن و گل اندام و رائے بیل و موگرا و چنبیلی و سیوتی
و موتیا و نرگس و سوسن و ہمیشه بہار و صبح دولت باشد - لقب سوائے نام معتبر نیست
مثل کلو و چھبیا و بنو و ننھی و غیر آں زیرا که زنانِ شرفا و کسبی ہر دو دختران خود را

باین لقب خوانند و در فرقۂ نجبا قاعدہ نیست کہ دختران خود را موسوم بظہور النسا
و نور النسا سازند و آنہا را ظہورن و نورن شہرت دہند۔

# ذکر مونثات سماعی

واضح باد کہ مصنف مؤنثات سماعی را بے ترتیب و پراگندہ مثل بیان خودش در کتاب
نوشتہ بود چوں این بحث در اُردو نہایت محتاج الیہ است لہذا آنرا بترتیب حروفِ
تہجی مرتب نمودہ طبع نمودہ شد تا استخراجِ الفاظ آساں باشد و معانی بعضی الفاظ ہم نوشتہ شد

قال المصنف و مؤنثِ سماعی بایاء معروف در آخر باشد و این کلّیہ است کہ ہرچہ آخر آں
یا معروف یافتہ شود مؤنثِ ابدی است۔ سوائے نسبتی یا بمعنی فاعل مثل پنجابی
و پوربی و ساتھی و روگی و بھوگی و جوگی و مالی کہ بمعنی رفاقت کنندہ و صاحبِ مرض
و خورندہ و صاحبِ یاضت در مذہبِ ہنود و باغ پیرا باشد۔ یا جزوِ علم حیوان مذکر مانند
ہاتھی، بمعنی فیل بایا در آخر کلمہ کہ لقب آدمی مثل چودھری یا صفت چیزے مثل
بھاری باشد چوں صفت تابع موصوفِ خود باشد با مذکر مذکر و با مؤنث مؤنث استعمال
بیاید مانند خاتی و بھاری بمعنی گراں چنانچہ یہ پتھر بہت بھاری تھا اور یہ گٹھری
بہت بھاری تھی گویند۔ مثال الفاظ مؤنث کہ آخر آنہا یاء معروف باشد چوں
مولی و بتی و مسی و تُرئی و کندوری و بوٹی و چوکی و اساوری و ساڑھی و ٹوپی
و انگلی و چھلنی و چنگاری و جالی و بالی و نالی و علی ہذا القیاس۔ و دہی در پنجاب
و پورب مؤنث و در اُردو مشترک در مؤنث و مذکر و تانیث موتی بمعنی گوہر قیاسی
و تذکیر آں بحسب شہرت شاذ است و پانی مثل آں و گھی بمعنی روغن در اصل گھیو
بودہ است دیگر مونثات سماعی سوائے ایں بسیار باشد مثل

حرف الف

آب و تاب - آبرو - آتش - آتشک - آخور - آرزو - آس - آستین - آفت - آگ -
آمد - آمد آمد - آمد ورفت - آنچ - آنکھ - آواز - آیت بخلاف آیہ - ابتدا - اجل -
اجوائن - اچکن - اُچھل کود - ادا - ازدحام - ازار - اساس - اسبک چیزے
کہ بر پشتِ زین از چرم جہت داشتن پارچہ وغیرہ سازند ایں لفظ مشترک است
در مذکر و مونث - اطلاع - اطلس از روے تحقیق - افیون کہ آنرا افیم گویند وافہم
نیز - الخالق - اکڑ - اکسیر - انبوہ - انتہا - انشا - انگشتری - انگلیٹ بمعنے
حجامت - انگوٹھی - انگیا - اوجھل - اوس -

## حرف با

بات - باد فرنگ - بادیان - بال گندم وجو - کودوں کہ قسمے است از غلہ - باگ
بانگ - بانک - بانھ - باؤ بمعنی ہوا - باہ - بجر بمعنی کشتیہا لیکن ایں لفظ اُردوے
قدیم نباشد اہل دہلی در پورب استعمال کنند - بخشش - بد، کہ مرضے است مشہور -
بدھیا، کہ گاوِ آختہ باشد - برف - برق - بڑھیا - بساط - بسم اللہ - بغل - بگل -
بلا - بنات کہ در اُردو بانات را گویند - بندش - بندوق - بنیاد - بو - بوباس -
بود و باش - بوجھ - بوند - بہار - بھاگڑ - بھڑک - بھنک، کہ آوازِ خفیف را
گویند - بھنگ - بھوکھ - بھول چوک - بھوں - بھیڑ، بمعنی انبوہ - بھیرا بمعنے
ہمراہیانِ فوج - بیت بمعنی فردِ شعر - بیٹھک، کہ قسمے است از ورزش و نیز
بمعنی انچہ زناں بتبعیتِ اوہام زنے را کہ بر سر آں شیخ سدو یا دیگرے از برادرانش
می آیند نشانیدہ مجلسے کنند و سرودِ معین رو بروے او بسرایند و او سرِ خود را
جنبش دہد کہ آنرا کھیلنا گویند و ایں مجلس را بیٹھک نامند -

## حرف بای فارسی

پاپوش - پازیب - پاکھر بمعنی زرہ اسپ - پاکی طینت - پال، قسمی است از خیمۂ خورد

مشترک در مذکر و مؤنث - وبخت - وبخت و پز - پیشواز - پکار - پکڑ - پکھاوج - پلٹن، این لفظ اُردوے قدیم نیست - اہل دہلی در پورب استعمال کنند - پلک - پَوَن بفتحتین بمعنی ہوا - پونچھ - پھبن - پھکڑ - پھوٹ، بمعنی نفاق و عداوت و قسم خربوزہ نیز - پیاز - پیاس - پیپ بثالث نیز بلا ہ فارسی بمعنی ریم - پیٹھ بایاء معروف بمعنی پشت پیٹھ بایاء مجہول بمعنی بازار قریہ - پیچا قسمے از بوم و از زبانِ زنان مصطلح بمعنے بلا - بیزار - پیشانی - پیش قبض ہم اکثر - پیک پان - پینس - پینک - پیچش -

## حرف تا

تاب بمعنی طاقت و ہم بمعنی آبداری - تاک بمعنی دیدن - تاکید - تانت - تپ - تپ دق - تپش - تحریر - تدبیر - ترازو - تراش - تربت - ترہ تیزک - تسخیر - تصویر - تعدیر - تقریر - تقصیر - تکرار - تُکَّل - تگ و دَو - تلوار - تمنا - تمیز - تنبیہ - تواضع - توپ - توجہ - تھاپ کہ بمعنی قرع بر طبل است - تھاہ بمعنی پایانِ آب - تہنیت

## حرف تاء ہندی

ٹَکَر - ٹُوم - ٹِھلیا - ٹھوکر - ٹمیں - ٹیپ مہاجناں - ٹیپ آواز -

## حرف جیم

جامن - جاگیر - جان در اُردو مؤنث و ریختہ گویاں مذکر بستہ اند - جائداد - جبیں - جدول - جڑ بمعنے بیخ - جست و خیز - جستجو - جگت - جگمگاہٹ - جِلا - جلد - جمنا - جمیرات - جلنس - جوت بمعنی شعاع - جوار - جوارش - جھاڑو - جھالر - جھانجھ - جھپک جھل، بمعنی رشک زناں باہم - جھلک - جھول - جیب -

## حرف جیم فارسی

چادر - چارہ سازی - چال - چاہ - چالے - چپت، بمعنی دھول - چپکن - چتون چٹ بمعنی زخم آتشک و داغ - چِڑ، بالکسر بمعنی موجب نفرت - چڑیل - چق - چُل

بمعنی خواہش زن - چلم - چلمن - چمکاہٹ - چنگ، قسمی از پتنگ اگرچہ نزد بعضی مذکر نیز بود - لیکن فصیحاں مؤنث گویند - چوپڑ - چوٹ - چوپخ - چوک بمعنی قصور - چوکھٹ چھاچھ - چھانوُ - چھب - چھت - چھکر - چھل بمعنی مزاح - چھوت بمعنی نجاست چھوٹ - چھینٹ - بمعنی قطرہ و قسم پارچہ نیز - چیز - چیتاں -

## حرف حا

حکمت - حمائل - حنا - حیا - حیات -

## حرف خا

خاتم - خارش - خاک - خاکستر - خبر - خدا ترسی - خراش - خرد - خزاں - خطا - خلخال - خلق - خندق - خواہش - خیر، کہ عربی است -

## حرف دال

داڑھ - دانست - درز - دریافت - دستار - دستک - دعا - دکان - دَم بالفتح بمعنی فریب - دُم - دنیا - دوا - دواء المسک - دوات - دوبھر - دوخت - دون - باعلانِ نون در صدائے سرود - دھپ - دھج - دھرم بمعنی تضعیف دھکا پیل - دہلیز - دھوپ - دَھول بالفتحہ - دُھول بالضم بمعنی خاک - دھوم دید - دیر - دیوار -

## حرف دالِ ہندی

ڈاب بمعنی کمربند بر کمربند - ڈاٹ بمعنی بند شیشہ - ڈاک بمعنی چپار - ڈبیا - ڈاڑھ، بمعنی گریہ با آواز بلند - ڈگ بمعنی قدم - ڈھاک بمعنی رعب و ہم بمعنی شور و غل - ڈھال - ڈھیل - ڈینگ بمعنی لاف و ایں لفظ جدید در زبانِ عوام اُردو باشد -

## حرفِ را

راب، تشکر خام - رات - راس بمعنی عنانِ اسپ - راکھ - رال، بمعنی نفط د

آبِ دہن ہردُو۔ راہ۔ رائی۔ ریچ بمعنی خواہش۔ رسوت، دوائیست۔ رشوت۔ رغبت۔ رفتار۔ رقم۔ رکاب۔ رنگت۔ رونق۔ ریاست۔ ریل پیل۔

## حرف زا

زبان۔ زرریزی۔ زرہ۔ زکوٰۃ۔ زلف۔ زمین۔ زنجبیل۔ زنجیر۔ زندگی۔ زیربریاں قسمی از پولاد۔

## حرف سین

ساگون۔ ساکھ بمعنی اعتبار۔ سالگرہ۔ سانہن۔ سب۔ سبیل بمعنی طریقہ و ھسم خورانیدن آب در محرّم فی سبیل اللہ۔ سپر۔ سج۔ سجاوٹ۔ سُدھ بالضم بمعنے ہوش۔ سرسوں۔ سرنگ۔ سطر۔ سفیل کہ در اصل فصیل است۔ سکت بمعنی طاقت سکوڑ۔ سلونو۔ سمت۔ سنک۔ سنجاف۔ سنگت۔ سوجن۔ سوجھ۔ سورت قرآن بخلاف سورہ۔ سوزش۔ سوسن۔ سوگند۔ سوں بمعنی قسم با واوِ معروف و نونِ غنہ سونٹھ۔ سونڈ بمعنی خرطوم۔ سونف۔ سیدھ بمعنی راستیِ خط۔ سیف۔ سیم بخلاف تخم سیم

## حرف شین

شاخ بمعنی ڈالی۔ شام۔ شاہ نوازخانی، قسمی از لباس۔ شب۔ شبنم۔ قسم ململ و بمعنی لغوی شبیہ بمعنی تصویر۔ شراب۔ شرح۔ شرط۔ سرم۔ شطرنج۔ شعاع۔ شفا۔ شکر۔ شلک۔ شمشیر۔ شمع۔ شناخت۔ شہرت۔ شیر برنج۔ شیرمال۔

## حرف صاد

صبا۔ صبح۔ صف۔ صفا۔ صلح۔

## حرف ضاد

ضریح۔

## حرف طا

طرف - طرز - طرزِ بیان بمعنی مصطلح -

## حرف ظاء

ظہورِ برکات بمعنی مصطلح در حروف تہجی -

## حرف عین

عادت - عطا - عقل - عید -

## حرف غین

غذا - غزل - غلام گردش - غلیل - غود -

## حرف فا

فتوت - فرد، بمعنی شعرِ واحد - فِسکر - فوج - فہمید

## حرف قاف

قبا - قبر - قبلہ نما - قتل عام، مشہور ہمین است لیکن شعراے ریختہ آنرا مذکر نیز بستہ اند - قدرت - قدغن - قطع پارچہ - قِسم بالکسر - قسم بفتحتین - قلم تراش - قنات - قندیل - قوت - قوم - قیمت -

## حرف کاف

کان بمعنی معدن - کاوش - کپٹ بمعنی نفاق کہ لفظ قلیل الاستعمال در اُردو است کتاب - کچنال - کربلا کہ تعزیہ ہا دراں دفن کنند - وکڑ کہ کبوتراں خورند - کساوٹ - کسوت - کشاکش - کشمش - کفش - کمر - کمرکھ - کمک - کوچ با واو معروف بمعنی مپیاد کور کہ گرد عماری فیل و دیگر چیز ہا دوزند - کوک با واو معروف - کوکھ، با واو مجہول کونبھل - کھپریل - کھجلی - کھر در آواز با کاف مکسور با ہای یکی شدہ و را - کھڑاؤں - کھلاوٹ - کھیر - کیل بمعنی میخ کوچک آہنی - کیچڑ - کیمیا -

## حرف کاف فارسی

گاجر۔ گات بمعنی سینۂ زنان۔ گانٹھ۔ گت۔ گجگاہِ فیل۔ گڈّھیا بمعنی حقیر آب۔ گرد۔ گردن۔ گرہ۔ گڑگڑی۔ گزک۔ گفتگو۔ گفتار۔ گندمک۔ گوٹ۔ گود۔ گودی۔ گور۔ گوگرد۔ گولک باگاف و واو مجہول و لام مفتوح و کاف۔ گھاس۔ گھٹا بمعنی ابر۔ گیند بمعنی گوے۔

## حرف لام

لاکھ۔ لاگ۔ لیگ۔ لت بمعنی عادت۔ لٹ بمعنی قدرے ازموے سر غیر بافتہ۔ لُٹیا۔ لڑ۔ لعن۔ لوٹ۔ لوٹ مار۔ لوح۔ لہر۔ لید۔ لیزم۔

## حرف میم

مال، چرخہ۔ مانگ۔ مبارک باد۔ مثل۔ مجلس۔ مچھیاہٹ۔ محرم کہ پارچۂ از انگیا باشد۔ محبت۔ محنت۔ مخمل۔ مدح۔ مد۔ مدد۔ مرقد (مشترک) مرگ۔ مری بمعنی وبا۔ مزار مشترک در مذکر و مؤنث۔ مسجد۔ مسرّت۔ مسطر۔ مشق۔ مشک بالضم۔ مشک بالفتح بمعنی مشکیزہ۔ مصری۔ مصیبت۔ معاش۔ معجون۔ مقراض۔ مکو۔ ملاک۔ ململ۔ منڈیر۔ منزل۔ منقی۔ مہندی بالکسر۔ موج۔ موچ۔ موچھ۔ مورچھاں (درمعنیاں) ہوت مہار۔ مہر بالکسر بمعنی محبت۔ مُہر بالضم بمعنی خاتم۔ مُہنال۔ میخ۔ میل بالفتح بمعنے چرک۔ مینا۔ مینڈ۔

## حرف نون

ناف۔ ناک۔ ناؤ۔ نبات۔ نبض۔ نتھ۔ نذر۔ نمرخ۔ نرد۔ نرگس۔ نشست۔ نشست و برخاست۔ نصیحت۔ نظر۔ نقب۔ نکسک۔ نگاہ۔ نمش۔ نوبت۔ نوش دارو۔ نوک۔ نہایت۔ نہر۔ نیاز۔ نیت۔ نیم۔ نیند۔

## حرف واؤ

وبا۔ ورزش۔ وضع۔ وعظ مشترک در مؤنث و مذکر۔ وفا۔ وفات۔

## حرف ہا

ہانک - ہجوم - ہڑ - ہلجاں - ہلچل - ہمت - ہوا - ہوس - ہیکل -

## حرف یا

یاد - یاس - یال - یخ -

وورائے ایں مونثات سماعی قاعدۂ کلیہ است کہ ہرچہ آخر آں یا باشد باستثنائے آنچہ مذکور شد چنانکہ گذشت مونثِ ابدی است - وہم چنیں ہر لفظ کہ آخر آں تاء ہندی یا تا یا کاف باشد یا شین ماقبل مکسور یا مفتوح بود بشرطیکہ ایں جملہ الفاظ بمعنی حاصل بالمصدر باشند مؤنث استعمال یابند - وہچنیں جمیع القاب جانورانِ مادہ سوائے باز و باشہ و تِنکرہ وغیرآں دیگر جانوران شکاری کہ با وصف بودن مادہ مذکر استعمال شوند - وہم بخلاف بدھیا کہ گاو نر است و مونث استعمال یابد - وہچنیں جمیع مصادر عربیہ کہ آخر آں تا باشد و ہمہ مصادر کہ از باب تفعیل اند در ہندی ہمیشہ مؤنث مستعمل شوند - تمام شد بحث مؤنث سماعی -

آمدم بر بیان مؤنث تقدیری - مؤنث تقدیری آں بود کہ تانیث آن سماعی نباشد بلکہ دراں تقدیر تانیث کنند مثل دار و ارض در عربی کہ تصغیر شاں دویرہ و اریضہ می آید اصل شاں دارہ و ارضہ تقدیر کردہ اند - ہم چنیں در ہند خاص یعنے در شاہ جہان آباد تانیث بعضی الفاظ موقوف بر تقدیر الفاظ مترادفہ و مناسبۃ الحروف باں الفاظ است مانند آنکھ بتقدیر انیکہ اصلش انکھڑی مادہ است باکھال کہ اصل آں کھلڑی باشد، وورائے سماعت تصغیر ہم در ہندی دلالت بر تانیث نماید - وعلامت تانیث و تصغیر راء ہندی و یاء معروف بعد لفظ مذکر مثل پلنگ و پلنگڑی و لعل و لعلڑی و بقلبت الف ہم بہ تغیر حرکات و حروف چنیں بود مثل جہبیا و گڑیا و ٹھلیا - چوں صیغۂ تصغیر در ہندی مذکر را مؤنث می گرداند و برائے آن مذکر راء ہندی یافتہ نمی شود

الا در ڈوم و ڈومرا بخلاف عربی کہ آنجا برائے مذکر و مؤنث ہر دو می آید ذکر آن
در صرفِ اُردو مناسب ندانستم۔ و الفاظ مشترک مانند بیکان و جان و بال و
وعظ و دہی و اسپک و قرآن و سخن و قلم و اوج و بجر بمعنی کشتیہا و گیہوں نیز بسیار
است۔ و تحقیقش بریں نمط کہ بیکاں را مؤنث بقیاس بہال گفتن زبان عوام اُردو
است و فصحا پیوستہ مذکر خوانند و وعظ را بیشتر فصیحاں مؤنث و چند نفر مذکر گویند
و دہی در پنجاب و پورب مونث و در شاہ جہاں آباد اکثر مذکر و کمتر مؤنث است۔ و
اسپک ہم مثل بال غالب التذکیر بود۔ و قرآن ہم چنیں فرقہ بقیاس حمائل مونث دانند
و سخن نزد فصیحاں مذکر و نظر بمعنی بات نزد بعضی مؤنث۔ و قلم بقلت مونث و بکثرت مذکر گفتہ
میشود۔ و ہم چنیں حال اوج و بجرہ کہ مستعمل اہل دہلی و پورب است در اصل لفظ اُردو
نیست بعضی مؤنث و بعضی مذکر گویند۔ و گیہوں از بقالاں مونث بیشتر و مذکر کمتر و از
فصیحاں مذکر مسموع است۔ و تانیثے سوائے ایں تانیثہا باشد کہ آنرا معنوی گویند
یعنی مذکرے مقابل آں نہ بود۔

و فاعل را اقسام بود یا اصل باشد و اصالت سوائے اسم جامد در چیز دیگر یافتہ نمی شود
مانند زید آیا و جملہ فعلیہ بآں تمام شود۔ یا غیر اصل و آں اسم فاعل و صفت مشبہ و
مبالغہ و اسم مفعول باشد مثال آں پارسال مرنے والابھی کیا خوب ساوری گایا ہے
یعنی فلاں مغنی کہ شما مردم میدانید و امسال قضا کردہ است سال گذشتہ چہ خوب
اساوری خواندہ بود۔ ایں مثال مثال اسم فاعل بود و مثال صفت مشبہ ہمارا مارا ہوا
ہم سے پھر کیا مقابلہ کرتا ہے یعنی فلاں کس کہ او را بارہا زدہ ایم باز خواہد کہ با ما
در افتد۔ یا بھگوڑا آیا ہے یا بھگو آیا ہے یعنی شخص کہ عادت او گریز است و شما از
حال او خبردارید آمدہ است۔ ہم چنیں ہنسوڑ بمعنی صاحب خندہ و روّو بمعنی گریہ
کنندہ و دبیل بمعنی تابع و قرئل بمعنی کسیکہ او را ہر کس کہ خواہد میزند و گا یک بمعنی

سرود کنندہ و چکریا بمعنی چاکری پیشہ و لڑاک بمعنی جنگ کنندہ و محکر بمعنی گردش کنندہ
این صیغہ اسم فاعل نمی تواند شد زیرا کہ بروزن اسم فاعل باب تفعیل بکسر کاف می آید
و مشہور بفتح کاف است و بمعنی مفعول دران گنجایش ندارد و اگر بایں معنی ہم درست آید
بازہم قیاس ہندی بر عربی چہ ضرور۔ و کھلاڑ و کھلنڈرا ہر دو بمعنی بازی کنندہ
و نکیلا و رسیلا و رنگیلا و سجیلا و ہٹیلا و روہن و مرجیوڑا و جھلا و اچکا و غیر آن بیان
نکردن ایں صیغہا در صرف از سبب عدم جریان ہر صیغہ در لفظ دیگر است کہ در ہر لفظ
جاری نمیتوان کرد و در صرف بیان قاعدۂ کلی مد نظر می باشد۔ مثل مرنے والا کہ
صیغۂ اسم فاعل است و در ہر لفظ جاری می توان کرد مانند کہنے والا جانے والا و
آنے والا و اٹھنے والا و بیٹھنے والا و رونے والا و ہنسنے والا۔ بخلاف صیغہای
مذکورہ ظاہر است کہ بر قیاس بھگوڑا و بھگو کہ بمعنی بھاگنے والا باشد ہنسو و ہنسوڑا
و پوچھو و پچھوڑا بمعنی خندندہ و پرسندہ صحت ندارد۔ و بھگیل و ہنسیل و پچھیل بقیاس
دبیل بمعنی بھاگنے والا و ہنسنے والا و پوچھنے والا درست نیاید۔ و بھاگک و ہنسک
و پوچھک و دبک بقیاس گاہک صحیح نباشد، ہمچنیں حال دیگر الفاظ۔ مثال مفعول
مار ہی گئی آج لڑتی ہے درینجا فاعل بالاصالت ہماں اسم است زیرا کہ بھگوڑا
آیا ہے بایں معنی است کہ زید کہ شیوہ اش گریختن است آمدہ است و "مرنے والا بھی
پارسال کیا خوب اساوری گایا ہے" خبر میدہد ازینکہ عمرو نام مطربے کہ امسال
سفر از دنیا کردہ است در سال گزشتہ اساوری را چہ خوب خواندہ بود۔ و معنی
"ماری گئی آج لڑتی ہے" این است کہ کنیزے کہ پیش ازیں اورا زدہ ایم

امروز می جنگد۔

و اسم مصدر و حاصل بالمصدر ہم داخل اسم جامد باشد، ازیں جہت کہ مشتق آلنست
کہ از مصدر لیے بیرون آید و مصدر از مصدر بر نمی آید و اوزان مزید فیہ کہ از ثلاثی مجرد

ہم میرسد مخصوص بعربی است۔ مثال مصدر و حاصل بالمصدر گانا تمام ہُوا اور مری پڑی ہے۔ بالجملہ فعل فاعل یا لازم بود یا متعدی، لازم آنکہ مفعول را نخواہد ہمیں ذکر فاعل با آں کافی است، چوں زید آیا اور زید گیا اور زید اُٹھا اور زید بیٹھا اور زید مُوا اور خوب ہُوا اور عمرو بولا اور بکر چونکا اور خالد بھاگا اور مینھ برسا اور فوج پہنچی اور تلوار ٹوٹی اور کھپریل گری اور کنجڑن ہنسی اور کنجڑا رویا اور کپڑا پھٹا اور خربوزہ کٹا اور سیاہی کاغذ سے پھوٹی اور کیاری بنی اور کونپل نکلی اور کاغذ بِکا اور کلی کِھلی اور موم پگھلا۔ و متعدی آنکہ مفعول را نیز خواہد و علامتِ آں بعد فاعل نون و یاء مجہول بود و نزدِ بعضی نون و یا و نونِ غنہ باشد لیکن بغیر نونِ آخر بہتر است مانند زید نے مارا عمرو کو اور بکر نے کاٹا خربوزہ کو اور عمرو نے بیچا کاغذ کو اور توڑا اور پھاڑا اور چیرا اور ٹیکا اور پچھاڑا اور رکھا اور دیکھا اور کھایا اور چکھا اور پڑھا اور لکھا اور اُکھاڑا اور بویا اور پھینکا اور جھاڑا اور چھانا اور پکایا اور پکارا اور ملایا اور بُلایا ہمہ افعال متعدی است۔ مارا زید عمرو کو غلط، مارا زید نے عمرو کو صحیح باشد۔ توڑا زید ہانڈی کو غلط و توڑا زید نے ہانڈی کو صحت دارد۔ اور ہم کہا اور تم کہا اور ہم کیا اور تم کیا اور ہم دیا اور تم دیا غلط اور ہم نے کہا اور تم نے کہا اور ہم نے دیا اور تم نے دیا اصل اُردو۔ و در افعالِ لازم نے غلط باشد زید آیا صحیح زید نے آیا غلط و زید مُوا صحیح و زید نے مُوا غلط اور میں کہا بجائے میں نے کہا زبان بعضی نافصیحان اُردو است از قبیل پیرانِ کہن سال کہ باشندگانِ شہرِ قدیم ہستند۔ و نے کہ دلالت بر فعل متعدی کند مخصوص بصیغہٴ ماضی و در جمیع افعال الا در لایا کہ بظاہر متعدی بود و در اصل لازم باشد مانند لایا زید عمرو کو گویند کہ اصلش لے آیا زید عمرو کو باشد و در بولنا خلاف قیاس است۔ و صیغہٴ حال و مستقبل لازم و متعدی بہ یک صورت آید مثل زید جاتا ہے یا آتا ہے لازم اور زید توڑتا ہے اور زید چھانتا ہے متعدی اور زید جاوے گا اور عمرو آوے گا لازم اور

زید پکاوے گا اور زید کہے گا متعدی۔
وچیز یست شبیہ بفاعل کہ آنرا مبتدا گویند وشبیہ بفعل وآنرا تعبیر بخبر کنند ومبتدا اکثر معرفہ
باشد وخبر بیشتر نکرہ ومعرفہ چیز معین را گویند مانند زید وعمرو۔ ونکرہ غیر معین را مانند
آدمی وغیر آن مثال آن زید ہنسوڑ ہے زید مبتدا ہنسوڑ ہے خبر صحیح باشد۔ وآدمی
ہنسوڑ ہے صحیح نبود چراکہ در آدمی معلوم نشد کہ کدام آدمی ہنسوڑ است جاے سوال
باقی ماند و کلام تمام نشد۔ ودر مبتدا وخبر مانند فعل وفاعل تمام شدن سخن شرط است
ونیز باید دانست کہ خبر اکثر از مشتقات می باشد وکمتر از غیر مشتقات مانند علیؑ امام ماست
وآدم پدر ماست درینجا اختیار بدست گوینده است ہر کدام راکہ خواہد مبتدا سازد و
اگر امامِ ما علیؑ است گویند امام ما مبتدا شود وعلی است خبر وہم چنیں در پدر ما آدم است
پدرِ ما مبتدا وآدم است خبر۔ ودر ہندی امام ہمارا علیؑ ہے اور باپ ہمارا آدم ہے۔
وناچار وبمقدور وبےکس وبے سامان وبے حیا وبے غیرت وناآشنا ہم در کلم مشتقات
است زیرا کہ معنی ناچار مجبور وبمقدور نادار معنی نادارندہ ومعنی بیکس کس ندارندہ
وناآشنا ناشناسندہ باشد ومعنی بے سامان سامان ندارندہ وہم چنیں بیحیا حیا ناداردہ
وبے غیرت غیرت نادارندہ۔ ونکرہ ہم ہرگاہ موصوف شود یا مخصص معرفہ می شود
مثل غلام نماز گزار بہ از مولاے بے نماز است۔ در ہندی نماز گزار غلام بے نماز میاں
سے بہتر ہے۔ غلام موصوف ونماز گزار صفتِ آں۔ یا کوئی شخص تجھ سے بہتر نہیں
کوئی شخص عام بود لفظ نہیں آنرا مخصص کردیعنی ہر کہ در دنیا است از تو بہتر نیست
ومعرفہ بر چند نوع است یکے علم مانند زید وعمرو ومثل آں۔ دیگر ضمیر مانند مَیں اور
ہم اور تُو اور تم اور وہ۔ میں مجبور ہوں، میں مبتدا مجبور ہوں خبر وہم چنیں تو مجبور
ہے اور وہ مجبور ہے۔ دیگر مبہمات وآں دو قسم است۔ اسماء اشارۃ مانند یہ بہت
قابل ہے یہ مبتدا است قابل خبر ہے وموصولات مثل جو اور جو کوئی اور جو نسا اور

جو کچھ مثال آں جو ہمارا یار ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کوئی ہمارا یار ہے وہ
سب سے بہتر ہے یا جونسا ہمارا یار ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کچھ تم کہو وہی ٹھیک
ہے۔ و بعضی بجاے جو کچھ سو کچھ گویند و ایں زبان کسانے باشد کہ در چپل سالگی ہم چو پاے
شفقت مادری از انا جان باشند مثال آں سو کچھ تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ سو تم کہو
مبتدا وہی ٹھیک ہے خبر۔ و بجاے وہی سوئی و سوہی نیز آید و بجاے جو کچھ جو ہم آید
و صاحبان سو کچھ اینجا ہم سو گویند۔ مثال سو تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ و ہمیں صاحبان
جونسا را کونسا و جہاں را کہاں و جب را کب گویند۔ مثال آں کونسا ہمارا یار ہے
وہی سب سے اچھا ہے بجاے جونسا ہمارا یار ہے وہی سب سے اچھا ہے۔ مثال دیگر کب تم کہو تب ہم
چلیں۔ مثال دیگر کہاں شرف جہاں کی مسجد ہے وہیں ہماری حویلی ہے یعنی جہاں شرف جہاں کی مسجد
ہے وہیں ہماری حویلی ہے۔ جیسا را نیز کیسا گویند مثال آں، بڑے بیل کو ایسا اٹھا لیتے ہیں کیسے
کوئی چوہے کی دم پکڑ کے اٹھا لیتا ہے۔ یعنی جیسے کوئی چوہے کی دم پکڑ کے اٹھا لیتا ہے۔

دیگر منادی مثل او بھائی او جانے والے یا بھیا ہوت یا جانے والے ہوت۔

دیگر ہرچہ اضافت آں بایکی از ینہا کردہ آید مانند غلام زید بہ از غلام عمرو است یا غلام
من بہ از غلامِ تست بزبانِ اُردو زید کا غلام عمرو کے غلام سے بہتر ہے یا میرا غلام تیرے
غلام سے بہتر ہے یا اس شخص کا بیٹا زید کے باپ سے بہتر ہے یا جو ہمارا یار ہے اس کا
غلام بھی سب سے بہتر ہے۔ و بجاے جو جو کوئی ہم آید اور جو کچھ تم نے فرمایا اُس کا لطف
اور ہی کچھ ہے۔ و جو ہم بجاے جو کچھ آرند۔ اینجا بحث فاعل و مبتدا و خبر بانجام رسید
اکنوں شروع کنیم بحث مفعول را و اقسامش در اُردو زیادہ از ۳ نباشد مفعول مطلق و
مفعول بہ و مفعول لہ۔ اما مفعول بہ آنست کہ فعل برو واقع شود و علامت مفعول بہ
کاف و واو مجہول بود بعد ازاں ذکر کردہ آید مانند زید نے عمرو کو مارا او نے علامت
نیز۔ مثل زید نے پہلوان کشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو کو مارا۔ لیکن حذف علامت

دریکی از دو مفعول در فعلی کہ دو مفعول خواہد فصیح باشد بہ نسبت حذف آں بعد از مفعول واحد مثل زید نے گھوڑا دیا عمرو کو بہ از انست کہ گفتہ آید زید نے پہلوان کشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو مارا۔ واما مفعول مطلق آنست کہ بعد ہر فعل مصدر آں ذکر کردہ آید وآں بر چند قسم بود یکے آنکہ مصدر ہماں فعل کہ مذکور شدہ باید دیگر مترادف مصدر آں مصدرے دیگر آید۔ دیگر آنکہ مضاف بسوے چیزے باشد تشبیہاً یعنی از روے تشبیہ۔ دیگر آنکہ دال بود بر تعدد فعل۔ دیگر آمدن مصدر بمعنی مامور ساختن کسی بفعلے کہ از آں مصدر بیروں آید مانند ”گانا گایا“ بے علامت مفعول بہ اور ”گانے کو گایا“ با علامت مفعول بہ۔ مثالِ اول بولنا یکی اور بولنے کو یکی مثالِ دوم۔ لیکن شاذ و نادر فصحا بکنا یکے اور بولنا بولی میگویند۔ اور آج میں بھی قاری صاحب کا بیٹھنا بیٹھا مثال سوم۔ و درینجا حذف علامت مفعول بہتر است قاری صاحب کے بیٹھنے کو بیٹھا پسندیدہ نباشد۔ اور بیٹھا میں دو بیٹھک یا تین بیٹھک حاصل بالمصدر ہم در کلم مصدر است یعنی بیٹھک بمعنی بیٹھنا دریں مقام دارد و رواج دارد مثال چہارم۔ اور میاں شکر کچھ گانا یعنی میاں شکر کچھ گانا گاؤ مثالِ پنجم۔ اما مفعول بہ اگر با علامت مذکور شود فعل ماضی آں دائم مذکر آید خواہ فاعل مذکر باشد خواہ مؤنث مثالِ آں زید نے سپاری کو کھایا اور بی بؤنے الائچی کو چبایا۔ واگر علامت محذوف کنند آں وقت فعل تابع مفعول بہ باشد در مفعول بہ نظر باید کرد اگر مؤنث است فعل ماضی مونث خواہد بود واگر مذکر است مذکر خواہد بود خواہ فاعل مذکر باشد خواہ مؤنث مثال آں زید نے بیڑا کھایا اور زید نے برفی کھائی اور بی گُنا نے لڈو کھایا اور بی گُنا نے کالپی کی مصری کھائی۔ ہم چنیں رباب بجایا اور بین بجائی اور میر مُنو نے پتنگ اُڑایا اور تکل اُڑائی اور بی فجّا نے پتنگ ہاتھ میں لیا اور تکل ہاتھ میں لی۔ واما مفعول لہ آں بود کہ دراں سبب واقع شدن

فعل بر مفعول مذکور بود مثال تیرے بھلے کو میں کہتا ہوں یعنی تیرے بھلے کے واسطے میں کہتا ہوں یعنی تو کہ مخاطب من شدۂ برائے خوبی تست ہر چہ میگویم۔ مثال دیگر میں تیرے پڑھنے کو تجھے مارتا ہوں یعنی ترا کہ مضروب خود ساختہ ام برائے خواندن تست۔ و در بعضی جا تحریض بر فعل بود چنانکہ گزشت و در بعضی جا بترک آں حکم کردہ آید مثال تیرے بیجا پھرنے کو میں روکتا ہوں یعنی ہیچو تو از گردش بیجائے تو سیکنم بہتر این است کہ دست ازاں برداری۔

و مضاف در اُردو بعد مضاف الیہ مذکور کنند و بالعکس ہم صحت دارد لیکن فصیح زبانان اول را اختیار نمودہ اند و علامت کہ در مذکر کاف و الف و در مؤنث کاف و یاء معروف است بعد مضاف الیہ باشد در ہر دو صورت مثل زید کا بیٹا یا بیٹا زید کا اور زید کی بیٹی یا بیٹی زید کی۔ مگر در ضمیر متکلم و حاضر اضافت محتاج بہ کا و کی نبود بلکہ در عوض کا و کی را اور ری یا را و یائے معروف آید مانند میرا بیٹا اور میری بیٹی اور ہمارا بیٹا اور ہماری بیٹی اور تیرا بیٹا اور تیری بیٹی اور تمھارا بیٹا اور تمھاری بیٹی۔ و میرا را مرا بکسرۂ میم بغیر یا و ہم چنیں مری و تیرا را ترا بکسر تا فقط و ہمچنیں تری گفتن فصیح می نماید۔ و در ضمیر غائب کا و کی باید آورد مثال اسکا اور انکا اور انھوں کا بیٹا اگرچہ اُنھوں کا زبان لاہور ہست لیکن در اُردو ہم مروج است و ہم چنیں اُسکی بیٹی اور اُنکی بیٹی و اُنھوں کی ہم مثل انھوں کا در اُردو رائج لیکن زبان اُردو نیست۔ و اُردو نبودن لفظ مراد ازان است کہ در اُردو تراش نیافتہ باشد بکمی و بیشی حروف و جائے دیگر ہم مروج باشد۔ و بعضی الفاظ در شہر و جائے دیگر ہم مشترک باشند لیکن بہ ندرت مثل سورج و تارا و ساگ و پان وغیر آں۔ مختصر آنکہ سوائے الفاظ مشترک کہ فصیحان و غیر فصیحان شہر و باشندگان جائے دیگر استعمال نمایند ہر لفظی را کہ بدو صورت اہل شہر بہ تلفظ در آرند ازاں ہر دو لفظ لفظی کہ جائے دیگر

سوائے تعلیم مروج نباشد زبانِ اُردو است۔ و فائدۂ اضافت در معرفہ تعریف است یعنی نشان دادن چیزے بکسی مانند اینکہ غلام زید کا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے۔ در عبارت غلام زید مبتدا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے خبر باشد۔ و فائدۂ آں در نکرہ تخصیص است یعنی چیز عام را خاص کردن تا نزدیک بمعرفہ رسد۔ مانند اینکہ مرد کا غلام رنڈی کے غلام سے بہتر ہے مرد کا غلام مبتدا رنڈی کے غلام سے بہتر ہے خبر۔ و فرق در تعریف و تخصیص آن است کہ تعریف دلالت کند بر ذات معین مثل غلام زید کا معلوم شد زید کہ او را ما میدانیم غلامش بہ از پسر عمرو است یہ او را نیز میدانیم یا زید شخصی معینی ہست غلام او از پسر شخصی کہ عمرو نام دارد بہتر است۔ و تخصیص دال بر ذات معین نمی شود مثال آں مرد کا غلام یعنی ہر مرد کا غلام دریں مقام گیر ند چرا کہ دریں عبارت کہ مرد رنڈی پر ہر صورت میں غالب ہے ہر مرد و ہر رنڈی مراد است و اگر چنیں نباشد مرد کہ نکرہ است مبتدا چگونہ می تواند شد۔ و کا کہ در اضافت علامتِ مذکر است در چند جا با کاف و یاءِ مجہول مبدل گردد و الف مضاف نیز بیاءِ مجہول شود در چند مقام بخلاف کی کہ دراں تبدیل راہ نیابد با کاف و یاءِ معروف کہ علامت مؤنث در اضافت است یکے آنکہ بعد مضاف نے آرند۔ دیگر سے بمعنی از۔ دیگر میں بمعنی در۔ دیگر پر بمعنی بر۔ دیگر در حالت مفعول بہ شدن۔ دیگر در حالِ جمع شدن دو اضافت یعنی مضاف شدن مضاف الیہ بسوے چیزے دیگر۔ مثال اول زید کے بیٹے نے آج اپنے باپ پر تلوار کھینچی مثال ثانی زید کے بیٹے سے خدا پناہ میں رکھے۔ مثال سیوم زید کے بیٹے میں کیا وصف ہے۔ مثال چہارم زید کے بیٹے پر کیوں بہتان باندھتی ہو۔ مثال پنجم زید کے بیٹے کو چھوڑ دو۔ مثال ششم زید کے بیٹے کے گھر میں آگ لگی ہے۔ و اضافت دو گونہ بود معنوی و لفظی۔ معنوی آں باشد کہ مضاف و مضاف الیہ خواہ بتعریف خواہ بہ تخصیص یکی گشتہ لیاقت مبتدا شدن پیدا کند چوں زید کا غلام و مرد کا غلام۔

دیگر اینکہ اضافت بعد اضافت در معنوی گنجایش پذیر است مثال زید کے ماموں کے بھتیجے کے بھانجے کے سالے کا سالا بڑا حرامزادہ ہے۔ و لفظی آنکہ مضاف مضاف الیہ آں پیوستہ خبر باشد مانند زید صورت کا اچھا ہے اور عمرو اپنے کام کا پکّا ہے اور بکر قول کا پورا ہے اور خالد بات کا سچا ہے و ہم چنیں تلوار کا دھنی اور میداں کا مرد اور رن کا ساونت اور سبھا کا اِندر اور وقت کا کنھیا اور لاڈ کا پلا اور مُنہ کا بھونڈا۔ و در مضاف و مضاف الیہ چوں خواہند کہ دو لفظ را یک لفظ ساختہ چیزے را آں موسوم سازند علامتِ اضافت ندورکردہ مضاف را بر مضاف الیہ مقدم سازند و علامت تانیث و تذکیر ہم از مضاف گرفتہ بمضاف الیہ دہند مانند بڑمُنہا بمعنی خوک و بڑمُنہی مادۂ آں۔ و بھنڈ قدا بمعنی مرد سبز قدم و بھنڈ قدمی بمعنی زن سبز قدم و تھوڑجیا بمعنی شخص نامرد و تھوڑجیٔ بمعنی زن نامرد اصل بڑمُنہا مُنہ کا بڑا اور بڑمُنہی در اصل منہ کی بڑی بودہ است۔ دیگر الفاظ را ہم بریں قیاس باید کرد۔ خلاصہ اینکہ اضافت یا میانۂ دو چیز شبیہ بیکدیگر واقع شود چوں گل رخسار و سنبل زلف و خورشید دولت و ستارۂ اقبال و مطلع جبیں و سرو قامت۔ و در ہندی تیرے اقبال کا ستارا چمکتا ہے یعنی اقبال تو چوں ستارہ درخشد۔ یا تیرے قد کا سرو بہت بلند ہے یعنی قدِ تو چوں سرو بلند است۔ یا درمیان دو چیز کہ یکے مادۂ دیگرے باشد مانند مٹی کا گھڑا اور لکڑی کا تخت ظاہر است کہ گِل مادّۂ سبو است و چوب مادّۂ تخت۔ ہم چنیں چاندی کا گھڑا یا سونے کی چوکی۔ یا میانۂ مالک و مملوک مانند زید کا غلام یا عمرو کا گھوڑا یا در محتاج و محتاج الیہ مانند گھوڑے کا زین اور ہاتھی کی جھول۔ یا بالواسطہ میں کہ بمعنی در است مثال آں باغ کی سیر کی بمعنی باغ میں سیر کی۔ یا بادنیٰ علاقہ و آنرا در عربی اضافت بادنیٰ ملابست خوانند یعنی بکمتر مناسبتے مضاف ملک مضاف الیہ شود مثال ہماری دلّی تمھارے لکھنؤ سے بہتر ہے۔ یا آغا باقر کے ایران سے خواجہ

غلام نقشبند کا توران بہتر ہے۔ ظاہر است کہ متکلم اول در محلۂ از محلہ ہائے دہلی
خانہ داشتہ باشد وہم چنیں حال مخاطب در لکھنو باین کمتر مناسبتی کہ ہر دو را باین
دو شہر است خودش ہالک دہلی گردیدہ ومخاطب اما لک لکھنؤ قرار دادہ۔ نیز بہ ہمیں
نسبت نسبت آغا باقر با یران ونسبت خواجہ غلام نقشبند با توران خیال باید کرد۔ یا
اضافت مقابل یائے نسبتی مانند خراسان کی تلوار بجائے شمشیر خراسانی یا حجاز کا
بجائے حجازی یا دلی کا بجائے دہلوی حجاز کا بجائے حجاز کا رہنے والا و دلی
کا بجائے دلی کا رہنے والا۔ واضافت بطرز فارسی کہ بکسرہ مضاف باشد در
دو لفظ ہندی یا یکی ہندی باشد و دیگر فارسی بزبان اُردو غلط بود مانند اوس
برسات یا شبنم بھادوں یا اوسِ صبح۔

# در بیانِ حال

اگر کسی گوید کہ موافق قاعدۂ نحو ذکر حال ومستثنٰی وتمیز بعد مفاعیل اولٰی بود جوابش
اینست کہ در عربی ذکر آنہا در یک فصل از سبب منسوب شدن شان قرار پذیرفتہ در
زبانِ اُردو کدام قاعدہ باعث بر ذکر شاں در یک مقام است۔ مختصر کہ حال لفظی
بود دلالت کنندہ بر حالتِ فاعل یا مفعول بہ در وقتی وصاحب آں حالت ذوالحال
در عربی بود در اُردو برائے آں نامے مقرر نیست مثال فاعل آج زید حیران چلا
جاتا تھا۔ یا عمرو روتا جاتا تھا یعنی زید راہ میرفت در حالتِ حیرانی یا عمرو راہ میرفت
در حالتِ گریہ در ینجا زید کہ فاعل است ذوالحال است و حیران حال و در جملۂ ثانیہ عمرو
ذوالحال و روتا حال۔ مثال مفعول بہ زید کو آج میں نے روتا دیکھا یا عمرو کو آج میں نے
ہنستا دیکھا زید وعمرو ہر دو مفعول بہ ذوالحال اند و فاعل ضمیر متکلم و روتا و ہنستا حال۔

## در ذکر تمیز

تمیز مراد از لفظی بود کہ رفع ابہام نماید مثال لیچا چار کوڑی پو سیرا، نہ پو سیری یا لیچا
آدھی کی پاؤ سیر۔ معلوم نشد کہ کدام چیز میفروشد ہنوز مبہم است تا وقتیکہ گاجریں
بگوید یا شاہ مرداں کی لالڑیاں رفع ابہام می شود۔ پس فروشندہ را ضرور است کہ
دو بار مبہم فروشد و یکبار تمیز را بر زبان آرد اگر دو بار لیچا کوڑی پو سیرا گوید یکبار باید
کہ ایں ہم بگوید لیچا چار کوڑی پوسیرا شاہ مرداں کی لالڑیاں یا گاجریں ہیں آدھی
کی پاؤ سیر و ہمچنیں پیسہ کے سولھاں گنڈے و نیز سولہ گنڈے ضعیف یعنی کوڑیاں۔
دیگر کوڑی کوڑی لیچا یعنی کھٹے کی پھانک۔ دیگر دمڑی کے دو لیچا یعنی تربوز کے
ٹکڑے۔ دیگر لیچا لب دریاؤ کی یعنی ککڑیاں لب دریاؤ کی باشباع اضافت وواؤ
بعد دریا غلط و یاء لب را چناں باضافت کسرہ دہد کہ بروزن بے معلوم شود۔ دیگر
کوڑی کوڑی کنگن منگن ممیز کوڑی کوڑی است۔ دیگر دھیلے دھیلے لگا دیا ہے یعنے
ڈھیر اروی کا ادھیلے ادھیلے غلط دھیلے دھیلے صحیح است۔ اگرچہ شرفا نیم فلوس
را ادھیلا گویند لیکن از زبان فروشندگاں ہمیں خوشنما تر است۔

## ذکر مستثنیٰ

وآں متصل بود و منقطع متصل آنکہ مستثنیٰ منہ داخل باشد و منقطع آنکہ چنیں نبود۔ و مستثنیٰ بمعنی
بمعنے جدا شدہ از چیزے پس ہرچہ جدا شدہ باشد مستثنیٰ گفتہ شود و ہرچہ ایں را از آں
جدا سازد مستثنیٰ منہ باشد۔ مثال متصل ساری برادری کے لوگ ہمارے گھر آئے
الا مرزا حیدر علی یا مگر مرزا حیدر علی۔ و الفاظ دال بر استثناء سوائے الا و مگر در اردو
سوائے و غیر از و بجز و ورائے و نہیں تو باشد۔ مثال آں ساری برادری کے لوگ

ہمارے گھر آئے سوائے مرزا مغل یا غیر از مرزا مغل یا بجز مرزا جعفر یا وہ اے مرزا عبداللہ یا نہیں تو مرزا ہادی۔ مثال منقطع ساری برادری ہمارے گھر آئی الا موتی کتا۔ ظاہر است کہ سگ داخل برادری نمی تواند شد وغرض گوینده ازاں حصر جمیع اخوان است یعنی ہر قدر کہ برادراں داشتم ہمہ آمدہ بودند مگر کسی کہ نیامد موتی نام سگے است کہ با من مانوس وخواص آدم ازو پیدا است تا شنوندگاں دریابند کہ ایں شخص ہرگاہ سگ را دریں مقام فراموش نمی کند فراموش نمودن برادری ازو چہ امکان دارد۔ لفظ کسیکہ برائے ذوالعقول است برائے مراعات ذکر قوم وبرادری است ہرچند دریں مقام بیجا بود۔

## ذکر منادی

حروف دال بر منادی چند است او و ارے و ارری و ابے و اوبے و ہوت و اجی و اوجی و اے و اورے و اوری یا یاءِ معروف برائے مونث۔ بالجملہ اجی برائے معرفہ آید مثال اجی مرزا محمد علی صاحب یا اجی بی بنو۔ باقی ہمہ برائے نکرہ آید یا برائے معرفہ غیر معلوم۔ ومعرفہ غیر معلوم عبارت از متصف بودن شخص بصفتی یا ممتاز شدن آن از دیگرے بہ نشانی قرار دادہ واداہ ایم۔ مثال نکرہ او بھیا او میاں ارے آدمی اری لڑکی یا اورے چھوکرے یا ابے لڑکے ہوت یا اوجی میاں یا اوبے لونڈے برائے مذکر۔ او رنڈی واری رنڈی واوری رنڈی و اے رنڈی و اجی بی صاحب برائے مونث۔ ودر عالم تحقیر وتذلیل منادی یا وقت منادی ساختن کم قدری حروف مذکورہ یا معرفہ ہم استعمال پذیرد مثل اورے بیل واے رے بیل ورے بیل ہوت یا اوجی بی لکھو یا او مجھول یا اے چنبیلی یا اوری یامن برائے مؤنث۔ وہم چنیں برائے مذکر ہم آید مثل او مٹروا۔ اورا اورے کلوا اورابے

کھو اور او بے شمشیر قلی ہوت اور او جی میاں نورا اور اے نورا اور اورے بختیار۔ مثال
معرفہ غیر معلوم او جانے والے یا او لال پگڑی والے یا انا کے لڑکے یا گگڑیوں والے
ہوت یا انا جی ہوت یا اجی سرخ ڈوپٹہ والے ذرا ادھر تو دیکھو۔ صیغۂ اسم فاعل در
جانے والے و دستار سرخ در لال پگڑی والے ہوت و ہوت ولدیت دایۂ فرزند
بادنجان اُتو کردہ یعنی خیار کہ در ہندی گگڑی خیار را میگویند نکرہ را بپایۂ علمیت رسانیدہ
و ہم چنیں انا جی و دوپٹہ سرخ در ندائے مونث کار خود را کردہ زیرا کہ لقب وصفت ہم
زیبا و حاصل تحقیر۔ و ترخیم ہم بمنزلہ علم می باشد البتہ شخص را از دیگر شرکاء ممتاز میگرداند مثل
میاں بھجو و میاں کلو و میاں ہٹرو و میاں فجو و میاں کمو و میاں چھبو و میاں نتھو و میاں
چھجو و میاں ممو و میاں ٹمو و میاں کبو و میاں گبو و میاں سلو و میاں شبن و میاں بھیکھا
و میاں چھٹو و میاں مٹھو کہ اعلام اینہا در اصل چیزے دیگر باشد و شہرت بایں القاب
گردہ باشند۔ و تخلص شعرا نیز داخل ایں نوع باشد و کمتر کساں ازیں صنف خواہند بود
کہ سوائے تخلص بنام شہرت دارند و نزد بعضی بھجو و مٹرو و چھبو و چھٹو و مٹھو داخل القاب
است باقی ہمہ بترخیم حاصل شد۔ گویند کہ اصل کلو کالے خاں یا کلب علیخاں یا میر کلاں
یا چیز دیگر است۔ و نزد بعضی رنگ سیاہ در صغر سن باعث شہرت شخص بایں نام شود
و اکثر بامتحان رسیدہ کہ میر کلو و مرزا کلو و شیخ کلو و کلو خاں در اصل میر زین العابدین و
مرزا عنایت اللہ و شیخ احمد علی و شہاب الدین محمد خاں بودہ اند۔ دریں صورت ترخیم گنجایش
ندارد یعنی لون ایشاں دال بریں لقب است۔ و ہم چنیں اصل فجو فضل علیخاں و فیض علی
و بعضی قبول نم ارند گویند کہ گاہے اصل میر فجو میر غلام حیدر ہم ثبوت میر سد و اجب نیست کہ فجو مرخم فضل علی و
فیض علی در ہمہ جا باشد و اصل کمو کمال الدین و کرم علی و قمر الدین و نزد بعضی نام کمو
مراد علی ہم باشد و اصل نتھو نتھے خاں نشان دہند۔ و بعضے سبب
ایں لقب حلقۂ طلا را دانند کہ در بینیِ اطفال اندازند۔ و اصل ممو سلام اللہ و عبد الصمد

وصمصام قلی وسلیمان بیگ گویند وبعضی واجب نشمارند بلکہ ہمو لقب مرزا لطف علی بیگ
نزد شان مستبعد نباشد۔ واصل شمو شاہم قلی بیگ یا شمس الدین ذکر کنند۔ وبعضی میر
مرتضی را میر شمو خوانند واصل گبو با کاف گلاب خان واصل کبو کلب علیخان دانند وبعضی
میر علیم الدین ومیر عتیق اللہ را گبو وکبو شمارند واصل سلو سلام اللہ وسلیم بیگ وسلامت علی
وسالم علی خوانند۔ وبعضی شیخ محمد حیات وغیر آن نشان دہند۔ واصل شبن شہاب
شہاب الدین وشب برائی ثابت نمایند وبعضی میر مظفر را بمیر شبن ملقب سازند۔ واصل
بھیکھا بھیکن خان۔ وبعضی لقب قطب الدین خان برای درازی عمر دانند۔ واصل
حسنو حسن علی وبعضی ملقب باین لقب از جہت خندہ کردن بسیارش در صغر سن گمان
برند۔ وصاد وسین وحا وہا را در بعضی مقام نزد اہل اردو یک حقیقت است الا
ریختہ گویان بملاحظہ قافیہ تحقیق این معنی منظور دارند۔ وروشن الدولہ را روشن دولا
وکمال خان را کملو وکرم علی را کرمو وکلب علی را کلبو وفضل علی را فضلو وفیض علی
را فیضو وقادر بخش را قدرو گفتن بترخیم خالی از نزاع بود۔ ونان بائی وعطار و
گندھی وکونجڑا وبساطی وحلوائی وحکاک وتنبولی ودھوبی وقصائی مثل ادمیان
نان بائی اورا وکونجڑے ہمہ داخل صفات بود۔ وگھڑ منہا وگدھا واونٹ وگینڈا
وارنا دہرن وخانم صاحب وکتا وکپا ولکڑی وبڑ منہا وپکھاوج مانند او گھڑ منہے
یا او گدھے یا او اونٹ یا او بڑ منہے ہمہ اسم زیبا بود کہ در ہندی پھبتی گویند وتحقیر
در مذکر بیشتر بالف وکمتر بیا حاصل آید ودر مؤنث اکثر بیا داخل الف مثل نورا وبھیکھا
وجھبیا ورجبی وقطبی در مذکر ورحمانی ورجبی وقطبی وسجانی وحفیظا وپریا ومٹھیا و
مدھیا ومنڈھیا وسڈھیا در مؤنث۔ بعضی تحقیر رحمانی ورجبی وقطبی وسجانی در مؤنث
قبول ندارند گویند کہ رجبی بتکلم احتمال دیگر ندارد وہم چنین حال دیگر الفاظ یعنی رجبی
اند رجب النسا نہ گرفتہ اند مگر قطبی بہ قطب النسا تاویل می توان کرد۔ ورحمانی را برحمن بخش

تاویل کردن تکلف است و حفیظا را در اصل حفیظہ نشان میدہند پس بہ قاعدہ
تبدیل ہا آخر کلمہ در ہندی با الف محقر نباشد۔ و پر یا تحقیر پیر بخش است و مٹھیا را
محقر مٹھو و مدھیا را محقر مادھو و منڈ یا محقر منیڈ و سڈھیا را محقر سیڈھو صحیح دہند
و درین محقر ہم تحقیر بہ یا معتبر دانند و الا از گلو گلا محقر استعمال یافتے نہ گلیا و از سیڈھو سیڈھا
نہ سڈھیا۔ شاید نزد اہل تحقیق سیڈھی اصل سڈھیا باشد و منیڈی اصل منڈیا باشد
و الف برائے فصاحت در آخر آں زیادہ بر مطلوب شمار می کردہ باشند۔ و ترخیم در
در گلو بواو معروف در مذکر از گل محمد یافتہ می شود و در لقب گلو و کلو و کلو باعتبار
رنگ سیاہ نیکوتر است۔ و علامت منادی گاہے محذوف نیز می شود و مثل مرزا
محمد علی ادھر آؤ اور دائی خیرن بات سنو۔ و لقب و ترخیم و علم در شاہجہان آباد
مخصوص بہ ہر فرقہ باشد اما فجو و بجو و کبو۔ و میاں جان و جھبو و شبن و ابو و مچھو و لبو
و منو و مدرو و قدرو و عظمو و عصمو و نصرو و کمو و حفظو و کلو و اچھن بیشتر لقب و ترخیم
کشمیری بچہائے شہر باشد۔ لیکن اچھن و بجو و جھبو و کلو و حفظو شاید کہ نام اطفال
غیر کشمیری ہم باشد۔ و امار لدو و جیون و سوندھا و کلو و بھاگو و جھنگا و للو و دوستی
و کرمو و رحمو و دھنو و سمو و شمو و پنو و چینو و دھنا و شکرو و سوندھی و گاماں و جھنڈو
و کبلا و صلا و لدھا و ملکو و جملو و حیا و بولا و کھما و ہینگا و بھلو و رانجھا و شبو و صوبا اکثر
لقب و ترخیم اولاد پنجابیاں باشد۔ و درین القاب و ترخیم جیون و کلو و حفظو و بولا
و جملو و گاماں و شکرو و دھنا جائے دیگر ہم است و سمو و چینو جائے دیگر نقل پنجابیاں
بود زیرا کہ سمو لقب باگڑی بچہ ہم شنیدہ می شود۔ و چھدی و منڈی و بچی و بھیکھی
و قدرت و نصرت و اطہر و اظہر و برکت و مہدن و صفن و مکرما و مکا و الفت و بھگن
و جھگن لقب و ترخیم اولاد پوربیا باشد۔ و چینو و ننھو و نتھو و کمو و گلو و کمو و فضلو و
فیضو و فخرو و الفو و عزو و حسو و حسنو و جما و خیرو و خیرا و چھبا و بندو و کلو بواو معروف

وتنو وچھنگا وجیون وشب براتی وہنگلی وعیدو ورمضو وسدو ونجو وبنو وبھچو وجھمو و
پیازو ونوراَ وفتو لقب وترخیم فرزندان اردو دان باشد۔ وفخرو وفصلو وبھچو وجھبو وکھو
وجھمو۔ وفتو وچھجو وجیون مشترک اند باقی مخصوص بدہلویاں۔ اگر دیگران تقلید شاں کردہ فرزندان
خود را بالقاب مخصوصۂ شاں ملقب سازند گریز نیست۔ اما اعلام پنجابی پسران نور محمد و
عبد الحفیظ محمد اعظم محمد حنیف عصمت اللہ نعمت اللہ فیض اللہ عبد الحق عبد الکریم محمد جمال
وگاہے پیر محمد نور العین امانت اللہ قل احمد عبد الحکیم عبد الصمد عبد الاحد عبد القادر محمد غوث
غلام محی الدین نیاز محی الدین قل محمد نظر محمد محمد مظہر عبد القدوس یونس محمد محمد افضل۔
اما اعلام پسران اہل پورب غلام قطب الدین علم الہدیٰ نور البقا نجدت ارتقا شیخ
مزمل الم ترکیف میر طٰہٰ شیخ یٰسین غلام فاروق کرم صفی غلام سادات عبد الجامع
عبد الواسع غلام ولایت وصف اللہ، من اللہ میر کریم قلی امانت حسین برکات اللہ
ابن علی کرم الرحمن حمید اشرف مرید اشرف شمیم اللہ صبغت اللہ واحد علی ورد علی غلام
مخدوم غلامِ زکریا غلام عثمان مولا بخش پیر بخش۔ ودر بعضی اسما اہل پنجاب شمول اہل
پورب وعکس آں نیز مضائقہ ندارد۔ اعلام مخصوص با اہل توران بارانی بیگ
ہانی بیگ جانی بیگ نوری بیگ تنگری قلی بیگ خواجہ خوانم قل خواجہ غلام نقشبند
منڈا بیگ نیاز خواجہ نثار خواجہ نقشبند تنگری وردی بیگ میر چاپلش خواجہ فضائل
میر بلاق لالا بیگ توتا بیگ پیرا بیگ بچاق بیگ توخمش خاں اتسکر بیگ تراب بیگ
ابدال بیگ میر بدل میر ساقی اغر بیگ چاغر بیگ قرا خاں۔ یک دو نام کہ ازیں
نامہا جائے دیگر در فرقۂ دیگر مسموع می شود بہ تقلید اینہا باشد یا اصل مسمیٰ ازیں جماعت
خواہد بود۔ ودریں صاحباں برادر را آکا وبزرگ را ایشاں ولی را حضرت ایشاں
وہمچنیں وقت گفتگو مخاطب عالیقدر را حضرت گویند وپیش از شروع ہر کلام تقصیر
زباں دارند مثل صاحبان سرنگ پٹن ومندراج۔ اعلام مخصوص با اہل ایران

جعفر قلی بیگ رضا قلی بیگ حسن قلی بیگ زین العابدین بیگ عسکری بیگ مہدی قلی
بیگ عباس قلی بیگ مرزائی بیگ آغائی بیگ مرزا محسن۔ ازین نامہا مرزائی بیگ
در تورانی بجہا ہم شنیدہ می شود ساکنان جاہی بل اکثر فرزندان خود را باین اسماء
موسوم سازند از طرف اہل ایران اجازت است۔ اعلام مخصوص بہ اولاد کشمیر
محمد اکبر محمد اکرم محمد ضیا محمد کاظم محمد عابد محمد باقر محمد صادق محمد جعفر محمد عسکری بخلاف محمد علی
و محمد حسین و محمد حسن و محمد رضا و محمد تقی و علی نقی کہ اینہا مشترک ہستند۔ دیگر محمد صابر و
محمد صبور و عبد الشکور و عبد الغفور اینجا بیشتر و جاے دیگر کمتر۔ و محمد مقیم و محمد سخی اگر در فرقہ
دیگر باشند شاذ است سوائے محمد لیث و محمد صبور۔ اعلام دیگر کہ اول آنہا محمد است
مخصوص باہل خطہ ہستند جاے دیگر ہم رواج دارند لیکن جزو اول شان مرزا یا
میر است نہ لفظ محمد مثل مرزا کاظم و مرزا جعفر و مرزا علی اکبر و آغا علی اکبر نام اہل
ایران بیشتر است محمد اکبر خیر چرا کہ این نام خصوصیت بحضرت کشمیر دارد۔

و چیزے است از اسم کہ تابع اسم دیگر و مذکور بعد متبوع و ماقبل خودش باشد
از انجملہ یکی علم متخص بود کہ بعد او صفات مذکور کنند پس آن اوصاف را مبدل منہ و
علم را بدل نامند۔ مثال آن آج ہمارے گھر داناؤں کا تاج سر اور فصیحوں کا سرآمد
میر محمد علی آویگا۔ داناؤں کا تاج سر صفت اول اور فصیحوں کا سرآمد صفت دوم
این ہر دو مبدل منہ باشد میر محمد علی علم و بدل بود۔ دیگر صفت کہ ہمیشہ تابع موصوف
باشد یکی افراد و جمع و دیگر تانیث و تذکیر و فاعلیت و مفعولیت و متغیر شدن بحرف
مانند بری رنڈی و برا مرد اور بری رنڈیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے اور برے
آدمیوں نے شہر گھیر لیا ہے یا بری رنڈیوں کو شہر سے نکال دو اور برے آدمیوں
سے ڈریئے یا بری رنڈیوں سے ڈریئے یا برے آدمی سے ڈریئے یا بری رنڈی سے ڈریئے۔ و کسرۂ آخر موصوف
در ہندی جائز نبود کہ آن مخصوص بزبان فارسی است چون اوس بسیار و پھول خوب۔ الا در آخر

لفظی کہ سوائے ہندی نامی در فارسی نداشتہ باشد چوں پُھلکاریِ نادر و چھینٹِ بوٹہ
دار و چنیں لفظ در عطف و اضافت ہم حکم فارسی دارد۔ دیگر تکرار برائے تاکید خواہ بدو
لفظ خواہ بیک لفظ خواہ باسم خواہ بفعل مانند کون آیا، جواب زید زید۔ مثال
دیگر زید کیا آیا، جواب آیا آیا۔ یا در حالت سرور آیا، زید آیا زید۔ و بہت سی بہت
سیاں در مونث و بہت سا و بہت سے بایائے مجہول در مذکر و اکٹھے و اکٹھا در مذکر
و اکٹھی و اکٹھیاں در مونث نیز حکم تکرار دارد۔ و سارا و سارے و ساری و ساریاں
نیز ازیں قبیل بود۔ مثال نورن خفا ہوئی بہت سی اور امیر بخش اور ظہورن اور
حسینی آج ہم سے خفا ہوئیں بہت سی و بہت سیاں نیز صحت دارد لیکن نزد بعضے
فصیحاں برائے مفرد و جمع ہماں یک لفظ بہت سی باشد مانند آج ہم سے بہت سی
رنڈیاں خفا ہو گئیں۔ لیکن در مذکر مفرد و جمع باہم تفاوت آید مثال آں فلانا
ہم سے آج بہت سا خفا ہوا۔ اور عمرو اور زید اور بکر آج ہم سے بہت سے خفا
ہوئے۔ و اکٹھا و اکٹھے بایائے مجہول ہر دو برائے مذکر مجموع درست است لیکن
بایائے مجہول افصح باشد و اکٹھی بایائے معروف برائے مؤنث مجموع و اکٹھیاں نیز لیکن
اول فصیح تر بود مثال کئی مرد اکٹھے ہوئے فصیح باشد اور کئی مرد اکٹھا ہوے
صحیح غیر فصیح۔ اور کئی رنڈیاں اکٹھی ہوئیں فصیح اور کئی رنڈیاں اکٹھیاں ہوئیں
برزبان بعضی کئی رنڈیاں اکٹھا ہوئیں ہر دو غیر فصیح باشد۔ و بعضی اکٹھا و اکٹھی
برائے مفرد نیز تجویز نمایند و ایں عبارت شاں مثبت ایں دعوے افتد کہ زید چوڑیوں
کے ساتھ اکٹھا ہوا اور ہندہ سینگی والیوں کے ساتھ اکٹھی ہوئی۔ لیکن ایں عبارتہا
گفتگوئے فصیحاں نباشد۔ اور زید پانی سے تر ہو گیا سارا اور عمرو تالاب میں ڈوب
گیا سارا اور لوگ دریا میں ڈوب گئے سارے لیکن بیشتر دریا را در اردو دریاؤ
استعمال میکنند و بغیر واو ہم از زبان بعضی صاحباں مسموع است۔ اور ہندہ پانی

سے تر ہو گئی ساری یا ہندہ دریا میں ڈوب گئی ساری یا رنڈیاں دریاؤیں ڈوب گئیں
ساری یا ساریاں لیکن اول فصیح تر است۔
دیگر عطف و علامت آں اور بروزن جور باشد۔ و در بعضی مواقع واو در الف غائب
شود و فتحهٔ الف بحال خود ماند و داخل نکردن این حرف در حروف اردو از جہت
عدم ثبوت اصالت است زیرا کہ استعمال در بعضی احیان معتبر نباشد بلکہ در جمیع اوقات
بخلاف گھر و بھر و بندرابن و بنڈول و غیر آں کہ در جمیع احیان بد و حرف بمنزلہ یک حرف
استعمال نمایند۔ مثال زید آیا اور عمرو بمعنی ہر دو آمدند و زید آیا و عمرو آیا ہم صحیح باشد
و اگر فاصلے از قبیل فعل یا اسم فاعل و نظائر آں درمیان معطوف و معطوف علیہ نباشد
در فعل صیغہ جمع ضرور است مانند زید اور عمرو آئے اور نورن اور ظہورن آئیں یا آئیاں
و در زید آیا اور عمرو، عمرو معطوف است و زید معطوف علیہ این مثال فاعل بود
مثال مفعول زید اور عمرو کو دس اشرفیاں دو۔ یا زید اور عمرو کو دس اشرفیاں اور
دس روپئے دو۔ زید اور عمرو مفعول اول اور دس اشرفیاں اور دس روپے مفعول
ثانی۔ و در معطوف و معطوف علیہ فاعل فعل متبع معطوف باشد مثالش آن زید کے
دس روپے اور پانچ اشرفیاں جاتی رہیں یا پانچ اشرفیاں اور دس روپے جاتے
رہے اور پانچ رنڈیاں اور چار مرد آئے یا چار مرد اور پانچ رنڈیاں آئیں۔ مثال
متعلق بحرف دریں جا جمع معطوف علیہ و برائے جمع معطوف آید تین خانگیاں اور دو کسبیوں
سے آج ملاقات ہوئی۔ و ایں قاعدہ در مفعول ہم جاری است مثال تین رنڈیاں
اور چار مردوں کو آج زید نے اشرفیاں دیں۔ و نزد بعضی موافقت شرط است مانند
تین خانگیوں اور چار کسبیوں سے آج ملاقات ہوئی لیکن عدم موافقت فصیح تر است
مثال مفعول تین خانگیوں اور چار کسبیوں کو آج دیکھا و این از اول نیکوتر بود
و در معطوف علیہ صیغہ جمع را ذکر نکردن ہم جائز بود مانند تین خانگی چار کسبیوں سے

آج ملاقات ہوئی یا تین کسبی اور چار خانگیوں کو آج دیکھا - باقی قاعدۂ فاعل مذکر و مؤنث و مفعول با علامت و بے علامت برہمیں قاعدہ قیاس باید کرد۔ و در دو لفظ ہندی و یکی ہندی و دیگر فارسی واو عاطفۂ فارسی آوردن خوب نیست مثل جھاڑو و ٹوکرا یا جاروب ٹوکرا۔

دیگر عطف بیاں و آں علم شے بعد چیزے باشد کہ مثل علم بود از قبیل کنیت غیر آں مثل ابو الحسن و ابو القاسم محمد در عربی و پدر مرزا محسن در فارسی اور مینڈو کا باپ نور خاں در ہندی۔ و فرق درمیان بدل و عطف بیاں بسیار نازک است زیرا کہ ہر دو یکے معلوم می شود مثلاً میں رستم کی ناک مروڑ ڈالنے والا حسن بیگ ہوں یا میں حسن بیگ کا بیٹا محمد بیگ ہوں عطفِ بیاں باشد۔ اور زید بھائی تیرا آیا، یا بھائی تیرا زید آیا یا تیرے بھائی زید نے عمرو کو مارا بدل بود۔ میانہ این عبارت ہا بعد تامل باید دانست کہ تفاوت چیست۔ بالجملہ آنچہ اہل طریق بیان است بگمان راقم واعی این است کہ در عطف بیاں قید علمیت واجب باشد مثل ابو الحسن علی و در بدل چنیں نباشد چرا کہ تیرا بھائی زید آیا اور زید بھائی تیرا آیا ہر دو برابر است۔ در عبارت اول زید بدل و تیرا بھائی مبدل منہ بود و در عبارت دوم زید مبدل منہ و بھائی تیرا بدل باشد۔ لیکن ایں قدر تفاوت موجب تشفی طالب نمی شود چرا کہ دریں عبارت کہ میں رستم کی ناک مروڑنے والا حسن بیگ ہوں اگر حسن بیگ را کہ عطف بیاں افتادہ است بدل گویم نیز جا دارد۔

و علامت تمیز کتنا و کتنے و کے و کئی و عدد باشد و کتنی با یائے معروف مفرد مونث و جمع نیز کتنیاں نیز جمع آں بود۔ و کتنا بیشتر برائے سوال از بزرگی و خردی و ثقل و خفت چیز باشد مانند یہ ڈھیر کتنا ہے یا یہ ٹکڑا کتنا ہے و گاہے متضمن سوال نبود مثال تو بھی کتنا بچا ہے۔ و کتنے با یائے مجہول بیشتر برائے سوال از عدد باشد مانند

کتنے آدمی تمہارے ساتھ گئے تھے و گاہے چنیں نہ بود مثال تم لوگ بھی کتنے بے مروت ہو۔ و بایک کس ہم در مقام تعظیم روا بود۔ و کے با کاف مفتوح و یا ہمیشہ برائے سوال بود مانند کے آدمی تمہارے ساتھ گئے تھے۔ و کئی ہمیشہ مبرا از سوال باشد مثال آں، کئی آدمی اُن کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ و در عدد واحد زن و مرد مساوی باشد مانند ایک رنڈی و ایک مرد و در زیادہ از آں برائے زن صیغۂ جمع درکار است و برائے مرد صیغۂ مفرد مانند دو رنڈیاں اور دو مرد اور تین رنڈیاں اور تین مرد۔ و آنچہ بعضی گویند کہ مرد لفظ فارسی است و از جملۂ آں الفاظ است کہ مفرد و جمع آں یک حکم دارد مانند لڈو و ہاتھی و انار و سیب دریں صورت فرق در مرد و زن ہماں باقی ماند، و الّا باید کہ ہر لفظے کہ بمعنی زن بیاید سوائے واحد، جمع آں مذکور کنند و بمعنی مرد بخلاف آں مفرد و چنیں نیست۔ زیرا کہ مردوا ہم بمعنی مردا است و دو مردوا و تین مردوا گفتن درست نباشد بلکہ دو مردوے اور تین مردوے صحت دارد۔ جواب شاں بضعف این است کہ مراد از لفظ لفظے است کہ در مردان فصیح مروج باشد نہ اینکہ مخصوص بہ زناں۔ پس موافق قاعدۂ کہ ذکر کردہ آمد لفظ مرداں بمعنی زن در ہندی رنڈی و عورت و کسبی و خانگی و کنچنی و ڈومنی و رام جنی و نیک بخت وغیرآں باشد۔ و بمعنی مرد مرد و آدمی و شخص۔ و واؤ و نون غنہ بعد واؤ در آخر اعداد سوائے واحد برائے حصر آید مانند تینوں روپے زید کو دیے یا چاروں تربوز عمرو نے کھائے۔ و در صدہا و ہزارہا واؤ و نون دلالت بر زیادت عدد نماید مثل سیکڑوں اشرفیاں عمرو کو بخشیں اور ہزاروں روپے زید سے لیے و لاک کروڑ زیادہ ازاں نیز در حکم صد و ہزار باشد۔

و مُعرب آں بود کہ آخر آں متغیر شود از جہتے مانند جمع چیزہائے بعیں و بحرکت بشرطیکہ حرف آخر شاں الف باشد در حالت فاعلیت و مفعولیت و اضافت و

و تعلق با بعضی حروف یا مفرد چیزے بعیں و حرکت در وقت فاعل مفعول و مضاف
و متعلق با حرف شدن در فعل متعدی بہماں شرط کہ جمع مذکور شد۔ و مبتدا شدن
نیز در جمع ہمیں قاعدہ را میخواہد مثل پیڑا کہ چوں جمع آں را فاعل آرند الف با
یاء مجہول مبدل شود مانند پانچ پیڑے میرے ہاتھ سے گرے۔ و اگر مفعول
آرند و علامت مفعولیت ہم ذکر کردہ شود بجاے الف مفرد واو و نون جمع
آید مثال آں، آج سات پیڑوں کو میں نے کھایا و بغیر علامت در مفعول
ہم ہماں یاء مجہول بجاے الف کافی است مثالِ اینکہ چار پیڑے آج میں نے
کھائے۔ و در اضافت و تعلق حروف ہم واو و نون بجاے الف صحیح باشد
والا غلط مثال پیڑوں کا مزا اچھا ہے اور پیڑوں سے ہرگز جلیبیاں بہتر نہیں
مثال مبتدا دو پیڑے ٹوکری میں اور ہیں یا تین پیڑے ٹوکری میں اور باقی ہیں
مثال مفرد۔ ہرگاہ آنرا فاعل فعل متعدی ساختہ نے را کہ علامت تعدیہ ست بعدِ
آں بلا فاصلہ آرند الف با یا مبدل گردد مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب
کیا۔ و در فعل لازم الف بحال خود مانند مثال آں، ایک پیڑا ٹوکری سے گر پڑا۔
و در حالت مفعولیت ہم یاء مجہول بجاے الف آید۔ مثال آں، ایک پیڑے کو
میں نہیں کھاتا چار پانچ ہوں تو کھاؤں۔ و اگر علامت مذکور نکنند الف بحال خود
ماند مانند اینکہ، ایک پیڑا میں نہیں کھاتا۔ مثال مضاف ایک پیڑے کا ٹکڑا میں
نہیں کھاتا۔ مثالِ متعلق با حرف ایک پیڑے سے اپنا پیٹ کب بھرتا ہے۔ دیگر
کا علامت اضافت است در مذکر بیان آں در بحث اضافت گزشت۔ دیگر
یا و نون غنہ و الف و نون غنہ جمع کہ در حالت فاعل و مبتدا شدن دال بر فاعلیت
و مبتدا شدن باشد مانند گاجریں چلیں اور گاجریں ٹوکری میں ہیں اور مولیاں
بازار میں آئیں اور مولیاں گڑوی ہیں۔ در وقت مفعول و مضاف و متعلق شدن با حرف

الف ونون ویا ونون با علامت مفعول واو ونون مستعمل گردد چوں گاجروں کو مول لاؤ اور مولیوں کو بیچ ڈالو۔ وبے علامت مفعول بحال خود مانند مثالِ آں گاجریں مول لاؤ اور مولیاں بیچ ڈالو۔ ودو حالِ دیگر ہمیشہ واو ونون مذکور شود مانند گاجروں کا مول اور مولیوں کا مزا اور گاجروں سے پیٹ دُکھتا ہے اور مولیوں سے طبیعت سیر ہو گئی۔ دیگر مضاف ایں ہم چوں چیز مفرد بحیس و حرکت باشد مثال زید کا بیٹا گھوڑے سے گر پڑا ایں فعل لازم بود درینجا ہیچ عمل نکرد۔ مثال فعل متعدی زید کے بیٹے نے آج گھوڑا دوڑایا اور زید کے بیٹے نے عمرو کے بھانجے کو مار ڈالا اور زید کے بیٹے سے مجھے نفرت ہے۔ وبحذف علامت مفعول درحالت مفعولیت متغیر نشود مثال، زید نے عمرو کا بیٹا مار ڈالا۔

ومبنی آنست کہ اصلا دراں تغیر راہ نیابد مانندِ فک کسرہ درمضاف ومضاف الیہ فارسی دروقت مضاف شدن مضاف الیہ بزبان اُردو مثل ہندوستان کا والی اور زید کا غلام کہ قلبِ آں غلام زید کا اور والی ہندوستان کا باشد کسرۂ آخر غلام و والی بایں خیال کہ دراصل غلام زید ووالی ہندوستان بکسرۂ میم ویا بودہ اند غلط است۔ دیگر تقدیم صفت بر موصوف مانند بُرا آدمی اور بھلا آدمی کہ الف آں درحالتِ مفعولیت وجمع وغیرآں یاءِ مجہول گردد یا واوِ مثالِ آں بُرے آدمیوں سے خدا پناہ میں رکھے اور بُرے آدمیوں کو خدا غارت کرے یا بُرے آدمیوں نے گھر خراب کیے ہیں یا بُروں سے ڈریے یا بُرے سب زمانے میں کامیاب ہوتے ہیں یا کامیاب ہیں۔ غرض ما از عدم تغیر عدم تقدم موصوف بر صفت است۔ دیگر الفاظیکہ جمع ومفردِ آں یکی باشد چوں لڈو وکدو وشلغم وہاتھی وغیرآں۔ دیگر حاصل بالمصدرے کہ بہ پن سازند چوں شہدپن ولڑکپن ودیواپن وبچپن کہ اصل آں شہداپن ولڑکاپن ودیوانہ پن یا دیوانا پن وبچہ پن یا بچاپن باشد

یعنی ما قبل حروف محذوف باید کہ مبنی بر سکون بود۔ دیگر اعلام مرکّب یعنی نامہائے
مرکب کہ آخرِ کلمۂ اول آنہا دائماً مبنی بر سکون باشد چوں احمد علی و حیدر علی و
محمد حسین و احمد حسین و محمد جعفر و مرتضیٰ حسن۔ دیگر مبدل منہ مانند مرزا کلّو بیگ و غیر آں
و میر مُنو و غیرِ آں و شیخ لکھو و غیر آں مرزا و میر و شیخ و ہرچہ ازیں قبیل بود مانند امام در
امام جعفر صادق و دیگر ائمہ علیہم السّلام و شاہ در شاہ کلو و دیگر فقرا و بابا در بابا فغانی
و دیگراں و لالا در لالا بہاری لعل و غیر آں و مسر در مسر کرپا رام و غیر آں و پنڈت در
پنڈت منسا رام و غیر آں و کاکا در کاکا سندر داس و غیر آں و نواب در نواب
نظام الملک و غیر آں ہمہ مبنی بر سکون در آخر بود۔ دریں صورت خواجۂ نقش بند
بہمزۂ مکسور و مرزائے کلو بیگ بکسرۂ یا و میر منو بکسرۂ را و شیخ لکھو بکسرۂ خا و امام جعفر
بکسرۂ میم و شاہ کلو بکسرۂ ہا و بابائے فغانی بیائے مکسور غلط محض باشد۔ ہمچنیں حال
الفاظ باقی۔ بالجملہ مبنی را نحویاں ہشت قسم شمردہ اند۔ از انجملہ یکے مرکب است کہ امثلۂ
آں ذکر کردہ شد۔

دیگر مضمرات یعنی ضمیرہا۔ و آں در عربی ہفتاد و در ہندی سی و پنج [35] بود۔ پنج منفصل
برائے فاعل آید وہ یا و۔ و برائے مفرد مذکر غائب و مونثِ آں و تثنیہ و جمعِ ہر دو و نیز
نزدِ بعضی وے برائے تثنیہ و جمع ہر دو بیائے مجہول باشد۔ اما فصحا ایں قول را قبول
ندارند و زبانِ مُلّا ہائے مکتبی پندارند۔ و برائے حاضر مذکر مفرد و مونث آں۔ تُو۔ افصح
و زبان قدیمانِ اُردو تیں بود۔ و تم برائے تثنیہ و جمع و ہر دو۔ و برائے متکلم مفرد و
مذکر و مونث میں۔ و برائے تثنیہ و جمع ہر دو ہم۔ و شش دیگر منفصل برائے مفعول
تجھے میں ماروں گا برائے مفرد و مذکر و مونث حاضر۔ تمھیں میں ماروں گا برائے
تثنیہ و جمع ہر دو۔ مجھے تُو مارے گا برائے متکلم مفرد مذکر و مونث۔ ہمیں تُو مارے گا
برائے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اُسے تُو مارے گا برائے مفرد غائب مذکر باشد یا مونث۔

اُنھیں تو مارے گا تثنیہ و جمع و ہر دُو - و شش متصل برائے فاعل باشد مانند کیا اُس نے اور اُنّے با نون مشدد نیز صحیح باشد این مثال مفرد مذکر و مؤنث غائب است۔ اور کیا اُنھوں نے جمع و تثنیہ و ہر دُو - اور کیا تُو نے اور کیا تم نے، اوّل برائے مفرد مذکر و مؤنث حاضر و دُوم برائے تثنیہ و جمع ہر دُو - اور کیا میں نے اور کیا ہم نے اور میں کیا یا کیا میں بجائے میں نے کیا اور کیا میں نے لفظ غیر فصیحان شہر باشد، اوّل برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث دُوم برائے تثنیہ و جمع ہر دُو - و شش دیگر متصل برائے مفعول آید و این ہماں شش ضمیر است کہ منفصل برائے مفعول آید - و مجھکو بجائے مجھے و ہمکو بجائے ہمیں و اُسکو بجائے اُسے و اُنکو بجائے اُنھیں و تجھکو بجائے تجھے و تمکو بجائے تمھیں نیز روا باشد۔ و بمنزلہ مارا مجھے اور مارا ہمیں اور مارا اُسے اور مارا اُنھیں اور مارا تجھے اور مارا تمھیں۔ و شش دیگر متصل متعلق حرف باشد مانند اُس سے برائے مفرد غائب مذکر و مؤنث اور اُن سے جمع و تثنیہ آن تجھسے اور تم سے اول برائے مفرد حاضر مذکر و مؤنث و دُوم برائے تثنیہ و جمع ہر دُو - اور مجھ سے اور ہم سے اول مفرد متکلم مذکر و مؤنث، دُوم برائے تثنیہ و جمع ہر دُو - و شش دیگر از متصل برائے اضافت آید مانند غلام میرا برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث - اور غلام ہمارا برائے تثنیہ و جمع ہر دُو - اور غلام تیرا اور غلام تمھارا اور غلام اُس کا اور غلام اُنکا۔ مجموع ضمیرہا نزدِ فصیحان بحسابے سی و پنج باشد و نزدِ غیر فصیحان سی و شش، چرا کہ این جماعت برائے فاعل ضمیر منفصل غائب در مثنٰی و مجموع وے بکسر واؤ و یاء مجہول ثابت کنند و بحسابے دیگر سی نزد غیر فصیحان و بست و نہ پیش فصیحان در صورتیکہ ضمیر متصل مفعول را در شمار نیارند و ہماں ضمیر منفصل مفعول را کافی دانند۔ و تیں داخل حساب نمی تواند شد، بدو جہت یکی اینکہ زبان فصیحان نیست دیگر از برائے اینکہ دُو لفظ مترادف حکم یک لفظ دارند۔ و ضمائر با واسطے و لیے و خاطر

با وجود تبدیلِ الف با یاء مجہول و معروف داخلِ ضمیر ہائے اضافت بود، مثال
تیرے واسطے اور تیرے لیے با یاء مجہول اور تیری خاطر با یاء معروف اور تمہارے
واسطے اور تمہارے لیے با یاء مجہول اور تمہاری خاطر با یاء معروف اور اُسکے
واسطے اور اُسکے لیے با یاء مجہول اور اُسکی خاطر با یاء معروف اور اُنکے واسطے اور
اُنکے لیے با یاء مجہول اور اُنکی خاطر با یاء معروف اور میرے واسطے اور میرے لیے
با یاء مجہول اور میری خاطر با یاء معروف اور ہمارے واسطے اور ہمارے لیے با یاء
مجہول اور ہماری خاطر با یاء معروف۔ اور اُنھوں کے واسطے بجائے اُنکے واسطے
و ہمچنیں اُنھوں کے لیے اور اُنھوں کی خاطر نیز زبانِ غیر فصیحانِ اُردو باشد۔ و
اُسکنے بمعنی نزدیک ہم مثل واسطے و لیے در عمل باشد مانند میرے کنے با یاء مجہول در
ضمیر متکلم۔ و واسطے و لیے در اُردو و فارسی مضاف شمردہ شود و در عربی حروفِ جر
کنندۂ لفظ باشد۔ و اُنھیں سے در اصل اُن ہی سے باشد لیکن حالا استعمالِ نقل
نیکوتر از اصل باشد۔ و میرا و تیرا کہ میرے و تیرے شدہ است داخل متغیرات نمی
تواند شد زیرا کہ متغیر آں باشد کہ از سبب متغیرے تغیرے دراں راہ یافتہ شود و ایں
از روزِ اول چنیں مقرر گشتہ ہیچ چیز دراں موثر نیست مانند نے کہ پیڑا را پیڑے می سازد
در حالت مفرد بودن نہ بہ جمع مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب کیا ہے۔ یا کو کہ
در حالت مفعولیت بعد مفعول می آید مثال آں ہیں ایک پیڑے کو بھی کھا نہیں سکتا
ہوں۔ یا سے بمعنی از مثالِ آں ایک پیڑے سے ہمارا پیٹ کب بھرتا ہے۔ یا کا
کہ برائے اضافت است مثال آں ایک پیڑے کا بھی پکانا تو مجھے دوبھر ہے۔
و دیگر اسماء اشارہ، و آں برائے مبتدا اگر جمع نباشد (یہ) و (یے) مقرر است برائے
جمع یہ لوگ وہے لوگ۔ مثال آں یہ بُرا ہے یا اچھا ہے برائے مفرد مذکر۔ یہ بُری ہے
یا اچھی ہے برائے مفرد مؤنث۔ مثال بجمع مذکر یہ لوگ سب اچھے ہیں۔ برائے

جمع مؤنث ہماں مفرد باشد مثل یہ سب اچھے ہیں۔ وبرائے فاعل فعل لازم نیز (یہ)
و (یے) و یہ لوگ ویے لوگ مثال آں یہ موا یا یے جیا یا یہ موئی یا یے اچھی ہوئی
و یہ لوگ سب مرگئے اور یہ سب مرگئیں۔ ایں جا ھم برائے مؤنث
ہمہ مفرد مقرر است وگاہے یہ ہم بجائے یہ لوگ آرند مانند یہ سب مرگئے۔ وبرائے
فاعل متعدی وچیز متعلق با حرف اگر مفرد است اُس موضوع است وہمچنیں برائے
مفعول ہمیں اُس۔ مثال فاعل اُس نے مجھے بہت ستایا ہے مثال مفعول اور اُسکو
میں بہت چاہتا ہوں، مثال متعلق با حرف اور اُس سے مجھے کچھ غرض نہیں۔ واگر
جمع است برائے فاعل اُنھوں نے وبرائے مفعول اُنھوں کو و اُنکو وایں افصح بود
ازاں۔ و اُنھوں سے و اُن سے برائے متعلق با حرف و اُن سے فصیح تر از اُنھوں
سے باشد۔ مثال آں اُنھوں نے ہمیں بہت عاجز کیا ہے اور اُنکو خوب سا میں بھی
خراب کروں گا۔ اور اُن سے خدا پناہ میں رکھے۔ و اُس نے کہ درمیان داس
مفرد مذکور باشد در روزمرۂ فصیحاں با اُنے مبدل شود۔ ودریں سطور اخیرہ کہ مبنی
برائے افادۂ فاعل ومفعول ومتعلق با حرف بود مؤنث ومذکر یک حکم دارد۔
دیگر موصولات وآں جزوے بود از جملہ بمنزلۂ مبتدا نہ مبتدا زیراکہ مبتدا جزو اصلی بود
و موصول جزو غیر اصلی راجع بجانب جزو اصلی۔ وآں برائے مذکر مفرد جونسا وجو و
برائے جمع مذکر جونسے و جو وبرائے مفرد مؤنث جونسی (بیائے معروف) وجو و جمع آں
جونسیاں وجو وفصیحاں در جمع ہم جونسی آرند، و جونسیاں از استعمال فصیحان محتاط
بیروں است بلکہ بجائے آں جو بر زباں دارند لیکن خلاف اُردو نیست۔ اور جس نے
اور جنے اور جنھوں نے اور جسکو اور جنکو اور جس سے اور جن سے مذکر و مؤنث اینجا
ہم یکساں است۔ وبعضی زناں وزن سیر تال ہمہ جا بجائے جیم کاف آرند وایں
صحت ندارد گو آں جماعت ہم داخل در اہل اُردو باشند۔ وایں ہمہ کہ گفتہ شد

برائے ذوی العقول موضوع است، بر غیر ذوی العقول اطلاق آں روا نبود و بجائے جس، جس کسی ہم صحت دارد، مثال آں ہم قائل اُس رئیس کے ہیں جو نسا رعیت پرور ہے اور ہم قائل اُس سردار کے ہیں جو رعیت پرور ہے۔ ایں مثال برائے مفرد مذکر مبتدا است۔ مثال مؤنث مفرد مبتدا، ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جو نسی مفلس شوہر کی چاہنے والی ہے اور ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جو مفلوک شوہر کی چاہنے والی ہے۔ مثال جمع مذکر مبتدا ہم قائل اُن لوگوں کے ہیں جو نسے مفلس آشنا پر فدا ہیں یا جو مفلس آشنا پہ فدا ہیں۔ مثال جمع مؤنث مبتدا میں قائل اُن بیویوں کا ہوں جونسی یا جونسیاں یا جو اپنی فقیر شوہر کی بادشاہ سے زیادہ چاہنے والی ہوں۔ مثال برائے مؤنث فاعل فعل لازم نہ متعدی، زیرا کہ فعل لازم بمنزلۂ خبر است مانند اینکہ میں قائل اُس رنڈی کا ہوں جو کل فیض آباد سے آئی ہے یا دلّی کو گئی ہے۔ مثال مذکر، میں قائل اُس گوّیے کا ہوں جو کل قدم شریف میں آیا تھا۔ اگر کسی گوید کہ حصر ایں خصوصیت در فعل لازم چہ ضرور فعل متعدی ہم بمنزلۂ خبر میتواں شد مثال آں میں قائل اُس کلاونت کا ہوں جو منظفر خاں کے سامنے میٹھا کل گاتا تھا دُھرپت کو، جوابش این است کہ عمل فعل متعدی در صیغۂ ماضی کہ مثال مارا و لایا باشد قوی تر است ازاں صیغۂ ماضی کہ از قبیل لاتا تھا یا لاتا باشد و حال و مستقبل خود داخل حساب نیست چنانچہ تحقیق آں در جزیرۂ صرف گزشت و مراد ما نیز از فعل متعدی صیغۂ ماضی بانے باشد۔ بالجملہ جسنے برائے فاعل مذکر و مؤنث مفرد است و جنے ہم بجائے جسنے صحیح باشد و جنھوں نے برائے تثنیہ و جمع آید مثال مذکر، قربان اُن دوستوں کے ہو جیے جنھوں نے دوستوں کے واسطے جان دی ہو مثال مؤنث نیز ہمین است۔ و جسکو و جنکو برائے مفعولیت خواہ مذکر باشد خواہ مؤنث، اول برائے مفرد دوم برائے تثنیہ و جمع۔ مثال آں، آج خلعت دیا جناب عالی نے

جس کو کل میاں آفریں اور میاں تحسین حضور میں لائے تھے اور آج میاں تحسین اور میاں آفریں حضور میں لائے اُن دونوں غریبوں کو کہ جنکو پرسوں جناب عالی نے برج پر سے دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ دو شخص نئے اس شہر میں نظر آئے ہیں۔ مثال مؤنث آج دس ہزار روپے کا جواہر حضور سے اُس رنڈی کو ملا جس کو پرسوں سونے کے کڑے عنایت ہوے تھے اور آج حکم حضور سے میر منیڈھا کو یوں پہنچا کہ چار گھڑی دن رہے اُن رنڈیوں کو لیکر آؤ جنکو وارث علی مراد آباد سے ساتھ لے کر آیا تھا۔ و جیسے و جنسے متعلق با حروف بود، مذکر و مؤنث اینجا ہم برابر است، مثال مفرد مؤنث، وہ رنڈی آج حضور میں خوب گائی جس سے پرسوں کلّو خوب لڑی تھی۔ مثال جمع مؤنث دو رنڈیاں آج حضور میں میر منیڈھا کی نالش لائی تھیں جن سے قلندر و منیا کو لاگ ہے مثال مفرد مذکر آج وہ گویا حضور میں آیا ہے جس سے شکر مکھن ہمیشہ سر حساب تھے۔ جمع مذکر، آج دو گوئیے حضور میں حاضر ہیں کہ جن سے میر بولا قوال کے بیٹے دلی میں کبھی مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ در ہمیں مقامہا یعنی فاعل و مفعول و متعلق با حرف بجاے جس جس کسی درست آید و جن کنھی با ہا در نون غائب شدہ و یاء معروف ہم بجاے جس کسی می آید لیکن منحصر در فاعل بود۔ مثال آں جن کنھی نے ہمیں دو روپے دیے ہمنے اُسے دس روپے دیے و زبان فصیحان اُردو نیز نباشد۔ الفاظ مذکورہ در اُردو مقابل الذی و التی و اللذان و اللذین و اللتان و اللتین و الّاتی در عربی است۔ دیگر جو کوئی و جو صاحب جو لوگ ایں براے فاعل آید۔ بہتر انیست کہ در فعل ضمیر مذکر باشد در حالت تذکیر و تانیث و مفرد و جمع، مثال مفرد، جو کوئی ہمارے پاس آوے گا ہم بھی اُسکے پاس جائیں گے خواہ چنگیز خاں خواہ بنّو ڈومنی ہو۔ اور جو ہمارے پاس آوے گا نیز چنیں باشد۔ اور جو لوگ یا جو صاحب ہمارے پاس بیٹھیں گے ہم بھی اُنکے پاس بیٹھیں گے خواہ ہفت ہزاری امیر اور ساہوکار ہو خواہ منّا اور مہتاب

واگر در فعل ضمیر مؤنث آوردن ضرور افتد در مؤنث تصریح اسم مؤنث بعد جو کوئی و جو
باید کرد لیکن جو از جو کوئی بہتر باشد، مثال، جو عورت ہمیں چاہے گی ہم بھی اُسے
چاہیں گے اور جو ہمیں چاہے گی ہم بھی اُسے چاہیں گے از بلاغت دور است۔ و در
جمع جو عورتیں باید گفت این ہم برائے ذوی العقول است۔ و در ہم مفعولیت و تعلق با
حرف جس و جس کسی اینجا ہم مناسب است مثال مفعول مفرد مذکر بود خواہ مؤنث
جسکو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی ہمیں کہے گا یا جس کسی کو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی
ہمیں بیجا کہے گا۔ مثال مفرد متعلق با حرف خواہ مذکر خواہ مؤنث جس سے یا جس
کسی سے ہم بیزار ہیں وہ بھی ہم سے بیزار ہے۔ مثال مفعول جمع مذکر بود یا مؤنث،
جنھوں کو ہم ذلیل جانیں گے وہ بھی ہمیں ذلیل جانیں گے اور جن لوگوں کو اور
جن صاحبوں کو ہم بجائے جنھوں کو درست باشد۔ مثال متعلق با حرف جمع مذکر
باشد یا مؤنث، جنھوں سے ہم الفت رکھتے ہیں وہ بھی ہم سے الفت رکھتے ہیں
و بعضی دریں چند لفظ ہ را حذف نمایند یعنی جنوں و اُنوں و جنیں و اُنیں و نمیں
و تمارا و ہات و سات و ہونٹ۔ لیکن چار لفظ اول را اینجا بیان نشان دہند
و پنج لفظ آخر را از دو خاص نپدارند و بعضی شعرا نیز پیروی شان اختیار کردہ اند و بعضی
اُنھوں را نیز داخل این الفاظ کردہ اند۔ چند کس را مسلم دانند چند کس حذف
کنند و سبھوں ہم مثل اُنھوں خواہ با ہا خواہ بغیر ہا۔ و بغیر ہا اگرچہ در اہل اردو نزد
بعضی درست نہ بود لیکن از اُنھوں افصح و دلچسپ باشد۔ و در عربی مقابل این
الفاظ در جمیع حالات مَن موصولہ بود و فرق در اَلَّذِی و مَن آنست کہ اَلَّذِی
موصوفے ماقبل خود میخواہد بخلاف مَن کہ خود موصوف یا مابعد گردیدہ مبتدا می شود۔ و
زنانی و دوگانا چان را دریں مقام از تبدیل جیم در جو کوئی و جو با سین گریز نباشد
مثال سو کوئی چاہے ہمیں کہہ لے ہم کچھ کہتے نہیں یا سو بات تم نے کہی سو میں نے

سُنی یا سو چاہے سو یہاں کا مالک ہو۔ دیگر جو کچھ و جو قائم مقام ہر چہ و آنچہ در فارسی و ما در عربی، مثال آں، جو کچھ تم چاہو سو فرماؤ یا جو تم چاہتے ہو سو کرتے ہو، ایں از برائے ذوی العقول است۔ اینجا ہم بجائے جو کچھ سو کچھ و بجائے جو سو زبان ترناخیبها باشد۔ دیگر کوئی سا برائے مفرد مذکر و کوئی سی برائے مفرد مؤنث، ہر دو غیر ذوی العقول۔ دونوں گھوڑوں میں سے کوئی سا پسند کرو سو لو یا دونوں شیشوں میں سے کوئی سی پسند کرو سو لو۔ و بجائے سو دریں مقام تو ہم مناسب با ما قبل بود۔

دیگر کنایات و آں برائے عدد کتنے و کئی و کئے باشد و تفصیل آں گزشت۔ و کتنے را بعضی بتشدید کِتّے گویند۔ و کئی و کئے فارغ از مفرد و جمع بود بلکہ ہمیشہ دال بر جمع بود۔ و کتنے فرع کتنا ست ازیں سبب کہ کتنے برائے جمع آید و جمع فرع مفرد باشد پس کتنا اصل کتنے بود و کتنی ہم با یاء معروف ازیں جہت کہ تانیث فرع تذکیر است ہم فرع آں باشد۔ و کس قدر ہم با کتنے با یاء مجہول و با کتنی با یاء معروف و با کتنا مرادف باشد۔

دیگر اسماء وافعال و آں عبارت از لفظی چند است کہ در اصل اسم اند و معنی فعل ازاں پیدا اگر دد مانند ہاں جی بمعنی زود شو مثلاً زید را پیش عمر و بستہ آوردہ اند، عمر و بنوکران خود میگوید کہ ہاں جی یعنی زود شوید بزنید او را تا خبر چرا ر وا داشتہ آید۔ دیگر بیٹا بیٹا یا بھائی میرا یعنی کار خود بکن۔ بیشتر گاڑی باناں گاؤ را و قتیکہ ماندہ می شود و در رفتن راہ سستی میکند بھائی میرا گویند بجائے ایں عبارت کہ چرا کار خود را نمیکنی یعنی در راہ رفتن کہ کار تست سستی مکن۔ و بیٹا بیٹا آواز نوکران خدمت گزار اسپ باشد کہ وقت شوخی بیٹا بیٹا گفتہ صدا دہند و مراد ازاں شوخی مکن گیرند۔ و نزد بعضی اینہا داخل اسماء افعال نہ بود بلکہ قاعدہ حذف یا تقدیر را دریں مقام معتبر دانند،

گویند از بتیا بتیا شوخی ممکن محذوف است یا دراں مقدر است۔ ہمچنیں در بھائی میرا کاہے
خود ممکن مقدر یا محذوف ازاں باشد و درہائی جی زود شوید مقدر یا محذوف ازاں۔ و اسمائے
افعال مثل ہائے از زبان مرد باشد و اوہ از زبان زن باشد بمعنی باش ایں اختلاط
ممکن۔ و مانند ایں و ہیں خواہ مرد گوید خواہ زن بمعنی خاموش شو ایں چہ اختلاط است
یا بس بمعنی ایں چہ حرکت است۔ و بھلا بمعنی خواہم فہمید۔ و بہت خوب ہم ہمیں معنی
و کہاں بمعنی اینجا بیا۔ و ہوں نیز بمعنی خاموش شو۔
دیگر اصوات مانند قو برائے بو دنہ تا از زنجیری بروں آید۔ و کوّے کی جو رو برائے
گویا کردن کوئل ایں صداہائے اطفال برائے آگاہ کردن کوئل است۔ و
ایں ایں صداہائے اطفال برائے آگاہ کردن پدر و مادر از حال خود۔ و ہیل ہیل
و بری بری و دھت دھت کہ صدائے فیلبا ناں باشد از ہمیں قبیل است۔
دیگر ظروف و آں عبارت از لفظی است کہ دراں گنجایش چیزے باشد۔ و از ظروف
انچہ مبنی است چند لفظ بود یکی از انہا آگے بود دیگر پیچھے مثال آں میں نے آگے ہی
کہدیا تھا یا میں نے اس بات کے آگے یا اس بات سے آگے کہہ دیا تھا۔ میں نے
پیچھے سمجھا یعنی اس بات کے پیچھے سمجھا یا اس بات سے پیچھے سمجھا۔ آگے و پیچھے در
وقتے ظرف کردہ شوند کہ گنجایش بمعنی اضافت دراں ممکن باشد چنانکہ گفتہ اند۔
و جب و جوں و جوہیں و جبھی و جسوقت و جس گھڑی ہمہ ظروف بود۔
و اسمائے تعظیم یکی آنکہ با جان در القاب نسا مرکب بودنہ در اعلام زیراکہ بیگمی جان آئی
گویند و اگر کسی بہ تعظیم آئیں ہم بگوید مراعات از طرف اوست و الا بیگمی جان آئی
روزمرۂ فصحائے اُلاد و است بخلاف انّا جان و انا جان و باجی جان و خالا جان
و چچی جان و ممانی جان و پھپھی جان کہ انہارا بہ تعظیم آئیں گفتن فصیح تر است از آنکہ
آئی گفتہ شود۔ دیگر ہر چہ بعد بی و بی بی بود چوں بی ہو آئیں و بی بی گنا آئیں۔

وجان وجی درمذکر ہم فائدۂ تعظیم می بخشد مانند باواجان وچچاجان وعموجان و
خالوجان وپھپھاجان وبھائی جان وباواجی واخون جی واُستادجی ومیاں جی۔
باواجان آیا درست نیست باواجان آئے پسندیدہ تر بود۔ ودیگر الفاظ ہم مانند
باواجان باشد۔ وصاحب در مذکر ومؤنث ہردو مفید تعظیم افتد مانند باواصاحب
وبھائی صاحب وانا صاحب وخالا صاحب وپھپھی صاحب وبیگم صاحب وخانم صاحب۔
باواصاحب آئے باید گفت باواصاحب آیا نباید گفت وبیگم صاحب آئی خوب نباشد
بیگم صاحب آئیں روزمرۂ اُردو باشد۔ ومیاں وقبلہ وسائیں لقب فقرا واجی مشترک
در زن ومرد۔ میاں آئے صحیح ومیاں آیا غلط۔ ہم چنیں قبلہ وسائیں واجی۔ مثل اجی
اُٹھو نہ اجی اُٹھ القاب تحقیر۔ ہرچہ در مذکر ومؤنث بغیر جان وجی آید مانند میرا باوا
آیا وزید کا باپ آیا نہ آئے اور عمرو کی ماں آئی نہ آئیں اور فلانے کی بہن آئی نہ آئیں۔
لالہ وچچا وبھیا وبھائی مشترک مثل لالا آیا ولالا آئے ہردو یکساں است وباقی مثل لالا ومیر ومرزا
جمیع القاب مثل شیخ ونواب ومولوی وملا۔ ومیاں (از دو لقب نہ بمعنی پدر مصطلح بعضے بیرونیاں
در شہر کہ بیشتر گزشت) ومیراں ومہاراج ورائے وغیر آں تعظیم رامیخواہند، مانند شیخ ولی محمد آئے
نہ آیا اور نواب احترام الدولہ آئے نہ آیا بخلاف ولی محمد آیا نہ آئے اور احترام الدولہ آیا نہ آئے
اور مولوی سُبحن آئے نہ آیا اور میراں سید بڑے آئے نہ آیا اور مہاراج آئے نہ آیا اور رائے لگانی
مل آئے نہ آیا ومیر گھسیٹا ومیر مستیا را بہ تعظیم میر گھسیٹے ومیر مستیے گفتن عادت دہقاں باشد
نہ شہریاں۔

# شہرِ دوم در ذکرِ فعل

وآن بر چند گونہ است یکی آنکہ فاعل را خواہد و مفعول بہ را نخواہد۔ دیگر آنکہ ہر دو را خواہد
مانند آیا زید اور مارا زید نے عمرو کو۔ اول را لازم و ثانی را متعدی نام نہند۔ و ناقص
آنکہ فاعل ہو بستہ مبتدا باشد و خبر او اسم فاعل یا مفعول یا شبیہ آن مثل صفت مشبہ و غیر
آن و مانند اسم جامد بہ ندرت۔ ذکرِ افعال تامہ درینجا از جہتِ بیانِ کثرتِ امثلہ پیش
ازین تحصیل حاصل است۔ آمدم بر سرِ افعالِ ناقصہ کہ چند لفظی است در اردو مانند تھا
اور ہوا اور ہو گیا اور بنا اور واقع ہوا اور ٹھہرا اور مقرر ہوا اور ٹھہر گیا اور بن گیا اور
مقرر ہو گیا اور نکلا اور نکل پڑا۔ مثال آن تھا زید بیٹھا، ہوا زید ذلیل، ہو گیا زید تباہ،
بنا زید سانگ ہولی کا۔ واقع ہوا زید مسخرا۔ ٹھہرا زید لڑکوں کا کھلونا۔ مقرر ہوا زید
یاروں کا بھڑوا۔ ٹھہر گیا زید گانے سے ڈومڑا۔ بن گیا زید بھانڈ۔ مقرر ہو گیا زید
بھانٹا۔ نکلا زید شہدا۔ نکل پڑا زید لچا۔ مثال اسم جامد ہوا زید عمرو۔ و این امثلہ بطور
ترجمۂ عبارت عربی بعینہا در ہندی بود والا افعال ناقصہ در ہندی بعد مبتدا و خبر باشد۔
مثال زید بیٹھا ہوا تھا۔ اور زید ذلیل ہوا۔ اور زید تباہ ہو گیا۔ اور زید ہولی کا سانگ بنا
اور زید مسخرا واقع ہوا۔ اور زید لڑکوں کا کھلونا ٹھہرا۔ اور زید یاروں کا بھڑوا مقرر ہوا
اور زید گانے سے ڈومڑا ٹھہر گیا اور زید بھانڈ بن گیا۔ اور زید بھانٹا مقرر ہوا۔ اور
زید شہدا نکلا۔ اور زید لچا نکل پڑا۔ و سوائے این نیز افعال ناقصہ درست میتوانند شد
بمراعاتِ ایجاز ہمین قدر برائے مثال کافی است۔ از اصطلاحِ نحویان عرب مجبورم
والا نزدِ راقمِ آثمِ ہیچمدان فعل متعدی و آنچہ بحال محتاج باشد نیز ناقص است ازین سبب
کہ جملہ افعال متعدی بغیر ذکر مفعول بہ و جملہ محتاج بذکر حال بے ذکر حال بتمامی نمیرسد و تام

آں بود کہ جملۂ آں محتاج ہیچ چیز نباشد مانند آیا زید کہ در فعل لازم است بدیہی است کہ مارا زید نے ناقص است تاوقتیکہ عمرو کو نگویم۔ اور اُٹھا زید روتا ہوا یا دیکھا میں نے زید کو ہنستا ہوا، اول بغیر ذکر روتا ہوا وثانی بغیر ہنستا ہوا کہ حال است جملہ ناتمام است وجملہ بہ زبان ہندی بات ودر عربی کلام است۔ دیگر افعال مقاربت وآں برائے اُمید وغیر آں آید، مثل ایسا ہووے اور یوں ہووے اور اس طرح ہووے اور دیکھیے اور خدا جانے اور کون جانے اور کون جانتا ہے۔ شرط است کہ میانۂ جملۂ فعلیہ کہ بعد ازیں افعال مذکور شود وایں افعال حرفِ کافِ بیانی آرند مثال۔ ایسا ہووے کہ زید آج آوے۔ اور یوں ہووے کہ عمرو کل گھر جاوے۔ اور اس طرح ہووے کہ بکر کو تپ دق ہو جاوے۔ اور دیکھیے کہ آج فیض آباد سے بہلیں آتی ہیں یا نہیں۔ اور خدا جانے کہ آج فیض آباد سے چھکڑے روئی کے آتے ہیں یا نہیں۔ اور کون جانے کہ فیض آباد سے روئی کے چھکڑے کل آویں گے یا نہیں اور کون جانتا ہے اور کیا جانیے کہ میوہ ولایت کا دلی میں آچکا یا نہیں۔ وبعضی بیرونیاں بجائے کیا جانیۓ جانے فقط یا یائے مجہول استعمال کنند۔ وحرفِ نفی کہ بعد حرف تردید یعنی یا باشد بنا بر مراعات روزمرۂ اُردو است والّا اہتمام برائے ثبوتِ نسبت بود وآں بدون حرفِ تردید وحرف نفی حاصل است۔ دیگر افعال مدح وذم مانند پڑھا وگھُلا وکھلا وموا وٹوٹا وپھٹا ولٹا وچھکا ودھوا وچمکا وبگڑا وکھِلا۔ پوشیدہ نماند کہ ایں الفاظ صیغہائے ماضی است بعضی در مقام مدح آید وبعضی برائے ذم۔ اما آنچہ برای مدح بود شش لفظ است کہ پڑھا وگھُلا وکھُلا وکِھلا وہُوا وچمکا باشد۔ مانند پڑھا آدمی ہے زید اور گھُلا آدمی ہے زید۔ اور کھُلا مکان ہے صحرا۔ اور دھوا کپڑا ہے بدن زید کا۔ اور چمکتا ستارا ہے مکھڑا گُننا کا۔ اور کِھلا پھول ہے دہانا بنو کا۔ واما ہر چہ برائے ذم باشد نیز شش لفظ بود کہ موا وٹوٹا وپھٹا ولُٹا وچھکا وبگڑا است۔ مثال آں موئی جوں ہے زید۔

بکرا موٹا اونٹ ہے زید۔ چھکا مغل ہے زید۔ لُٹا بدن ہے عمرو کا۔ پھٹا ڈھول ہے سر زید کا۔ حقّہ ہے نوما
و دیگر الفاظ و رائے الفاظ مذکورہ برائے مدح و ذم بسیار است مانند بھلا بھولا پھولا ہاتھی ہے زید۔
برائے مدح۔ و سوجا پھولا برائے ذم۔ مثل بھلا پھولا درخت زید ہے اور سوجا پھولا بیل عمرو
ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ و بعضی این قول را قبول ندارند و گویند کہ این قسم الفاظ کہ شبیہ بصیغہاے
ماضی باشد الفاظ مدح و ذم نمی توانند شد زیرا کہ در اصل صفت مشبہہ است و صفت مشبہہ را فعل
نمیخوانند بلکہ قسمی است از اسم و اینگونہ لفظہا در ہر مادہ بعد حذف ہوا کہ با فعل ماضی علامت
صفت مشبہہ است بہم میتواند رسید۔ زیرا کہ چمکا بمعنی چمکا ہوا و پڑھا بمعنی پڑھا ہوا ہمچنین
کھلا بمعنی کھلا ہوا باشد و باقی را قیاس کن برہمیں۔ پس الفاظ مدح و ذم عبارت است
از چند لفظ شمردہ شدہ نہ اینکہ شمارہ آں از احاطۂ بیاں بیروں باشد مثل صیغہاے
صفت مشبہہ شبیہ بفعل ماضی۔ بالجملہ افعال مدح و ذم نزد ایں فرقہ زیادہ از چہار نباشد
دو برائے مدح و آں اچھا و بھلا و دو برائے ذم و آں بُرا و بھونڈا بود، مانند اچھا آدمی
ہے زید اور بھلا آدمی ہے زید اور بُرا آدمی ہے زید۔ اور بھونڈا آدمی ہے زید۔ ہر چہ بایں معنی
آید و شبیہ بایں الفاظ در آخر بود و نیز داخل ایں الفاظ است مانند کھوٹا آدمی ہے
زید۔ رائے ایں فرقہ از فرقۂ اولیٰ نزد کمتر بصواب است زیرا کہ چنیں الفاظ غیر متناہی
نمی باشد بلکہ اقل۔ چنانچہ در نحو عربی بیش از چہار مذکور نیست یعنی نِعْمَ و حَبَّذَا و بِئْسَ و
سَاءَ و شاید کہ در لغت یا کتاب دیگر سواے ایں ہم باشد لیکن باز ہم برابر صیغہاے
ماضی حاصل شدہ از صفت مشبہہ نخواہد بود۔ لیکن فرقۂ اولیٰ معترض بریں الفاظ مثبت
دعواے خود ہستند و گویند کہ صفت مشبہہ بغیر ہوا ثابت نمی شود مثل چمکا ہوا و چمکا بغیر ہوا
صیغۂ ماضی است و در فعل قاعدۂ حذف بیان کردن دریں مقام ضرور نیست و کثرت
ایں الفاظ را در اُردو مقابل قلت آں در عربی کردن ہم بحث بیجا نیست و اچھا و بھلا
و بُرا و بھونڈا را کہ اسماے موضوعہ براے مدح و ذم است افعال قرار دادن

تکلف محض است۔ بھلا کے بمعنی صیغۂ ماضی آمدہ است وکدام اُردو داں دریں مقام استعمال می نماید و اچھا و بُرا و بھونڈا نیز ہمیں حال دارد بخلاف چمکا و کھلا کہ ہر دو صیغۂ ماضی باشد۔ مثال آج اور ہی ستارا چمکا اور آج نیا پھول کھلا۔ اگرچہ بظاہر بادی النظر بنائے ایں اعتراض مستحکم است لیکن نزد اہل تحقیق ہیچ است زیرا کہ نِعمَ وحبذا و بِئسَ وساءَ ہم جدا گانہ از اسم مخصوص بالمدح والذم استعمال نمی پذیرد مثل نعم الرجل زید، نِعمَ فعل رجل فاعل زید مخصوص بالمدح وہمچنیں باقی وعدم استعمال آں بغیر اسم مخصوص بالمدح والذم آنرا از قید ماضی بودن برنمی آرد۔ وہر گاہ در عربی نعم وحبذا وبئس وساء را کہ ہرگز شبیہ بصیغۂ ماضی ومستعمل ہم مثل آں نیست فعل ماضی قبول کردہ باشیم، بھلا و اچھا و بُرا و بھونڈا چہ قصور دارد کہ آنرا در اُردو صیغہ ماضی نگفتہ باشیم چہ الف کہ در آخر ایں لفظ ہست علامت صیغۂ ماضی است بلکہ ایں الفاظ برائے ماضی شدن مستحق تر از الفاظِ عربیہ مذکورہ ہست ازیں سبب کہ در عربی حرف اول صیغۂ ماضی معروف ابواب ثلاثی مجرد ہمیشہ مفتوح می شد ودر نِعم خلاف آن آمدہ ہر چند اصلش نَعِمَ بفتحۂ نون وکسرۂ عین بود لیکن حکم بر آنچہ مشہور و مستعمل است می تواں کرد، ودر اُردو ایں قید ہا نیست ومیتواند کہ حرفِ اول ماضی مفتوح باشد یا مضموم یا مکسور پس برابر وزن ہُوا صیغۂ ماضی بغیر نقل است ونعم بہ نقل، وترجیح لفظِ اصیل بر لفظ غیر اصیل کہ بنقل حاصل شدہ باشد ظاہر وہویدا است۔

دیگر افعال قلوب ایں افعال دو اسماء دو مفعول را میخواہد مثل جانا میں نے زید کو فاضل اور پہچانا میں نے زید کو غنی یا عاقل۔ اور سمجھا میں نے زید کو احمق۔ اور دریافت کیا میں نے زید کو چھچھورا۔ اور معلوم کیا میں نے زید کو بیحیا، اور پایا میں نے زید کو نا آشنا۔ دیگر ہر چہ بایں معنی باشد۔

# شہر سوم در تفصیل حروف کہ ربطِ کلام در اکثر مواضع بدون آں ممکن نبود

بر طالباں واضح باد کہ حرف در اصل ہماں حروف مذکور است کہ در دُردانۂ اول ذکر یافت و در اصطلاح نحو دانان عبارت است از انچہ ربطِ کلام بآں درست شود گو بعضی گفتگوہا ازاں مستثنیٰ باشد مثل زید آیا یا عمرو گیا، اما بیشتر احتیاج افتد گوینده را بآں از انجملہ است یکی سے با سیٖن و یاء مجہول بمعنی از در فارسی و مِن و عَن در عربی - مثال آں ہم سے آپ کیوں خفا ہیں - ایں لفظ لفظ فصیحان است و غیر فصیحان بچند قسم دیگر استعمال نمایند - ہندواں سین بافتحۂ سیٖن و سکون یا و نون غنہ گویند و سین بکسرۂ حرفِ اول و سکون ثانی و نون غنہ نیز مستعمل آں فرقہ و بعضی مسلمانان بود - و سوں با سیٖن بر وزن چوں با نون غنہ زبان اولادِ ساداتِ بارہ و غیر شاں باشد، و سیتی بکسر سین و تاء مکسور و یاء معروف - و سیتی نیز بزیادت یاء مجہول بعد سین لفظ قدیمانِ اُردو بود - دیگر میں با میم مکسور و یاء مجہول و نون غنہ بمعنی در در فارسی و فی در عربی زبانِ فصیحاں - مَیں با فتحۂ میم و سکون یا و نون غنہ لفظ ہندواں باشد بہمیں معنی - و مُوں با میم مضموم و واوِ مجہول و نون غنہ زبان قدیمانِ شہر بود - و پر بدو معنی باشد، یکی بمعنی بر در فارسی و علیٰ در عربی، مثال آں مَیں گھوڑے پر خوب چڑھتا ہوں - و بعضی فصیحان الف و واو معروف ہم بر ان یاده کنند و اوپر خوانند و بعضی کہ واو در الف غائب کرده بر وزن ہنر در تلفظ در آرند، یا در مصرعہ موزوں نمایند، خونِ فصاحت بر گردنِ شاں ثابت باشد - دیگر معنے لیکن آید مثالِ آں، میں آپ کے گھر چلتا ہوں پر ایک شرط سے کہ تکلف پیش نہ آوے

وتُل باہم مضموم نیز ہمیں معنی دارد۔ وتک بافتحہ تا وسکون کاف برای انتہا آید۔ وتلک
بزیادت لام ہم بہمیں معنی آید، ایں ہر دو لفظ بر زبان فصیحاں جاری است۔ وغیر فصیحان
اُردو تلگ ہم بالام وگاف مستعمل جانند بلکہ بعضی تلگ بضمۂ تا وفتحۂ لام وگاف بر زبان
دارند۔ دیگر حروف ایجاب اند ہاں وکیوں وہوں وکیا ہے ونہیں کیوں وکیوں
نہیں اور کس واسطے نہیں اور ٹھیک اور ہاں جی اور جی اور جی صاحب اور جی ہاں
ازیں الفاظ مذکورہ ہاں برائے جواب ندا باشد اگر ندا کنندہ مساوی بامنادیٰ باشد در
عمر و مرتبہ وہوں نیز۔ وکیوں وکیا ہے نیز جواب منادیٰ بشرطیکہ کم رتبہ باشد۔ ونہیں
کیوں وکیوں نہیں قائم مقام بلے باشد در عربی مثلاً اگر کسی باکسی گوید کہ من مگر
دوستدار وغمخوار شما نیستم باید کہ آں کس در جواب وگوید کہ کیوں نہیں یا نہیں کیوں یعنی
ہستی۔ بشرطیکہ جائے او در دل ایں کس باشد۔ اور کسواسطے نہیں اور نہیں کس
واسطے اور کس لیے نہیں اور نہیں کس لیے اور کیونکر نہیں وعکس آں اور کس طرح
نہیں وعکس آں اور کس طرح سے نہیں وعکس آں۔ و دیگر ہرچہ مرادف اینہا بود یا
حاصل آں چنیں باشد مانند یہ کیا بات ہے ہمہ مانند نہیں کیوں برائے ردِ نفی از کلام
طرف ثانی باشد۔ وکس واسطے ہم بغیر نہیں کہ حرف نفی است نائب مناب کس واسطے
نہیں بود۔ ٹھیک باتاء ہندی باہا یکی شدہ ویاء معروف وکاف برائے تصدیق دیگرے
موضوع است مثال آں جو نجیب زادہ ہوگا وہ ماں باپ کا ادب کرے گا کلام قائل
جواب السامع ٹھیک یعنی راست میگوئی۔ وہاں جی جواب ندا کنندہ عالی قدر تر از منادیٰ
وہاں جی ہاں وہاں بتکرار وہوں بتکرار و آں وُوں ہمہ بانون غنہ بمعنی آرے
وبلے آید۔ وہاں فقط وہوں فقط وہاں جی فقط نیز بایں معنی آرند۔ جی وجی صاحب
نیز جواب ندا کنندہ والا قدر تر از سامع است وکمتر بجائے بلے و آرے نیز آید۔ وجی ہاں
باتکلف برائے تصدیق بجیبوی تمام۔ دیگر بیچ بمعنی در کہ برای ظرفیت باشد لیکن فصحا

کے یعنی کاف و یاء مجہول در اول او ذکر کنند مثل، چمن کے بیچ اگرچہ چمن بیچ ہم زبان شہر است لیکن فصیح تر ہمین است۔ و چمن میں از ہمہ نیکوتر بود۔ و بعضے ساکنان شہر چمن کے بیچ میں ہم گویند و ایں بسیار قبیح بود۔ و گھر بیچ میں ہم زبان ہندوان دہلی بود۔ و کاہے کو و کیوں و کس سبب سے و کس جہت سے و کس واسطے و کسلیے بمعنی چوں و چرا باشد۔ کیوں و کس واسطے فصیح تر۔ و کاہیکو و دیگر الفاظ ہم سوائے آں فصیح بود۔ و جوں باواؤ مجہول و نون غنہ باین معنی زبانِ اکبرآبادیان ہندو و بعضی پاجیان آن شہر باشد۔ و سا حرف تشبیہ بود مثالِ آں، چنار سا بڑا درخت ہندوستان میں کوئی نہیں۔ برائے مفرد سا و برائے مجموع سے باسین و یاء مجہول مثال آں چنار سے درخت ہندوستان میں ہزاروں ہیں۔ و سی با یاء معروف برائے مؤنث مثال آں، گنا سی پری اندر کے اکھاڑے میں ایک بھی نہیں۔ و برائے جمع مؤنث ہم سی فصیح تر باشد و سیاں ہم آرند، مثال، بنو یا مغلوسی یا بنو یا مغلوسیاں پریاں اندر کے اکھاڑے میں کسی نے دیکھی ہیں۔ و سا ہم الف آخر غیر ذوی العقول را بایاء مجہول مبدل گرداند مثال آں، خربوزے سا لذیذ میوہ میرے نزدیک دوسرا نہیں۔ خربوزہ موافق قاعدہ ہندی خربوزا باشد چوں حرف تشبیہ باآں ملحق گردید الف بایاء مجہول بدل شد۔ و جائے کہ الف را ابجال خود نگاہ دارند در اینجا عینیتِ مشبہ و مشبہ بہ مرکوز خاطر گوئندہ می باشد مثال آں، وہ بوٹا سا قد کیا جانے کہ قیامت برپا کرے گا، یعنی وہ قد کہ ایک بوٹا ہے کیا جانے کہ کیا قیامت برپا کریگا۔ قد مشبہ یعنی مشابہ کردہ شدہ و بوٹا مشبہ بہ یعنی مشابہ کردہ شدہ۔ بآں بحث مشبہ و مشبہ بہ در فن بیان مفصل خواہد آمد اینجا ہمیں خیال باید کرد کہ رخسارۂ یار را کہ شاعرا بمہر و ماہ و گل و آئینہ و مصحف برابر می شمارند رخسارہ مشبہ و ماہ و دیگر چیزہا مشبہ بہ باشد و ہم قاعدہ است کہ مشبہ بہ بچند درجہ نیکوتر از مشبہ جویند در چنیں مقام عینیتِ مشبہ و مشبہ بہ

باعث ہر علو مرتبہ مشبہ باشد ازیں سبب نزد ملیغان اُردو عمل حرفِ تشبیہ کہ الف آخر لفظ را بایاء مجہول مبدل گردانند لغو گردیدہ و فائدۂ لغو شدن عملش دلالت نکردن سا بود کہ حرف تشبیہ است برانیکہ میانۂ ہر دو لفظ تشبیہ واقع گشتہ بلکہ یکی علین دیگرے دانستہ میشود۔ وجیسا برائے مفرد مذکر و جیسے برائے جمع مذکر و جیسی بایاء معروف مفرد مونث و جمع آں نیز و جیساں برائے جمع مونث فقط مثل سا حرف تشبیہ باشد۔ مانندانیکہ، تیرے قد جیسا ایک بوٹا باغ میں نہیں، باقی را ہم قیاس بریں باید کرد۔ وایسا بمعنی چنیں و ویسا بمعنی چناں و کیسا بمعنی چہ طور و کیونکر بمعنی چگونہ باشد۔ واہل مغل پورہ ایسا را ایسا واس جیسا گویند و ایں ہم فصیح و صحیح نزد اُردو داناں بود۔ و ولیسا را اوسا فرمایند و ایں لفظ لفظ پنجاب باشد نہ زبان اُردو۔ وگویا و کاش و شاید و اگر حرف تشبیہ و تمنی و ترجی و شرط در فارسی باشد۔ سوائے اگر کہ آنرا گاہے اگر استعمال کنند و گاہے جو مقابل آں آرند مثالِ آں، جو تم ہمیں دوست رکھو گے تو ہم بھی تمہیں دوست رکھیں گے۔ و تو با تا و واو مجہول علامت جزا باشد و اگر تم ہمیں دوست رکھو گے نیز دریں مقام بہ تلفظ در آرند۔ باقی حروفِ مذکورہ مقابل خود حرفے در اُردو ندارند بنوعیکہ در عبارتِ فارسی بمصرف میرسند در ہندی ہم جزو عبارات شوند۔ مگر بجائے شاید چاہیئے ترشیدۂ اہل دار الخلافہ است مثالِ آں، بڑے بھائی بھی چاہیئے کہ شام تک آویں۔ لیکن اکثر صاحبان ہمیں لفظ شاید دریں مقام بر زباں دارند وگویا و کاش در اُردو ہم گویا و کاش ہستند۔ وکہے تو اور تو کہے ترجمۂ تو گوئی و گوئی تو ایجاد میر محمد تقی میر است لفظ اُردو نیست در شعر بتقلید و تتبع میر تو ال بست در روزمرہ نمیر۔ و جوں با جیم و واو مجہول و نون غنہ حرف تشبیہ بود و بمعنی گویا می تواند شد لیکن استعمال آں در مقام گویا نزد صاحبان اُردو ثابت نیست بلکہ بمعنی تشبیہ ہم حرفِ شاہجہان آباد نبودہ است۔ ریختہ گویاں بزور اُردو ساختہ اند لیکن اہد سے

بریں حرف گفتگو ندارد، می تواں گفت کہ اُردو است - و نزد بعضی جیسے بمعنی گویا بود
مثال آں، فلانا ایسا آتا ہے جیسے شیر - لیکن صاحب فہماں ایں را ہم حرفے از
حروف تشبیہ نپندارند ہر چند گویا ہم از قبیل است لیکن مواقع استعمال جداجدا است
جائیکہ چوں در فارسی مستعمل خواہد شد گویا استعمال نخواہد یافت و ہر چہ مرادف
چوں خواہد بود قائم مقام چوں است مثلاً، دریں مقام کہ فلانے چوں شیر ژیاں
می غرد میتواں گفت کہ فلانے بسان شیر ژیاں و برنگِ شیر ژیاں و مثل شیر ژیاں
و شیر ژیاں آسا و شیر ژیاں وار می غرد - بخلاف آنکہ فلانے گویا شیر ژیاں می غرد
یا فلانے پنداری شیر ژیاں می غرد و در مقام گویا مانند ایں عبارت کہ از پردہ
برانداختن فلانی خانۂ تاریک جگر سوختگاں روشن می شود گویا رویش شمع فروزان
است، حرف تشبیہ بجا است اگر بجاے گویا چوں داخل عبارت کردہ آید بایں
طریق کہ رویش چوں شمع فروزاں است تالیف عبارت برہم میخورد، زیرا کہ در ذکر
لفظ چوں شمع فروزاں است - فقرۂ دیگر با حرف کاف بیانی در شروع متمم خود را
میخواہد و در لفظ گویا با قبل رابطہ دارد، پس ازینجا یافتہ می شود کہ موقع استعمالِ
گویا مقام تشبیہ نباشد - و بعضی فصیحاں در مقام گویا کوئی جانے بر زبان دارند،
و بعضی کوئی کہے مثال آں، آپ تو ہم سے اس قدر اکڑتے ہیں کہ جس کا ٹھکانا نہیں
کوئی جانے ہم تمھارے زرخرید غلام ہیں یا کوئی کہے ہم تمھارے زرخرید غلام ہیں -
دریں عبارت بجاے کوئی جانے حرف تشبیہ مفسد عبارت است مثال تم بھی مجھ سے
اتنا اکڑتے ہو کہ جس کا کچھ حساب نہیں نہیں تمھارے باپ کا غلام جیسا یا غلام سا ہوں -
و بعضی جاہلاں در زبان اُردو جانو و جانیے بجاے کوئی جانے آرند - مختصر آنکہ کوئی
جانے لفظ فصیحان شہر است و بر زبان اہل اُردو جاری - لیکن چوں ترجمہ آں
در فارسی کسی نپندارد باشد بعضی ہندوستان زاداں یکحرف ندانستہ ہیں گویا و ہو بہو

وبعینہ را داخل گفتگو ساختند گویا برلے مشابہت بیان آید مثل اینکہ، زید ایسا غصہ سے
چلا آتا ہے گویا کہ شیر چلا آتا ہے یعنی بسیار مانا بشیر است در سر و کلہ و دست و بازو و
گردن و شانہ و زور و شجاعت، لیکن آدمی است شیر نیست، وہو بہو دلالت بر عین
یکدیگر بودن دو چیز می نماید مثال آں، زید بھی ہو بہو شیر ہے یعنی آدمی نیست شیر است
نہ مانند شیر و بعینہ مترادف با ہو بہو باشد۔ وبعضی ازاں طرف جواب میدہند کہ ترکیب
در لفظ معتبر نیست چہ اگر جزو لفظ دلالت بر جزو معنی کند و آن معنی ترکیبی منتقل بہ یک
معنی نشود ہر آئینہ ترکیب را در لفظ و معنی اعتبار است و ہر گاہ چنیں نباشد بلکہ معنی ترکیبی
بہیئت اجتماعی قائم مقام یک معنی شدہ باشد آں وقت ترکیب لفظی و معنوی ہر دو از
پایۂ اعتبار ساقط خواہد بود مثل، کوئی جانے بمعنی گویا۔ واگر ترکیب لفظی با وصف
ایں علت باز نزد فصیحان و بلیغان صاحب اعتبار است لفظ ہو بہو کہ مرکب از دو اسم
یعنی دو ضمیر منفصل غائب است داخل حرف نمی تواند شد و ہمچنیں بعینہ۔ تمام شد بحث
طرفین حالا من میگویم کہ ہو بہو و بعینہ بموقع خود استعمال می پزیرند مترادف گویا نیستند
و ہر دو لفظ لفظ کسانے باشد کہ خود معرفت با عربی داشتہ باشند یا در صحبت علما آمدو
رفت شاں اتفاق افتد و الا در اُردو ہو بہو و ہو بہو بجاے ہُو بَہُو بر زبانہا جاری است
و گویا لفظ اکثر فصیحان اُردو بود و کوئی جانے کمتر کسانے بجاے گویا آرند لیکن آنہا
نیز فصیحان اُردو ہستند۔ و جانو و جانیے ہم زبان غیر فصیحان است۔ وبجاے کاش
لفظی در اُردو مسموع نگشتہ مگر در بندیل کھنڈ کجات دریں مقام مستعمل شود لیکن مارا
بالغت بندیل کھنڈ چہ علاقہ، لفظ شاہجہان آبادیان خود نیست۔ وبعضی صاحبان
(کیا ہوتا جو) بجاے کاش می آرند۔ بیشتر ہمیں کاش مشہور است مثال، لکھنؤ کی
رنڈیاں جوانوں پہ غش کرتی ہیں کیا ہوتا جو ہم بھی جوان ہو جاتے، یعنی کاش ہم
بھی جوان ہو جاتے۔

کون و کس و کن و کنھوں و کونسا ہر پنج لفظ برائے استفہام باشد۔ اما کون با حرف رابطہ کہ ہے باشد برائے سوال از ذوی العقول مفرد بود و باہیں کہ حرف رابطہ برائے جمع است مفید سوال از جمع ذوی العقول باشد مثال مفرد، یہ عزیز کون ہے اور یہ دونوں یا تینوں صاحب کون ہیں اور یہ خربوزہ کون ہے غلط باشد۔ و چوں فاعل فعل لازم گردد ہے و ہیں بعد فعل آرند مثال کون آیا ہے اور کون آئے ہیں و در مضارع حال ہیں حالت است مثال، کون آتا ہے اور کون آتے ہیں و در مستقبل گا با گاف و الف و گے با گاف و یاء مجہول آخر فعل آید بجائے ہے و ہیں مانند کون آویگا اور کون آویں گے۔ و ہرگاہ سوال از فاعل فعل متعدی باشد گنجایش ایں حرف در حال و مستقبل بخلاف ماضی بود مثال حال، اس لڑکے کو کون مارتا ہے یا اس لڑکے کو کون مارتے ہیں یا کون لوگ مارتے ہیں۔ مثال مستقبل اس لڑکے کو کون مارے گا اور اس لڑکے کو کون ماریں گے یا کون لوگ ماریں گے۔ کون لوگ در جمع از کون فصیح تر است۔ و در ماضی اس لڑکے کو کون مارا ہے غلط باشد اور کون نے مارا ہے نیز ہمچناں غلطی۔ لفظ اول ازیں جہت ثابت است کہ در فعل متعدی ماضی نے علامت فاعل است کہ بلا فاصلہ بعد فاعل آرند مانند، زید نے مارا عمرو کو، پس کون مارا ہے بغیر نے غلط بود و غلط بودن کون نے مارا ہے از سبب عدم استعمال محاورہ دانان اُردو، زیرا کہ دریں مقام کس نے مارا ہے گویند۔ اگر کسی سوال بلفظ کون از چیز غیر ذوی العقول نماید صحیح نباشد مثال آں، یہ کتاب کون کتاب ہے اینگونہ استعمال الفاظ در دہاقین اُردو آموز بسیار رواج دارد۔ و کس ہم برائے سوال از ذوی العقول مفرد بود اما اگر سوال از فاعل کنند منحصر در فعل ماضی متعدی باشد مثال، اس لڑکے کو کس نے مارا ہے، عدم استعمال آں با فعل لازم ظاہر است کہ کس آیا ہے اور کس آتا ہے اور کس آویگا زبان کسی نیست۔ و در فعل متعدی یا حال

ومستقبل ہم واضح ترکہ کس مارتا ہے اور کس مارے گا وکس نے مارتا ہے وکس نے ماریگا
نیز از زبانِ کسی نشنیدہ ایم۔ واگر سوال از مفعول کنند ہر سہ فعل درست آید زیرا کہ فاعل
شخص دیگر است مانند زید نے کس کو مارا اور زید کس کو مارتا ہے اور زید کس کو ماریگا
وسوال از مضاف الیہ ہم بلفظ کس درست باشد مثال، زید کس کا بیٹا ہے۔ وسوال
بحرف ہم در فعل ماضی ومضارع صحت دارد مثال زید کس سے لڑا ہے اور زید کس سے
لڑتا ہے اور زید کس سے لڑے گا۔ در الفاظ مذکورہ حال مؤنث ہم مثل مذکر باشد
یعنی جائیکہ مذکر آمدہ است اگر مؤنث را با مراعات صیغہ آں بیارند نیز صحیح باشد کس
اگر مجرد است بر غیر ذوی العقول صادق نیاید واگر لفظی دیگر باآں ملحق سازند از خصوصیتی
کہ با ذوی العقول دارد بر می آید مثال، کس لکڑی سے میں اس لڑکے کو ماروں
اور کس چیز سے میں اسے ڈراؤں اور کس مصیبت سے میں نے اسے پرورش کیا ہے
اور کس ڈھب سے میں نے اس وحشی کو رام کیا ہے۔ وکن بکسر کاف ونون بیاکن
در وقت سوال از فاعل فعل متعدی ماضی بمعنی کس بود مثال، عمرو کو کن نے مارا ہے
بمعنی کس نے مارا ہے، ودر حال سوال از مفعول واضافت وعلاقہ لفظ با حرف
برائے جمع آید مثال آں، جناب عالی نے آج کن کو خلعت دیے یعنی کن لوگوں کو۔
اور کوئی کیا جانے یہ کن کا باعث ہے کہ ہم یہ تیری باتیں سنتے ہیں اور دم نہیں مارتے
یعنی کن صاحبوں یا کن لوگوں یا کن شخصوں کا باعث ہے۔ اور کن سے شکوہ کیجیے
زمانے کا بخدا کہ جو اپنے دوست جانی ہیں وہ بھی ان دنوں ہمارے لہو کے پیاسے ہیں
کن ہم مشترک بود در ذوی العقول وغیر ذوی العقول بخلاف کس کہ مختص بہ
ذوی العقول است الا بانضمام ضمیمہ بر غیر ذوی العقول نیز صادق می آید در ذوی العقول
چنانکہ گفتہ شد ودر غیر ذوی العقول بشرط تکرار مثال آں، کن کن چیزوں سے
دنیا میں رہ کے پرہیز کیجیے، اور تیری کن کن باتوں کا گلا لے بیٹھیے۔ وکنھوں

مخصوص بجمع ذوی العقول بود مثال فاعل، مغلوں کی جو آپ ہجو کرتے ہیں یہ
فرمائیے ہندوستان کو اُنکے سوا کنھوں نے سر کیا ہے، شیخوں نے تلوار ماری ہے
یا اور قوم نے۔ مثال حرف، جو تم مغلوں سے توقع کسی بات کی نہیں رکھتے ہو
تو کنھوں سے رکھتے ہو۔ در اصل ایں لفظ پنجابی است اکثر فصیحان اُردو ازاں
اجتناب ارند و دریں مقام کن و کس استعمال نمایند مثال فاعل مغلوں کی جو آپ
اس قدر ہجو کرتے ہیں یہ فرمائیے کہ ہندوستان کو انکے سوا کن نے سر کیا ہے، یا
کس نے سر کیا ہے نیز درست باشد۔ دیگر کون سا این لفظ خصوصیت بغیر
ذوی العقول دارد و ہرگاہ لفظ دیگر باآن پیوندد مشترک گردد در ذوی العقول
و غیر ذوی العقول مثال، کونسا شخص یا آدمی ہے کہ آپ کی ذات سے کامیاب نہیں
یا کونسی چیز روے زمین پر ہے کہ نواب یمین الدولہ کی سرکار عالی میں موجود نہیں
حق تعالی ہمیشہ تا قیام قیامت اس گھر کی دولت کو روز افزوں رکھے۔ و بغیر پیوند
لفظ دیگر بر ذوی العقول صادق نیاید بخلاف غیر ذوی العقول مثال، یہ کونسا ہے،
بمعنے یہ کون آدمی ہے ہرگز صحت ندارد بلکہ بمعنی یہ کونسا مینڈھا ہے یا کونسا مرغ تصادق
ہے۔ و ہمچنیں آنچہ غیر ذوی العقول باشد ہمہ درست آید۔ و ہے حرف رابط باشد
و جمع آں ہیں خواہ مذکر خواہ مؤنث ایں لفظ لفظ فصیحاں باشد۔ و ہیگا نیز بہمیں
معنی لفظ اردو است و غیر فصیحاں استعمال نمایند و دریں لفظ مذکر و مونث باہم
تفاوت دارند پس ہیگا برائے مفرد مذکر و ہیگی برائے مفرد مونث و ہینگے بیائے مجہول
برائے جمع مذکر و ہینگی بیائے معروف برائے جمع مؤنث و بعضی ہینگیاں نیز فرمایند
و ایں زبان صاحبان مغل پورہ باشد۔ و کوئی بمعنی یکے یا کسے بمعنی ہیچ کس و ہیچ چیز ہر دو آید مثال
گھر میں کوئی نہیں بمعنی کسی در خانہ نیست یا ٹوکری میں تو کوئی نہیں بمعنی ہیچ خربزہ
در سبد نیست۔ و برائے قید کردن اسم جنس بوحدت نیز آید مانند اینکہ کوئی خربوزہ یا

کوئی تربوزہ ہمیں بھی دو، وبمعنی ہرگز ہم آید مثال، میں کوئی نہ جاؤنگا یعنی من ہرگز نخواہم رفت لیکن زبان فصیحان نیست۔

وحرف عطف ہم بسیار باشد مثل اَور بروزن غور وگا ہے واؤ درالف غائب شود مثال

مصرع۔ تم اور ہم ہم یار جانی ہیں دونوں

وحذف ایں حرف نیز درست است مثال

بیت

سیر کو کوٹھی کی بی بی پور روانہ ہوگئیں
دافڑی سُندری الٰہی بخش رتھ میں بیٹھ کر

یعنی دافڑی اور سندری اور الٰہی بخش درینجا حذف حرف عطف بنا بر ضرورتِ شعری خیال بناید کرد در نثر ہم جواز دارد مثال، گنا بنو مغلو چیلا چاروں حضور میں مجرا کرنے گئیں ہیں یعنی گنا اور بنو اور مغلو اور چیلا۔ وکیا کہ حرف استفہام ومخصوص بہ غیر ذوی العقول است ہم برائے عطف بجائے اور آید مثال گنا کیا مغلو کیا بنو کیا چیلا کیا حُسینی کیا الفو سب حضور میں گئیں ہیں۔ وہُوا برائے مفرد مذکر وہوے برائے جمع مذکر وہوئی برائے مفرد مؤنث وہوئیں برائے جمع مؤنث نیز قائم مقام اور بود۔ مثال مفرد مونث، گنا ہوئی بنو ہوئی چیلا ہوئی مغلو ہوئی یہ سب رنڈیاں حضور میں ہیں یعنی گنا اور بنو اور چیلا اور مغلو۔ مثال جمع مونث، ڈومنیاں ہوئیں کنچنیاں ہوئیں رام جنیاں ہوئیں سب آپس میں ایک ہیں گھونگھرو کی باندھنے والیاں وہ بھی یہ بھی۔ یعنی ڈومنیاں اور کنچنیاں اور رام جنیاں۔ مذکر را نیز بر مؤنث قیاس باید کرد۔ دیگر یا برائے تردید مثل اینکہ، یہاں تم بیٹھو یا میں بیٹھوں، با یمعنی کہ اگر شما بہ نشینید من بروم واگر من بہ نشینم شما بروید، رفتن ہر دو صلاح نیست وہم چنیں نشستن ہر دو۔ وکاف مکسور بغیر ہا ہم مفید ایں معنی گردد مثال تم کل آؤ گے کہ پرسوں، اور یہاں تم بیٹھو کہ میں بیٹھوں۔

ونہیں تو ہم بہ ہمیں معنی آید مثال فلانا میر جعفر کا بیٹا نہیں تو میر بدیع الزماں
کا بیٹا ہے یعنی پسر میر جعفر است یا پسر میر بدیع الزماں۔ کیا نیز بہمیں معنی مثال
آج سواری میں دونوں کا جانا صلاح نہیں مکان اکیلا رہ جائے گا کیا میں جاؤں
کیا تم جاؤ۔ ایں ہم لفظ کنائے است کہ جہاں را کہاں وجیا را کیا وجب را
کب وجو را سو گویند۔ باعتقاد من یا برائے استفہام وغیر استفہام ہر دو مناسب
است۔ مثال استفہامی آج صبح تم دریا گئے تھے یا کسی آشنا کی ملاقات کو۔ مثال
غیر استفہام آج زید سے دو ہزار روپے نقد لیتا ہوں یا سبزہ گھوڑا۔ وکہ برائے
استفہام خوشنما است مثال آن تم آج دریا جاؤ گے کہ اور جگہ۔ ونہیں تو دائما غیر استفہامی
باشد۔ دیگر پھر بمعنی بعد ازاں مثال آپکی شادی میں یہ فرمائیے کہ کونسا طائفہ اچھا
نہیں آیا گنا آئی پھر سنو آئی پھر کلو آئی پھر مانی والی نورن آئی پھر عاشورن
غلام علی والی آئی۔ دیگر اسکے پیچھے مثال آں پہلی شبراتن والی گنا ناچی اسکے پیچھے محبوبن
دیگر نہیں کل حضور میں تو گنا آئی تھی بنو نہیں۔ دیگر بلکہ برائے ترقی مثال گنا شام کو
چاندنی دیکھنے جاویگی بلکہ شبراتن بھی۔ دیگر یہاں تک مثال آں کل کے جلسہ میں شہر
کے سب لوگ آئے تھے یہاں تک کہ اعلیحضرت بھی۔ دیگر لیکن برائے استثناء مثال
جو رنڈی تھی شہر میں سو کل کربلا گئی تھی لیکن گنا۔ مراد از معطوف ومعطوف علیہ انست
کہ ہر دو در فعل وخبر شریک یکدیگر باشند۔

وچند حرف برائے ندا آید سابق تفصیل آں بعمل آمدہ دریں مقام باز نوشتہ می شود زیرا کہ
ذکر حروف در بحث حروف اولی باشد۔ بالجملہ یکے او دیگر ابے دیگر اوبے دیگر اوجی
دیگر اجی دیگر ارے بایاء مجہول برائے مذکر واری بایاء معروف برائے مؤنث ودر
دیگر حروف ندا کہ مذکور است سوائے ابے واوبے کہ خصوصیت با مذکر دارد ہمہ مشترک
است در مذکر ومؤنث۔ دیگر اے ایں ہم مشترک است۔ دیگر اے بی برای مؤنث۔

دیگر او میاں برلے مذکر- دیگر ہوت دیگر او ہو این ہر دو نیز مشترک است مانند بہیّا ہوت و ماد ھو ہوت و بنو یا گُنّا او ہو و بخشو او ہو-

وہم چنیں چند حرف برلے تحسین بود مثل آہا و اہاہا و بل بے و بلہ رے و واہ ہو و ہُہی بے دیکھ نہ پوچھو- مانند آہا یا آہاہا کس دھج سے چلی آتی ہے- یا ہُہی بے کافر ذرا اِدھر تو دیکھ- یا او ہو جی ذرا اِدھر تو دیکھیے- یا بل بے تیری سج مار ڈالا کافرنے- یا بلہ رے تیری آمد ہم تو وہیں تمام ہو گئے- یا کل گنا کو دیکھا ہے کہ کچھ نہ پوچھو-

وچند حرف دیگر برلے مذمت باشد مثل چخے و چھیا و دُور پار و درگور و اے ہے و صدقے کیا تھا و نوج ہوا از زبانِ زناں- اور تبرا ہے اور لعنت ہے اور بناہ بخدا اور کتے کا گوہ لفظ مردان شہر-

# شہر چہارم در بیان فوائد ضروری

بر طالباں مخفی مباد کہ بعضی الفاظ عربی و فارسی کہ مرکب از سہ حرف است و حرف اوسط شاں ساکن در اُردو بحرکت آں حرف استعمال یافتہ اند مانند شرم و گرم با کاف مفتوح و کبر با کاف مکسور و نرم با نون مفتوح و صبر و علم و ظلم و عقل و قبر و جبر و شکل و فکر و اجر و فخر و صلح۔ پیدا است کہ الفاظ مذکورہ کہ ہمہ بر وزن برف است یا صرف یا شکر در اُردو متحرک الاوسط بہ تلفظ در آرند سوائے روزمرّہ بعضی قابلیت دستگاہاں کہ با استعمال سروکار نداشتہ قدم براہ تحقیق میزنند و ہمچنیں بعضی حروف متحرک را ساکن سازند مانند بشریت بسکون شین۔ کیست کہ از فتحۂ شین در بشریت آگاہ نیست حاجت بہ بیان ندارد۔ و محل و نظر را کہ حرف اوسطِ شاں مفتوح است وقت جمع ساکن الاوسط خوانند مثل نظروں میں اور محلوں میں محلوں و نظروں بروزن قبروں کہ در مفعول شدن و متعلق شدن با حرفے از حروف جمع قبر است می آید۔ ایں موقوف بر استعمال است و الا نظر و محل بر وزن قبر نیست زیرا کہ حرف وسطی آنہا در اصل متحرک است و حرف وسطی قبر ساکن۔ و بعضے اُردو داناں محل را کہ بروزن اشر است بر وزن مہد ادا کنند و خطر را کہ بمعنی بیم است خطر گویند بسکونِ طا و بجاے گزراں کہ با ذال مفتوح دارد گذراں بر وزن برہان بہ تلفظ در آرند و حرف متحرک ثانی لفظ را در حالت ترخیم نیز ساکن کنند مانند حسنو با سکون سین۔ سین حسنو کہ اصلش حسن علیخاں یا حسن بیگ یا حسن علی فقط بودہ متحرک میماند لیکن در اُردو بر ظاہر کنندۂ فتحہ در سین منخیدند۔ خلاصہ کلام اینکہ آدمِ دانا سواے ساکن ساختن حرفِ ثانی منادی بعد ترخیم دیگر چیزہا را قاعدۂ کلیہ نپندارد

و بر ہر چہ مذکور شد اعتراض ہم نکنند، واجب آن است کہ تابع سماعت باشد۔ دیگر آنکہ حذف و تقدیر را ہم در کلام ہر زبان کہ باشد دخل بسیار است، مانند جھوٹے کی بایاء معروف در آخر در جواب شخصے کہ کلامش ربطے باصدق نداشتہ باشد ایسی تیسی بعد لفظ جھوٹھے کی محذوف است ونزد بعضی دشنام محذوف شدہ۔ دیگر سرگذشت بمعنی از سرگذشتہ۔ دیگر یا علی بمعنی یا علی آئیو۔ و گاہے تکرار دلالت بر اضطراب نماید مثل یا علی علی یعنی زود بہ فریاد من برس۔ دیگر فلانا نوکروں کا دشمن ہے یعنی اپنے نوکروں کا دشمن ہے۔ دیگر خبردار بمعنی خبردار کہاں جاتا ہے۔ دیگر بیٹھ بمعنی بیٹھ تو چپکا رہ۔ این قدر برائے مثال کافی است والّا محذوفات در کلام اُردو بسیار گنجایش دارد خود بخود بروانا ظاہر می گردد۔

آمدم بر سر مقدرات۔ ہائے ہائے دلی، درینجا ہے تو کیوں چھوٹی مقدر است دیگر گنا کی مسّی، درینجا یاد ہے یا بھول گئے مقدر باشد۔ این لفظ در وقتے استعمال پذیرد کہ دو کس ہم شہری یا آشنائی ہم کہ ہر دو روز مسّی گنا در مجلس حاضر شدہ باشند و در شہر دیگر بعد چند روز در مجلسے بہ تقریب تماشاے رقص وارد شوند و بعد محظوظ شدن مجلسیان از رقص و سرود یکے از آن ہر دو کس بہ دیگرے برائے ترفع خود در مجمع بگوید کہ بھئی گنا کی مسی یعنی گنا کی مسی یاد ہے یا بھول گئے۔ غرضش ازین سخن آن باشد کہ اہل مجلس بدانند کہ این مرد زیادہ ازین مجمع صحبتہا دیدہ است کہ آنرا یاد میکند، مثل ما مرحوم نیست کہ در تمام عمر ہمین یک صحبت را دیدہ ایم۔ دیگر تھوک ہے، درینجا تیرے ظرف تنگ ہیں مقدر است نزد اشخاص صاحب حیا۔ و اراذل و اجلاف و شرفاے تربیت ناشدہ بیحیا از زبان نام آن ظرف را بگیرند۔ دیگر بس جی بس، درین مقام تمھاری بھی حقیقت معلوم ہوئی یا تم کو بھی دیکھ لیا یا بہت بیجا نہ بکو یا خدا کے واسطے چپکے رہو مقدر باشد۔ دیگر آئے جی آئے درینجا ہولی کے بھڑوے

مقدر باشد۔ دیگر کتنا یا کس قدر بعدِ تمام شدن کلامِ غیر در مدح یا مذمت کسی در اینجا
تصدیقِ قول او چنانکه باید مقدر کرده اند۔ مثلاً کسی بگوید که زید مردِ مفتری و کذاب،
است و دیگر گوید کتنا یا کس قدر مفتری ہے کہ نظیر اپنا نہیں رکھتا یا عبارتے سوائے
این متضمن ہمیں معنی بعد کس قدر یا کتنا در ذہن باشد۔ و تفاوت میانہ حذف و تقدیر
این است کہ قاعدۂ حذف در لفظِ معیّن جاری شود و تقدیر بحسب اقتضائے مقام
باشد۔ مثلاً لفظ سرگذشت بمعنی ماجرا در فارسی مشہور است و اہل اُردو ہم بہمیں معنی
آرند و بمعنی از سرگذشتہ نیز مستعمل ہا ہیں صاحباں باشد زیرا کہ در فارسی از لفظ از سر
گذشتہ از را محذوف کردہ سرگذشتہ را بجائے از سرگذشتہ رواج دادند و دہلویاں از
سرگذشتہ ہا را نیز بر داشتند پس سرگذشتہ باہاء ہوز فارسی باشد و سرگذشت بغیر ہا بایں
معنی ہندی۔ دریں الفاظ قاعدۂ حذف نزد صاحب فہماں یافتہ می شود۔ مثالِ
تقدیر، کل مارا جائے گا زید اور باندھا جائے گا زید، دریں مقام بعد مارا جائیگا
و باندھا جائیگا دیکھیو مقدر است۔

## شہر اول از چہار شہر دلپذیر جزیرۂ ششم
## کہ متضمن تحقیق غوامض فن بیان است

### در تعریف تشبیہ

باید دانست کہ ہر لفظی را کہ خلاف وضع واضع شہرت میکنند منقول میخوانند بشرطیکہ معنی اصلی آں در استعمال ترک نمودہ باشند مانند ٹوپی والا بمعنی مغل۔ ظاہر است کہ ہر جا کہ کلہ پوش است آنرا ٹوپی والا گفتن صحت دارد لیکن سوائے مردم ولایت سید باشد یا مغل یا افغان دیگرے را ٹوپی والا نمی گویند۔ و منقول دو گونہ است عرفی و شرعی۔ و عرفی نیز دو گونہ بود یا در عرف عام مستعمل شود مثل ٹوپی والا یا در عرف خاص چوں کافور ہو جاؤ بمعنی برو ید مخصوص بہ بعض اہل اردو۔ و شرعی مانند تعزیہ بمعنی تابوت امام و اگر گاہے بمعنی اصلی و گاہے بمعنی نو استعمال کنند از دو حال بیروں نیست۔ اگر بمعنی اصلی استعمال نمایند حقیقت گویند۔ و اگر بمعنی نو بر زباں آرند آنرا مجاز نامند چوں قارورہ بمعنی بول کہ در اصل بمعنی شیشہ بود۔ و مجاز سہ قسم است ماٰیئول الیہ مثل مولوی گفتن طالب علم نظر بزمان مستقبل زیرا کہ بعد فراغ از تحصیل علوم مولوی گفتہ خواہد شد۔ مرسل و آں بر چند نوع باشد مثل پروانہ بمعنی عاشق۔ و آنچہ متضمن تشبیہ بود آنرا استعارہ خوانند۔ و ہرچہ دراں معنی نو از معنی اصلی گرفتہ وقت استعمال لفظ بمعنی اول دلیلی قوی بر وجود معنی دوم داشتہ باشد آنرا کنایہ گویند۔ دریں صورت در فن بیان ذکر سہ چیز ضرور افتاد یعنی مجاز و کنایہ و استعارہ و ہمیں ہر سہ چیز اصول ایں فن باشد۔ چوں استعارہ مجاز یا تشبیہ است آگاہی از تشبیہ ہم بر جویاے کمال واجب بود ازیں جہت تشبیہ را بر سہ اصل چہارم شمردہ اند و از مسلمات ایں

فن است کہ معنی لازم و تضمینی را سوائے معنی موضوع لہٗ استعمال نمایند مانند اینکہ شیر
آتا ہے یعنی مرد شجاع آتا ہے چوں لازم شیر شجاعت است و شجاع را نیز شجاعت لازم
از لفظ شیر شجاعت کہ لازم اوست مراد گویندۂ ایں عبارت باشد و ہم چنیں از پروانہ
عشق کہ لازم آں بود و با وسائط چوں خاکروبوں کا پوچھنے والا بجائے سخنے صاحب و مروت
مہماں نواز زیرا کہ برداشتن براز ملزوم ریدن بسیار و وجود خورندگاں و اجتماع مردم کثیر
برائے خوردن و ملزوم آں خورانیدن میزبان آنہارا بمہربانی چوں در کنایہ وقت ذکر
معنی لازم ملاحظہ معنی ملزوم اصلی نیز می باشد و در مجاز چنیں نیست چرا کہ از ذکر پروانہ
بمعنی عاشق معنی اصلی پروانہ مقصود نیست پس کنایہ را نوعے از مجاز تواں شمرد و
مجاز را جنس۔ و دریں صورت مجاز جزو کنایہ است مانند حیوان کہ جزو انسان است
و جزو بر کل مقدم می باشد پس ذکر کنایہ بعد از مجاز اولیٰ بود و ہم چنیں استعارہ مرکب از
مجاز و تشبیہ است درینجا نیز ہماں قاعدہ جاری می تواں کرد۔ یعنی ذکر استعارہ بعد
از ذکر مجاز استحسان دارد۔ و تقدیم استعارہ بر کنایہ از سبب تقدیم جزو آں بر کنایہ
باشد اگر کسی بگوید کہ کنایہ ہم قسمی از مجاز است مثل استعارہ۔ پس سبب تقدیم ایں بر آں
چگونہ باعث استحسان است۔ گوئیم کہ در کنایہ معنی مجاز باقی نہ می ماند۔ استعارہ صفتی از
از مجاز باشد و کنایہ مبائن آں۔ باآنکہ در اصل نوعے از مجاز است ثبوت نوعیت نظر
بمعنی عام مجاز است کہ در خارج وجود ندارد۔ و مغائرت آں با جنس بملاحظہ مجازات مقید
است مانند نوعیت انسان بملاحظۂ حیوان کہ وجود ظاہر خارجی ندارد۔ و مغائرت آں
با حیوان مقید چوں فرس و اسد۔ بالجملہ از روے قاعدۂ مجاز بر استعارہ و استعارہ بر کنایہ
مقدم می بایست۔ لیکن اصحاب بلاغت ذکر استعارہ پیش از مجاز نیکوتر دانستہ اند۔
منشاء استحسان اینکہ بحث استعارہ از سبب اجزائے تشبیہ زیادہ از بحث مجاز است۔
از خواندن و دریافتن۔

آں بحث مجاز آسان می شود بخلاف بحث مجاز کہ از دریافتن آں راہ باستعارہ آسان نمی تواں بُرد۔ و استعارہ را بعد تشبیہ مذکور کردہ اند۔ اینجا وجہ تقدیم تقدیم جز بر کل وہم زیادہ بودن بحث تشبیہ از بحث استعارہ است۔ پس گفتہ می آید کہ اول اصول چہارگانۂ فن بیان کہ مدار آں بر دلالت تضمنی و التزامی است و ہر دو را عقلی نیز گویند تشبیہ بود۔ و آں عبارت است از یکی کردن دو چیز کہ از ہم جدا باشند در یک امر کہ میانۂ ہر دو مشترک باشد۔ و آں اشتراک باید کہ در ہر دو برابر نبود و در یکے زیادہ۔ تا کم را باآں زیادہ برابر گفتہ قدرش بیفزائیم۔ و آں مشترک در حقیقت باشد یا صفت۔ اگر دو چیز در حقیقت مشترک است باید کہ در صفت جدا باشد۔ و اگر در صفت مشترک است باید کہ حقیقت ہر دو جدا جُدا بود۔ و اگر در حقیقت و صفت ہر دو غیر یکدیگر باشند یا در ہر دو امر مساہم و مساوی۔ در ہر دو صورت تشبیہ باطل شود۔ مثال اشتراک در حقیقت خر مانند فیل است و فیل مانند خر۔ یعنی در حقیقت ہر دو حیوان اند و در صفت فیل فیل است و خر خر۔ مثال اشتراک در صفت زید چوں اسپ صد کردہ راہ میرود یعنی در صفت راہ رفتن زید و اسپ ہر دو برابر اند و در حقیقت خاص جُدا جُدا۔ یعنی زید حیوان ناطق است و اسپ حیوانِ صاہل۔ در تشبیہ اول حقیقتِ عام مقصود گوئندہ است و در تشبیہ ثانی حقیقت خاص۔ مثال دیگر از تشبیہ اول یعنی اشتراک در حقیقت و مغائرت در صفت ہر جاہل مثل بو علی سینا است یعنی در حقیقت کہ انسانیت ہر دو یکے ہستند و در صفت جدا جُدا۔ جاہل جاہل است و حکیم حکیم۔ مثال دیگر از تشبیہ ثانی بو علی سینا در تیزی نظر چوں کرگس است۔ یعنی بو علی سینا و کرگس ہر دو در صفت کہ تیزی نظر است برابر اند و در حقیقت خاص جدا جُدا۔ و در اُردو ہم آدم بد خلق را کٹ کھنا کُتا نام نہند باعتبارِ صفت۔ گویند کہ فلانا گدھا ہے یا شیر ہے یا پری ہے یا کُتا ہے یا گینڈا ہے جا بجا صفت جدا جدا معتبر باشد گدھا باعتبار حماقت و شیر باعتبار شجاعت و پری باعتبار وجاہت

وکتا باعتبار بدخلقی وگینڈا باعتبار فربہی - مثال اشتراک در ہر دو - زید کا گھوڑا جو
کمیت ہے اور سو کوس جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسا عمرو کا کمیت گھوڑا کہ سو کوس راہ
جاتا ہے - درینصورت کہ ہر دو اسپ در حقیقت و صفت لون و راہ رفتن یکی ہستند فائدہ
تشبیہ معلوم نمی شود - زیرا کہ در تشبیہ ترقی چیز کم قدر در کار می باشد چہ در تشبیہ خر با
فیل و تشبیہ جاہل با بوعلی - فائدہ این است کہ خر را آزار ندہند و جاہل را حقیر
نشناسند - و در تشبیہ بوعلی با کرگس بیان قوت حسن بصر شیخ است و در تشبیہ شجاع
با شیر و احمق با خر بیان شجاعت و حماقت ہر دو منظور است - مثال مبائن در ہر
دو چیز، بوعلی سینا مانند چنار کے درخت کے طبع جدید اور ذہن سلیم رکھتا ہے - درین
صورت ہم تشبیہ ثابت نمی شود زیرا کہ تشبیہ بغیر اشتراک در دو چیز کہ ازا وجہ شبہ
نامند بہ ثبوت نمی رسد مانند تشبیہ بیضیہ مرغ با رشتۂ زنار -

موجز اینکہ ارکان تشبیہ پنج است مشبہ و مشبہ بہ و وجہ شبہ و حرف تشبیہ و غرض تشبیہ -
مشبہ آنکہ آنرا بچیزے کہ زیادہ از و در صفت باشد مشابہ سازند و صفت اعم از مدح
و ذم بود - و مشبہ بہ آنکہ در صفت از مشبہ زیادہ باشد و قدر مشبہ را بیفزاید - و وجہ
شبہ آنکہ گفتہ آمد - و حرف تشبیہ آنکہ دلالت بر تشبیہ نماید - و غرض تشبیہ آنکہ تشبیہ
چیزے بچیزے برائے آں باشد مثال آں فلانے کا چہرہ روشنی میں مانند آفتاب کے
ہے - چہرہ مشبہ آفتاب مشبہ بہ روشنی وجہ شبہ و مانند حرف تشبیہ - ترقی معشوق غرض
تشبیہ - و در اردو تشبیہ ملا لینا و مشبہ را ملتا ہوا و وجہ شبہ را میل نامند و برائے مشبہ بہ
و حرف تشبیہ نامے در اردو نیست و غرض تشبیہ خود چیزے نیست کہ نامے برای آں
مقرر کردہ می شد اینجا ہم ہمیں می تواں گفت - و حروف تشبیہ در ہندی بسیار است
مانند ہم در استعمال اردو است و در استعمال فصحا نظیر و عدیل و مقابل و مشابہ بلفظ
مقابل و برابر و جیسا و جوں در ریختہ گویاں و ازیں قبیل - و تشبیہے کہ دراں وجہ شبہ

مذکور شود مفصل نامند مانند این عبارت کہ فلانا شجاعت میں شیر جیسا ہے۔ والا مجمل
مثل اینکہ فلانا شیر جیسا ہے این از اول بہتر بود۔ و تشبیہ با حرف تشبیہ موکد نامیدہ
شود بنوعے کہ گفتہ شد۔ و بغیر آں مرسل و مرسل بلیغ تر از موکد باشد مثل فلانا شیر ہے
و مشبہ و مشبہ بہ عقلی بود یا حسّی۔ مثال حسّی در تشبیہ چہرہ با آفتاب گزشت۔ و مثال
عقلی چوں تشبیہ علم بحیات است و تشبیہ جہل بمرگ۔ جہل و علم ہر دو امر عقلی است۔
حسّی نیست۔ و اگر مشبہ و مشبہ بہ ہر دو حسّی باشند وجہ شبہ اعم ازان است کہ حسی باشد
یا عقلی۔ مثال وجہ مشبہ حسی در مثال مشبہ و مشبہ بہ حسّی بیان کردہ شد زیرا کہ وجہ شبہ در تشبیہ
چہرہ با آفتاب روشنی است و آں حسّی بود۔ مثال وجہ شبہ عقلی در مشبہ و مشبہ بہ حسّی۔ مولوی
فخر الدین صاحب میرے نزدیک ایسے تھے جیسے مسلمان کے نزدیک قرآن شریف۔
مولوی فخر الدین صاحب و قرآن شریف ہر دو محسوس است و وجہ شبہ در ہر دو ہدایت
آدمی و آں امرے است عقلی۔ و اگر مشبہ و مشبہ بہ عقلی باشند بضرورت وجہ شبہ عقلی باشد
نہ حسّی چوں لقاے نام در تشبیہ علم بزندگانی و فقدان نام در تشبیہ جہل بمرگ۔ وگاہے
مشبہ عقلی باشد و مشبہ بہ و وجہ شبہ حسّی وگاہے برعکس مانند تشبیہ خلق کریم بعطر یا تشبیہ
روح بہ گل یا بالعکس آں یعنی مشبہ حسّی باشد و مشبہ بہ و وجہ شبہ عقلی چوں تشبیہ آتش
بذہن وقاد۔ و اگر در تشبیہ دو مشبہ و مشبہ بہ باشد آں تشبیہ را تشبیہ تسویہ نامند۔ و
اگر دو مشبہ بہ یک مشبہ باشد تشبیہ جمع۔ و اگر ہیأت اجتماعی مشبہ و ہیأت دیگر بہمیں صفت
مشبہ بہ بود تشبیہ مرکب یا تشبیہ ممثّل خوانند۔ و نوعی است از تشبیہ موسوم بہ تشبیہ
تفضیل یعنی بیان کردن فضل مشبہ بہ مشبہ بہ۔ مثال تشبیہ تسویہ تیرے بال اور میرا
حال دونوں اندھیری رات ہیں۔ مثال تشبیہ جمع۔ آج کی اندھیری رات ایسی
سیاہ ہے جیسے میرا دن اور تیری چوٹی۔ مثال تشبیہ تمثیل لہو بھری تلوار میں
جوہر ایسے نمایاں ہیں جیسے کالی گھٹا میں بجلی کے چمکنے سے تارے نظر آویں۔

مثال تشبیہ تفضیل چاند تو تو ہے لیکن چاند نے یہ کج کلاہی کہاں پائی۔ یا قد تیرا
مانند سرو کے مسلم لیکن سرو میں یہ قبا پوشی کہاں۔

## شہر دوم در بیان استعارہ

استعارہ در لغت طلب چیزے لعاریت باشد و در عرف بلیغاں مراد از مجاز یا تشبیہ
باشد یعنے مجازاً مشبہ بہ را ذکر کنند و در حقیقت ذکر مشبہ مرکوز خاطر باشد یا آنچہ
مناسب با مشبہ بہ باشد از روے حقیقت در مشبہ ثابت کنند از روے مجاز یا ہر چہ
مناسب با مشبہ باشد و راصل با مشبہ۔ مذکور سازند و گاہے بجاے مشبہ بہ ضد آں تعریض
یا بغض استعمال نمایند از روے مجاز۔ اما سہ قسم اولیں را اتفاقیہ و قسم چہارم
راعنادیہ نامند مثال قسم اول کالا ناگ آتا ہے یعنی آدم موذی می آید۔ یا
میری ہرنی کو لاؤ یعنی محبوبہ مرا بیارید یا چاند رتھ میں جاتا ہے یعنی محبوبہ کہ چوں ماہ
است در رتھ میرود۔ مثال قسم دوم موت کے پنجے سے کوئی بھی جیتا بچا ہے یعنی
از مرگ کہ مانند شیر است چگونہ جان می تواں برد۔ مثال قسم سوم تیرے سرمہ میں
رنگے کنول اور تیری انگیا کے بھونرے کسی کے ایمان کو باقی نہیں رکھتے ظاہر است
کہ سرمہ را با کنول علاقہ نیست الا با چشم محبوب وشا ما کچہ را با بھونرا چہ تعلق مگر با
سر پستانِ کافر بے پیر۔ مثال قسم چہارم شیر آتا ہے وقتیکہ غرض ازاں شخص نامرد
باشد۔ دریں مقام تعریض واقع شدہ لومڑی آتی ہے بجاے اینکہ مرد شجاع می آید
از روے بغض و عداوت بود۔ و مشبہ را دریں بحث مستعار لہ و مشبہ را استعار منہ و لفظ
را استعار خوانند مانند نرگس کہ ایں لفظ را استعار و چشم معشوق را کہ مشبہ است مستعار لہ
و گل نرگس را کہ مشبہ بہ است مستعار منہ گویند۔ مشبہ را مستعار لہ ازاں گفتند کہ استعارہ لفظ

برائے آنست یعنی لفظ نرگس از گلِ نرگس برائے چشم محبوب مستعار گرفتہ شد و مشبہ بہ مستعار منہ برائے آنست کہ از اں ایں لفظ را گرفتہ اند۔

## نہر سیوم در تفصیل مجاز

مجاز یا مایئول الیہ بود یا مرسل معنی مایئول الیہ ہرچہ بآں انجامد باشد خواہ نظر بہ زمانۂ گزشتہ بود خواہ بہ زمانۂ آیندہ مانند ایں مردہ نہ دانم کے مرد یا ایں کشتہ را کہ کشتہ است۔ مردن مردن مُردہ یا کشتہ شدن کشتہ نظر بہ زمانِ گزشتہ باشد کہ زمان حیات ہردو بودہ است۔ و مردہ را در حال زندگی مردہ گفتن مردن او ثابت کردن نظر بزمان مستقبل بود کہ کارش بآں انجامد۔ ہم چنیں حالِ گشتہ و مولوی گفتن طفلے کہ طلب علم نماید نظر بہ زمانِ آیندہ باشد یعنی روزے مولوی خواہد شد۔ و طبیب زادہ را طبیب گفتن نظر بہ زمانِ ماضی بود بخیال انیکہ پدرش طبیب بود یا بہ نظر زمانۂ مستقبل کہ روزے بعد تحصیل علم بمنصب پدر خواہد رسید۔ و مرسل معنی گزشتہ شدہ باشد و ازیں جہت نامیدہ شد کہ علاقۂ تشبیہ را دراں ترک نمودہ اند و ایں مجاز را اقسام بود گاہے سبب را بجائے مسبب ذکر کنند و گاہے مسبب را بجائے سبب گویند مثال آں۔ جس ندی نالے کو جنگل میں دیکھا سب میں مینہ نظر آیا یعنی آب کہ مسبب باران است اور تمام دن آج باجرا برسا کیا۔ یعنی باران نرم کہ سبب پیدا شدن غلہ باشد۔ و ظرف بجائے مظروف و مظروف بجائے ظرف مثال آں گلاب کو طاق میں رکھدو یعنی شیشۂ گلاب را بر طاق گزارند اور قارورہ انکا بہت سرخ ہے یعنی بول کہ در قارورہ میگیرند بسیار سرخ است۔ و خاص بجائے عام و عام بجائے خاص مثال آں فلانا آدمی بجو پر پروانہ ہے

یعنی عاشق است پروانا خاص است و عاشق عام۔ اور کپڑا میرا بھیگ گیا یعنی
انگرکھہ میرا بھیگ گیا کپڑا عام است و انگرکھہ خاص۔ و جُز بجاے کُل و کل بجاے
جُز مثال آن حُقّہ لاؤ بجاے قلیان و نیچہ و چلم با تنباکو و آتش۔ پیدا است کہ حُقّہ
جزو ایں ہیات اجتماعی است اور گھر ہمارا اگر پڑا بجاے اینکہ دیوار خانۂ ما اُفتاد
دیوار تمام خانہ نیست بلکہ جزو خانہ است۔

## شہر چہارم در حُسن و قبح کنایہ

بدانکہ حُسن و قبح در ہر چیز می باشد تشبیہ و استعارہ و مجاز ہم ہر قدر کہ بود اگر نادر
و غیر متبذل باشد بہتر است۔ ہم چنیں کنایۂ سریع الفہم متبذل بکار نمی آید مانند پیٹ
کا ہلکا بمعنی شخص راز نگاہ ندارندہ یا بے مُہار اونٹ یعنی یاوہ گو و دریدہ دہاں۔ اگر
چنیں گفتہ آید ہر آئینہ ابلغ باشد فلانا حلال خوروں کا روپے دینے والا ہے یعنی
سخی ہے۔

## شہر اول از جزیرہ ہفتم در علم بدیع

کہ دراں دو شہر دلچسپ یک باغِ جاں نواز در نظر نظارگیانِ حُسنِ عروسانِ بہارِ
معنی و مضامین جلوۂ ظہور رسیدہ در بدایع لفظی ازانجملہ است۔
جناس کہ آنرا تجنیس ہم نامند یعنی بودن دو لفظ شبیہ ہم۔ و آں چند گونہ بود۔
اول تجنیس تام یعنی شبیہ بودن دو لفظ در حروف و حرکات بغیر ترکیب چون گل بفتحہ
کاف و سکونِ لام بمعنی دیروز و فردا و قرار و آرام۔ و مونڈھا بمعنی چیزیکہ بر آن

براں نشتید و بمعنی شانہ یعنی کتف۔ دوم تجنیس ناقص واین شبیہ بودن در دو لفظ
در حروف فقط باشد و در حرکات مخالف ہم۔ چوں بَیر بمعنی دشمنی و بیر بمعنی کنار۔
سیوم تجنیس مکرر و آں جدا کردن جزوے از لفظ مقابل لفظی است کہ بعد ازاں
بلا فاصلہ مذکور شود مثال آں۔ بیت

ہم سے کیوں رکھتا نہیں ہے وہ بُتِ خود کام کام
جس نے اپنا کردیا ہر ایک پر انعام عام

چہارم تجنیس مرکب یعنی ترکیب دو کلمہ با کلمہ و جزو کلمہ لفظی مقابل کلمہ پیدا شود و آں
مقرون بود و مفروق۔ مقرون آنکہ در تلفظ و کتابت ہر دو مثل ہم باشد۔ و مفروق
آنکہ در کتابت مخالف آں بود مثال ہر دو بیت

تجھ کو نہ کبھی دیکھ مجھے ترس آیا
بھر عمر نظارے کے لیے ترسایا
تقصیر سوائے عشق کے کیا مجھ سے ہوئی
ڈر ٹک تو خدا سے کافر اترسایا

پنجم تجنیس خط چوں مشکیں و مسکیں و خط و حظ و زر و رز و پاک و پاک۔ ششم تجنیس زائد
و آں عبارت است از زیادہ بودن حرفی در لفظی مقابل لفظی کہ در تلفظ و کتابت
مثل آں باشد و ایں حرف زائد خواہ در اول لفظ بود خواہ در وسط خواہ در آخر۔
مانند چاہ بمعنی کنواں در فارسی و چاہا بمعنی مہر و رزید و یال و خیال و کار و کنار۔
ہفتم تجنیس مطرف و آں مختلف بودن حرف اخیر در دو لفظ شبیہ ہم باشد چوں آزاد
و آزار و آفاق و آفات۔

دیگر ترصیع۔ ایں صنعت چناں بود کہ فقرۂ بنویسند یا مصرعے موزوں نمایند و مقابل
آں فقرہ یا مصرع فقرۂ یا مصرعے باین طریق آرند کہ لفظ اول ایں فقرہ سجع لفظِ

اول فقرہ اول و لفظ ثانی سجع لفظ ثانی ہم چنین سیوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم تا جائیکہ تمام شود۔ و نیز لفظ اول این مصرع قافیہ لفظ اول مصرع ثانی و دوم قافیہ دوم و سیوم قافیہ سیوم تا تمام شدن مصرع مثال فقرہ پونڈا پھیکا اتنا بُرا کہ جسکی برائی بیان سے باہر ہے۔ پونڈا اکڑوا ایسا بھلا کہ اسکی بھلائی گمان سے بڑھ کر ہے۔ مثال مصرع۔

نکھرا اترا ظہورِ خدائے کریم ہے

گو جابجا وفورِ بلائے عظیم ہے

دیگر ترصیع با تجنیس مثال آں مقصود بیگ و مقصود بیگ دو۔ دیگر معرب و ایں مراد از عبارتے بود کہ مشتمل بر حرکتے بود از حرکات ثلاثہ کہ زبر و زیر و پیش باشد یعنی اگر متضمن فتحہ باشد ضمہ و کسرہ دراں نیارند و اگر ضمہ وارد کسرہ و فتحہ نمی باید و اگر اول قید کسرہ کنند باید کہ از فتحہ و ضمہ پاک باشد۔

دیگر اشتقاق و ایں آوردن لفظی چند است کہ مشتق از یک مصدر باشند مثال جس جانے والے کو دلی جانا ہو جاتے جاتے چاہیے کہ ہم سے رخصت ہو کے جاوے اس طرح کے جانے میں اُس کا کیا جاتا ہے۔

دیگر مسجع و آں سہ نوع است متوازی و مطرف و موازنہ۔ متوازی آنکہ دو لفظ در حروف و حرکت از روے عدد برابر باشند نہ مثل یکدیگر باشند و قار و حصار و کنار و کبار۔ و مطرف آنکہ جزوِ ہر دو مساوی باشد چوں اطوار و حصار درینجا دار و صار باہم سجع واقع شدہ در بعضی بحور اطوار و حصار آخر بیت بجاے قافیہ می آید و در بعضی اوزان نہ۔ و موازنہ آں بود کہ وزن دو لفظ دراں مساوی باشد و موافقت روی دراں شرط نہ بود مانند گل و پر و دل و در و سر و خم مثال موازنہ تیرا باپ عجب بشر ہے جس کا نان سدا رہا ہے۔ دو قسم اول عام است در نظم و نثر ہر دو می آید و قسم آخر خصوصیت با نثر دارد۔

دیگر رد العجز علی الصدر معنی آں از روے لغت باز گردانیدن سُرین بسینہ باشد و در عرف البلغاں مراد از ذکر لفظی بود در آخر مصرع دوم کہ در اول مصرع اول ذکر کردہ باشند خواہ بہ وضع تجنیس خواہ ورلے آں مثال تجنیس شعر

مانگ اپنی سنوارتی ہے آج
جس نے کل دل لیا تھا ہم سے مانگ

مثال ورلے تجنیس۔ شعر

آدمی کا مارنا اچھا نہیں
مظہرِ ذاتِ خدا ہے آدمی

واقسام آں در فارسی بسیار است از انجملہ است لفظ اول مصرع دوم در آخر مصرع دوم آوردن واین ہم بتجنیس وغیر تجنیس باشد مثال تجنیس شعر

جس نے کل ٹپکا کھلایا تھا ہمیں
پال میں آنبوں کے ڈالی آج پال

مثال غیر تجنیس شعر

خدا جو کچھ کہ میسر کرے وہ کھا لیجیے
پُلاؤ گر نہ میسر ہو کون کھائے پُلاؤ

وقسمی است از ہمیں لفظ آخر مصرع اول در اول مصرع ثانی ولفظ آخر مصرع ثانی در اول مصرع سیوم ولفظ آخر مصرع سوم در اول مصرع چہارم آوردن وآنرا معاد نامند۔ مثال آں رباعی

آتا نہیں کیوں مرا وہ آسایشِ جاں
جاں جس پہ فدا کرتے ہیں سب اور ایماں
ایماں ہے مرا محبت اُسکی دائم

دائم اسکو بھی مجھپہ ہے لطف نہاں

دیگر مقلوب وآں مراد از لفظ عبارت و مصرع و بیت بازگونہ باشد وآں بر چند
قسم است ۔ مقلوب کُل چوں جور و روح ۔ و مقلوب بعض چوں رشک و شکر و عربی
و ربیع و علم و لمع ۔ و مقلوب مجنح بروزن مفعل صیغۂ مفعول است و معنی آں بازو دار
بود و در اصطلاح بودن لفظ در آخر مصرع ۔ مقلوب لفظی کہ در اول مصرع باشد ۔
و مقلوب مستوی مراد از بودن عبارت و مصرع و بیت مقلوب بر صورت اول ۔

مثال مقلوب کُل مصرع

بات کی باقی نہیں ہے مجھ میں تاب

و قسمی است از مقلوب کُل کہ چہار مصرع بایں صفت گویند کہ لفظ اول مصرع ثانی
مقلوب لفظ آخر مصرع اول باشد و لفظ اول مصرع سوم مقلوب لفظ آخر
مصرع دوم و لفظ اول مصرع چہارم مقلوب لفظ آخر مصرع سیوم و لفظ اول
مصرع اول مقلوب لفظ آخر مصرع چہارم باشد ۔ مثال آں ۔ رباعی

رُت یہ پیدا ہمیشہ ہووے نور
رب کی قدرت سے ہوتے ہیں فی اسب ور
رد جو کوئی یہ بات کرے اُس کا تن
نت کھیچے چھیاں لگا خون سے تر

مثال مقلوب بعض مصرع

خرف ہو گئے ہیں میاں فخر کیوں

مثال مقلوب مجنح مصرع

تھان دو ململ کے لایا برج ناتھ

مثال مقلوب مستوی او بی ریتی تیری بوا ۔ ریتی نام کسبی فرضی باید کرد و در فارسی

مثالہا بسیار است۔ امیر خسرو بیت

شکر بتر از وے وزارت برکش
شو ہمرہ بلبل بلب ہر ہوش

ہر مصرع مقلوب مستوی است راقم گوید مصرع

من ازاں یہ عمل علم عرب نازانم

راقم حقیر رقعہ دریں صنعت نوشتہ است بطریق ارمغاں برائے طالباں ایداداں منماید

رقعہ

دارا دربانم بی ذرادادیدن لب شکر نگاں آبنوش قودوق نعیم حبیب فرشاہاں پناہ و جہاں گلہائے اجررا بودرہ بسیر از مرج مدام غم درم ماہ ساں از یم قیر نام لیل ہنبود از مم طرب ارب راہمہ ور در سم خطبہ ات ابی ارک رایات اہ بط خم سردرد ہمہ ارب را برطرم مزاد و من بلبل با فریق میزان اسہام مردم غماد مجرم زارسیہ دبار رجاے اہل گناہ جہاں پناہ اشرف بی جمیع نقود و قشون با نام گبر کش لمبندی دادا زیب منا بر وارا د۔

دیگر مربع و ایں صنعت مراد از چند سطر و بیت است کہ در طول و عرض خواندہ شدن آں یکساں باشد مثال آں

| کہاں تک | خموشی | اجی تم | کہو کچھ |
|---|---|---|---|
| بھیانک | چھبیلی | سلو تو | اجی تم |
| یہ کیا ہے | بتاؤ | چھبیلی | خموشی |
| یکایک | یہ کیا ہے | بھیانک | کہاں تک |

دیگر لزوم مالایلزم یعنی لازم گرفتن چیز غیر لازم بر خود چوں قافیہ موسہ مانند عاقل

قافیۂ کامل زیرا کہ دل ہم قافیۂ عاقل می تواند شد۔
دیگر لزوم ایں صنعت چنان است کہ شاعر دو چیز یا سہ چیز یا زیادہ در شعرے جمع کند
و در ہر شعر ذکر آں لازم گیرد تا آخر قصیدہ مثل شتر حجرہ کا بیتی و لک لک و مگس خسرو
دہلوی ایں در ہر بیت لک لک و مگس بیان نمودہ و او در ہر بیت شتر حجرہ را ذکر کردہ
مثال در ہندی نظم

ناگنی کو جس طرح سے مور جاتا ہے نگل
میں بھی کھا کر غم کو تیرے روز رہتا ہوں اٹل
ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
دو پہاڑوں میں چھپے ہیں ڈر کے کونسے نکل

در نسخۂ دیگر بایں نہج است۔ نظم

ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
جس طرح ہو مور سے اس ناگنی کو تو بچا
ناگنی جانبر کہاں ہو مور سے تدبیر بن
مور جس کا ہو چلے وہاں ناگنی کا زور کیا

دیگر مسجع و آں مراد از چار پارہ کردن بیت سوائے مطلع بایں طریق است کہ سہ پارۂ
اول باہم قافیہ داشتہ پارۂ آخریں بقافیۂ اصلی رجوع نماید مثال آں۔ شعر

کل آنکھ میری لڑ گئی اُس کافرِ عیار سے
ہے آج نوبت سر پٹکنے کی در و دیوار سے
اُس شوخ سے جا کر کہو لے بدمزاج تندخو
بیرحم تو اتنا نہ ہو ٹک شرم کر داوار سے

و بعضی قدمائے فارسی در غزل مسجع رجوع بقافیۂ اصلی نکردہ ہماں سجع را کافی

شمردہ اند مثال آں - سعدی

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ
وے شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ
اے قبلۂ من روے تو وے کعبۂ من کوے تو
صد ہیچو من ہندوے تو از من چرا رنجیدۂ

مثال آں در ہندی میر حسن صاحب مثنوی سحر البیان مرثیہ گفتہ کہ مطلعش این است۔ مرثیہ

تم تو سر دینے رن میں سدھارے فاطمہؑ کے پیارے حسینا
آج آفت ہے گھر پر تھارے فاطمہؑ کے پیارے حسینا

ابیات باقی قافیہ ندارد و سجع ہر بیت قافیہ است۔

دیگر تلمیع تلمیع مراد از جمع کردن زبانہاے متعدد است در یک بیت دو زبان جمع شوند و در خمس پنج زبان مثال آں

جھپکی سی ہمیں دور سے دکھلا دے خدارا
اے نور خدا در نظر از روے تو مارا

دیگر متلون مراد از ایراد بیت در دو وزن یا زیادہ باشد مثال دو بحرین

تجھ سیتی میں کیا کہوں اے بے وفا
گزری جو کچھ گزری جو تھا ہو چکا

تا بست و چہار وزن فقیر ہم جمع می تواند کرد۔ وقسمی است از متلون محذوف و منقوص محذوف عبارت از بیتے باشد کہ اگر لفظ اول آں بردارند موزونیت برجا ماند و در وزن دیگر شود مثال آں نظم

مجھ کو رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا

اس میں کیا فائدہ گر مجھکو کیا تو نے قتل
کچھ بھی انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا

بعد از حذف نمودن لفظ اول از ہر مصرع وزن رباعی باقی میماند۔

رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا
کیا فائدہ گر تو نے کیا مجھکو قتل
انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا

و منقوض مراد از بیتے است کہ اگر از آخر آں لفظی برداشتہ شود وزن دیگر پیدا شود۔

بیرحم جلا نہ جی کو میرے چپ رہ
معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے چپ رہ
کس واسطے اس قدر تو لے بس بس
تو آوے گا ہاے میر ڈیرے چپ رہ

از دور کردن چپ رہ وزن رباعی وزن لیلی مجنوں نظامی میشود۔

بیرحم جلا نہ جی کو میرے — معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے
کس واسطے اسقدر تو لے — تو آویگا ہاے میرے ڈیرے

دیگر ذو قافیتین و ذوالقوافی یعنی ذو قافیہ در یک بیت یا زیادہ آرند و مرصع نیز داخل ذوالقوافی میتواند شد مثال ذو قافیتین۔ شعر

غیر کے آنے میں گھر تیرے ہے نقصان تیرا
میں ترے واسطے کہتا ہوں کہا مان مرا

دیگر موشح توشیح عبارت است از گفتن چند بیت بایں طریق کہ اگر حرفے از اول ہر مصرع یا کلمۂ از اول یا اوسط یا آخر گیرند و آں را باہم جمع نمایند نامے یا مصرعے

در وزن دیگر بہم رسد و اگر ابیات زیادہ باشند مبتہا بدست آید مثال آں بیت

جس نے دم میں کیے ہزاروں خوں
مارے لاکھوں غریب پڑھ کے فسوں
یادیں اُسکے سب گئے ہیں بھول
آب وناں کا تھا جس قدر معمول
ہو تو آگاہ نام سے اُس کے
چاروں مصرع کے حرف اول لے

و ازہمیں قبیل است معقد و مشجر یعنی مصاریع ابیات را چناں نویسند کہ بشکل گرہ یا درخت معلوم شود عزیزے کتابے دریں صنعت نوشتہ بود در ظاہر ہمیں یک کتاب بود و در ہر سطر چند جا برنگے سوائے رنگہاے دیگر لفظی نوشتہ بود بطریقی کہ اگر آں الفاظ محاذیہ را از سطر اول تا سطر آخر کتاب در طول جمع میکردند نسخۂ دیگر مختصر و موجز متضمن علمی یا مطلبی بہم می رسید و از یک کتاب شش کتاب دیگر برمی آید۔ راقم الحروف ہم بایماے میر انشاء اللہ خاں صاحب عبارتے نوشتہ بود کہ ازاں عبارت دوازدہ عبارت دیگر برمی آید مثال نثر

پروردگار کا شکر کیا چاہیے کہ ہم سے نالایق بندوں کو ایسے کھانے کھلاتا ہے
یہ اُس کی عام عنایت ہے اور خاص لطف جن جن لوگوں کے واسطے ہے اُنھیں
پر ہے یہاں کچھ جاے گفتگو نہیں ہے جو کوئی دیوانہ ہو اور فہم نہ رکھتا ہو تو زٹل
سمجھے یا الحاد کا غلبہ طبع پر کسی کے ہووے سو ایسا اور کون ہے سوا واہی کے۔

در سطر اول باء فارسی پروردگار و کاف کا کہ علامت اضافت است و باء بندوں کو و الف ایسی برنگہاے مختلفہ باید نوشت و در سطر ثانی یاء یہ و میم عام و نون جن و دم و لام لوگوں کے و در سطر سیوم الف انھیں و یاء یہاں و دال دیوانہ و

فاءِ فہم و در سطر چہارم زاءِ زٹل و الف الحاد و یاءِ ہو و سے و واو اور جد اجد ا
نوشتن بطریق سطر اول پُر ضرور است تا دریافت آں بر دیگراں آسان شود و
و در سطر پنجم ہمیں واو و واہی بسرخی یا بسبزی یا زردی باید نوشت یا بہر رنگ
دیگر کہ خواشتہ باشد - ازیں عبارت بگرفتن ایں حروف نام چہار محبوبہ بر می آید
پیازو - کمیا - بندی - الفو - و بعضی تمام کلمہ را میگیرند تا مبتدا و خبرے درست
نمودہ آید مثال آں -

پیازو والے کو آج کمیا کے یار نے بندی کے گھر ناحق الفو کے سامنے مارا -
گھر میں سندری تھی سو دوشالے کی گاتی باندھے جوڑی بجا رہی تھی خوب جب غل ہوا تو اُٹھ
گئی اور کوٹھے پر جا کر لیٹ رہی اور جو نوچیاں تھیں ہاہو کرنے لگیں اور سرفرازو تو رو ئی -

اگر در سطر اول لفظ پیازو و واو والے و کمیا و بندی و الفو نگیں نوشتہ شود و در سطر
ثانی گھر سو و گاتی و خوب و در سطر سیوم گئی و رہی و وہی و روئی بہ ہمیں طریق چہار
عبارت متضمن مبتدا و خبر بیروں آید یعنی [پیازو گھر گئی اور کمیا سو رہی اور بندی
گاتی ہے اور الفو خوب روئی ]

دیگر نظم النثر گویند کہ ایں صنعت ایجاد امیر خسروِ دہلی است شرحش اینکہ بیتے چند گویند
کہ در نثر ہم خواندہ شود لیکن الفاظ شُستہ و شگفتہ آوردن شرط است والا بغیر ایں قید
ہر منظوم را منثور می تواں خواند زیرا کہ ترک یرِ کسرۂ اضافت و صفت و تلفظ بواو
و ہاءِ مختفی ہر نظم را نثر می نماید و دیگر ضروریاتِ شعر ہم باید آورد - مثل تقدیم بعضی الفاظ
بر بعضی کہ در نظم بضرورت جواز دارد و حذف بعضی روابط کہ در نظم حذف میتواں کرد
و در نثر حذف آں قبیح نماید مثال

بنام جہاندار جاں آفریں
حکیمی سخن برزباں آفریں
خداوند بخشندۂ دستگیر
کریم خطا بخش و پوزش پذیر

بغیر پُری کسرۂ اضافت وصفت نثر است مثال نثر در ہندی

اے پری ہوں میں ترا بندہ دل وجاں سے سدا
کیا ہوں میں مجھ سے غلام در دولت ہیں بہت
مہر تاباں و مہ چاردہ دونوں اور چرخ
تیرے مشتاقِ رُخِ فتنہ و قیامت ہیں بہت

ایں ہر دو بیت را نثر میتواں ساخت لیکن لفظ (میں) کہ در مصرع اول بر وزن یکحرف متحرک خوانده می شود۔ باید که در نثر بر وزن جی خوانده شود۔ و بنده با علان ہائے مختفی تا بالف بدل شود و واو (دل و جان) اور گردد و ہوں نیز بر وزن میں باید و میم در (غلام) چنیں مکسور است که در تقطیع بعد میم یا نوشته می شود۔ و ایں در نثر عیب کلی است و (ہیں) نیز بجاے یکحرف متحرک است و در نثر بر وزن (جی) می باید و تقدیم آں بر (بہت) ہم بضرورت نظم است در نثر عبارت را قبیح می سازد۔ و بجاے مہر تاباں در نثر مہر تابان با علان نون و بجاے واو عطف (اور) و پُری کسرۂ ہاے (مہ) متروک و بجاے چرخ آسماں و بجاے (تیرے) که بر وزن فاع در مصرع است تیرے بر وزن فعلن می باید و بجاے واو عطف که درمیان رُخ فتنہ و قیامت است اور می باید۔ و حال ہیں دریں مصرع ہمچوں حال میں در مصرع دوم بیت اول باشد۔ پس ایں قسم نثر را که از نظم حاصل شود در نظم النثر معتبر نگیرند۔ بلکه نظم النثر آنست که باندک تفاوت نظم نثر شود۔ و بعضی پُری کسرۂ و چند چیز دیگر روا داشته اند لیکن تقدیم و تاخیر را روا نمی دارند مثال آں۔

اجی صاحب سنو تو تم نے کل کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل گئے اپنے کلام سے صاحب ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے پر تمہارے تو دیکھے ڈھنگ نئے واہ جی واہ آپ کے قربان ہو جیے کیا ہی ننھی اور ناداں بنگئے ہو

خدا سے ٹک تو ڈرو یاد تو کیجیے قراروں کو

## مثنوی

اجی صاحب سنو تو تم نے کل
کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل
گئے اپنے کلام سے صاحب
ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب
ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے
پر تمھارے تو دیکھے ڈھنگ نئے
واہ جی واہ آپ کے قربان
ہو جیے کیا ہی نہتے اور نادان
بنگئے ہو خدا سے ٹک تو ڈرو
یاد تو کیجیے قراروں کو

دیگر حذف ایں مراد از نظمی یا نثرے بود کہ دراں حرفے از حروف تہجی نیارند مانند خطبۂ کہ از امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام خالی از الف نقل کنند مثال در ہندی خالی از نون:-

جس کا جی چاہے ہمارے پاس آئے گھر ہے اُس کا اور جو کوئی آتا آتا یکبارگی رہ جاوے تو ہم کو کیا غرض۔ اگر یہ چاہے کہ ہم سا بے لیاقت بھی کبھی کبھی آیا کرے تو یہ بات بہت مشکل ہے اسواسطے کہ عاصی پُراز معاصی ایسا عہد کر بیٹھا ہے کہ اس گوشہ ہی کے بیچ اسی طرح جما رہے کہ اگر ہزار بار دورۂ کامل فلک ہشتم کا کہ جسکو خلق خدا کی کُرسی کہتی ہے سر پر گزر جائے تو بھی اس جگہ سے اُٹھکر جو بہت جائے تو اس دوسرے حُجرے تک جاوے سو بھی دیکھا چاہیے یہ بھی اسوقت کا ایک زٹل قافیہ ہے۔

دیگر حاجب یعنی واقع شدن ردیف میانۂ دو قافیہ مثال آں

شعر

کل جو اُٹھ کر مرے پہلو سے گیا دلبر گھر
گلہ اُٹھ جانے سے میرا ہی رہا دلبر پر

شعر مشتمل بر حاجب را محجوب نامند و نزد بعضے مردف نیز گویند۔

دیگر مقطع یعنی حرفے با حرف دیگر در کتابت پیوند پذیر نباشد مثال آں۔

رام رے رام رے اور رے اور رے رام دوڑے دوڑے آو زاران دا۔

دیگر موصل یعنی حرفے از حروف بغیر پیوند با حرف دیگر نباشد وایں بر چند قسم است موصل دو حرفی و سہ حرفی و چار حرفی و زیادہ نیز مثال دو حرفی۔

چوٹی کو کا جی کی لڑکی کی گویا کالی ناگن ہے پر جب جی چاہے ہے تب کاٹے ہے جو جو خوبی حق نے کو کا صاحب کی لڑکی کو دی ہے شاید نوشابہ کو دی ہو تو دی ہو؛

مثال سہ حرفی

منا چند کیا چلا گیا چچا میر بقا بہت فکر مند ہیر نگر گئے میر ظفر علی مغل بیگ کنے نیا پیش قبض لیے چلے گئے؛

مثال چار حرفی۔

جیسی قطبی بیگم تیسی بخشی بیگم جیسی نجفو تیسی کیا کیا کہتی ہیگی نجفو ہمسے بہتر نجفو کہتی ہیگی چمنی ہمسے بہتر۔ محبت عجب نقشہ ہیگا قطبی بیگم کہتی ہیگی بیٹا بخشی بیگم بخشی بیگم کہتی ہیگی بیٹا قطبی بیگم؛

مثال پنج حرفی

مینجا پہلی کیگی جگلو کنجنی ہمیشہ جلیگی؛

تمام مصرع نیز موصل موصل آید لیکن تکلف محض است مثال آں ڈھاڑی کا لڑکا کہنے لگا (تننننتننننا) و ایں را موصل کا سنان المنشار ہم میتواں گفت یعنی موصل شبیہ بدندان آرہ۔

دیگر تعطیل و ایں عبارت از تحریر سبیتے چند یا سطرے چند کہ خالی از نقطہ بود مثال آں؛

آسا رام ولا رام کا سالا علم رل کا علم کھڑا کر کر رمال کا بل ہوا اگر سرکار والا کا ارادہ ہو کہ ملک عدا کا مالک ہمارا رام ہو اُسکو کہو کہ علم رل کا در کھول کر کہہ کہ ملک عدو کا مسلط ہمارا مملوک کم حوصلہ ہوگا کہ عدو اس ملک کا مالک ہو ہمارا ہمسر ہوگا۔

کلام مشتمل بر تعطیل را مہمل نیز گویند۔
دیگر منقوط عبارت متضمن حروف نقطہ دار باشد مثال آں۔
"بی بی زینب نے تین شب پنجے چنے"
دیگر رقطا یعنی یکحرف خالی از نقطہ و حرف دیگر منقوط تا آخر مصرع یا فقرہ یا قصیدہ
یا رقعہ مثال آں؛
"قرب حضرت سید جعفر خلف حضرت میر نعیم باعث رفعت ہے"
دیگر خیفا و آں بودن عبارتے بروجہے باشد کہ یک کلمہ خالی از نقطہ باشد و کلمہ
دیگر تمامش منقوط تا آخر عبارت مثال آں
"او زینب آ چنے کھا بی بی مہرو چیت گاؤ"
دیگر تضمین المزدوج و ایں مراد از آوردن دو لفظ مسجع باشد چوں نیزہ و ریزہ
مثال آں بولا کا کولا ہلتا چلتا ہے۔
دیگر ترافق و آں گفتن چار مصرع بایں طریق باشد کہ ہر مصرع را کہ خواستہ باشند مصرع
اول سازند و ہم چنیں ثانی و ثالث و رابع مثال آں۔ شعر
مفتوں ہوں میں اس شرم و حیا کا دل سے
عاشق ہوں میں اس ناز و ادا کا دل سے
شیدا ہوں میں اس زلف دوتا کا دل سے
کشتہ ہوں میں اس طرز وفا کا دل سے
دیگر جامع الحروف و ایں صنعت چناں باشد کہ حروف تہجی ہمہ دراں گنجایش پذیرد
در بیتے یا در فقرۂ مثال آں شعر۔
ایں جفا ہا الغیاث اے کافر ترسا لقب
لذتِ صد خط مریض عشق تو برد از خطت

دیگر عکس ایں صنعت گاہے در دو لفظ باشد و گاہے در دو فقرہ و گاہے در یک بیت
یہ تصنیف آں مثال آں دو لفظ

مارسے افلاس کے سونے کا کٹار اور کہار کا سونا دونوں بک گئے۔

مثال دو فقرہ

تمھاری سیرت تمھاری صورت سے بہتر ہے اور تمھاری صورت تمھاری سیرت سے بہتر ہے

مثال نظم

یہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہاں پائی
یوسف نے کہاں پائی یہ خوبی و زیبائی

وازیں صنعت بیت بچند وزن درست می آید مثال آں مصرع۔

پیا زو ہمیں دے گی بلا کر نئی گالی

وزن دیگر مصرع — دیگی پیا زو ہمیں گالی بلا کر نئی
" — دیگی ہمیں پیا زو گالی نئی بلا کر
" — دیگی پیا زو ہمیں گالی بلا کر نئی
" — ہمیں پیا زو دیگی نئی بلا کر گالی

ازیں تقدیم و تاخیر دو وزن در بحر بسیط پیدا شدہ یکی سالم کہ اول مذکور شد دیگر
اینکہ زحاف دارد مثال آں مصرع

ہمیں پیا زو دیگی نئی بلا کر گالی

دیگر مدوّر ایں صنعت چناں باشد کہ شاعر مصرعے بگوید بایں طریق کہ چوں ارکان
آنرا در دائرہ بنویسند از ہر رکن کہ خواستہ باشند شروع نمایند واز یک مصرع چندیں
صورت بہم رسد و معنی بحال خود ماند از تقدیم و تاخیر چہار رکن مذکورہ بیت کہ نوشتہ
می آید زیادہ از چار صورت متصور است۔ مرد باخبر را حاجت بتفصیل آں نیست خود بخود

دریافت آں بتواند نمود مگر چہار صورت برای مبتدیاں نوشتہ می شود۔ مصرع

ہمارا پیارا سبھوں میں بھلا ہے

پیارا ہمارا سبھوں میں بھلا ہے

سبھوں میں بھلا ہے ہمارا پیارا

بھلا ہے سبھوں میں پیارا ہمارا
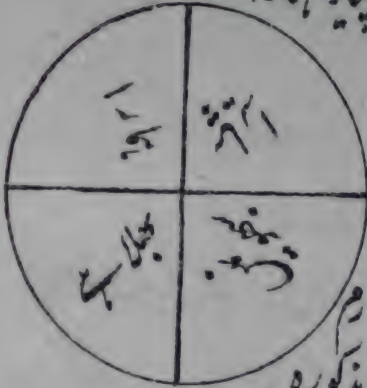
صورتش در دائرہ بدیں نہج است۔

دیگر مثلث ایں صنعت آنست کہ شاعر سہ مصرع رباعی بایں طریق گوید کہ بعضی الفاظ آں ہر سہ مصرع را کہ باہم جمع کنند مصرع چہارم پیدا شود۔ لیکن قاعدہ ایں است کہ الفاظ مذکورہ بسرخی می نویسند مثال آں۔ رباعی

تجھ سا نہیں پیارا کوئی اے رشک قمر

محبوب کوئی نہ ہوگا تجھ سے بہتر

اے دلبر نازنیں تجھے کہتے ہیں سب

تجھ سا نہیں محبوب کوئی اے دلبر

دیگر مشاکلت ایں صنعت مراد از استعمال لفظی بود کہ مخالف مقام و موافق خواہش گوینده باشد مثال آں۔ مثنوی

کسی کے گھر گیا مہمان مفلوک | تن اُس کا ضعف سے تھا غیرت دوک
کہا یہ میزباں نے دیکھ اُسکو | غذا جو چاہتا ہو دل بتا دو
کہ پکوا دیں بورچی کو بلا کر | کھلا دیں آپ کو کھانا بٹھا کر
کہا اُس نے پکوا ایک کرتا | اور اُسکے ساتھ کوئی موٹا دوپٹا

کُرتہ و دوپٹہ با پختہ شدن ہیچ علاقہ ندارد لیکن دلالت میکند بر فرطِ خواہشِ مہمان۔ بیچارہ چوں لباس نداشتہ است و سوال صریح را عیب پنداشت ادائے مطلب دریں لباس کرد۔

# شہر سوم در بیان بدایع معنوی

یکی از انہا تضاد است یعنی استعمال نمودن ضد لفظی کہ مذکور کنند مثال آں۔
جو تھوڑا ہنسے گا سو بہت سا روے گا۔ ظاہر است کہ بسیار ضد اندک و گریہ ضد
خندہ است۔
دیگر طباق کہ آنرا مراعات نظیر ہم گویند و آں استعمال لفظ موافق لفظ مذکور باشد
مثال آں ؎

فلانا ہندو بچا جو نیا نیا مسلمان ہُوا ہے کل جو کسی نے اُسکے سامنے گنگا کا ذکر
کیا اور بزرگی اُسکی پوچھی تو مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا نزدیک تھا کہ چہرہ سے
اُسکے پسینے کے نالے بہنے لگیں یا اگر ہو سکے تو چُلّو بھر پانی میں ڈوب مرے ؎

پانی و بھر و غیرہ ہمہ را علاقہ با دریاست۔
دیگر ایہام طباق و تضاد یعنی آوردن لفظی کہ صاحب دو معنی باشد یکی قریب و
دیگر بعید جمعے در ہند مشہور بہ جگت باز اند و ضلع بولنے والا نیز گویند و اینہا در ادا کردن
صنایع زیادہ از شعرا ہستند ہیچ کلام شاں خالی از تجنیس و مراعات نظیر و ایہام نباشد
در فارسی لقب ایں قوم بذلہ سنج و لطیفہ گو و در عربی بلیغ باشد۔ کسانیکہ عالمِ علم
بیان و بدیع اند در حسب اینہا حکم ابکم دارند۔ زیراکہ دانندۂ ایں فن بعقد تمام و
وصرف ہمت عبارتے درست می تواند نمود۔ و ایں فرقہ را بے سعی تلاش ایں
چیزہا بر زباں باشد۔ بعد خرابی حضرت دہلی در نزہت بنیاد لکھنؤ چند کس ازیں
جماعت صاحب نام و نشاں بودہ اند۔ و دریں زمانِ سعادت نشاں کہ از سبب
اعتدالِ ہوا و روح نفسانی سکنۂ ایں بلدہ را قوت روز افزوں از مبدأ فیاضِ عنایت

شدہ ہر طفل نابالغ بر بالغ کلانانِ زبانِ سابق میچر بد - و سوائے ضلع مناسبت دریا
دو چیز مخالف یکدیگر بہ یک لفظ بیان کنند و آنرا نسبت نام نہند مثلاً اگر کسی بپرسد کہ
کنوئے اور آتشبازی میں کیا نسبت ہے باید گفت کہ چرخی - یا بپرسد کہ بندوق اور
مہاجن اور فرنگی میں کیا نسبت باید گفت کہ کوٹھی - یا این کہ شمشیر و پلٹن باہم چہ
نسبت دارند باید گفت باڑھ - یا میانہ چوپڑ و دوپٹہ چہ نسبت است باید گفت کہ
گوٹ - مثال ضلع ذکر چیزہائے مناسب با دریا -

آپ کا بحرہ کچھ آج کھل گیا ہے - واللہ تمہاری بات پانی بہت مشکل ہے - ہمیں کل
سوتا چھوڑ گئے - ہر چند ضعف نالی کی تو بھی رتھ میں جگہ ندی - ایک باولی زنڈی
کے کہنے سے ہماری چاہ دل سے اُٹھا دی - بات کا نہ سننا آپ کے جد و آبا کا طریق
چلا آتا ہے - دو کبوتر کھمبی اور ایک گھا گھرا مرزا جان کے بیاہ کے دن تانبے کا
چنبل بیچ کر مول لیے تھے سو کوئی آدمی چرا لے گیا ایک آدمی یوں کہتا ہے کہ سرکار کا غلام
لے گیا ہے پر وہ راوی کچھ رند مشرب سا ہے دن رات اسی سعی میں ہے کہ دو آدمیوں
کو لڑا دیجیے - مراد خاں تو تلا حیات خاں سے کہتا ہے کہ بیٹا اسکی ایک بات نہ مانو اسلیے
بندہ آپ سے بولتا نہیں اگر تحقیق ہو تو پھر سرکار کے غلام کو یہاں جمنا مشکل ہو جائیگا
میں تو بنارس چلا تھا اسواسطے اٹک گیا کہ چور معلوم ہو جاوے اس غلام کو آپ نے
اپنا نزدا ہے اور کوئی تو خاکروب کے برابر بھی نہیں جانتا ہے - سرکار عالی کے تو ایسے
ہی لوگ قوت بازو اور یار وفادار ہیں - دو جوڑہ شال محمد لیث کشمیری دزدیدہ بود اور
اسپر آپ کو یہ گمبھیر سمجھتا ہے کہ اللہ اللہ جس وقت کمخاب کی قبا پہن کر گرا گھوڑا اکڑتا ہے
اُسوقت شان اُسکی دیکھا چاہیے - آپ منہ نہ لگائیں تو پھر دھوبی کا کتا نہ گھر کا ہے نہ
گھاٹ کا لیکن خدا جانے اُس نے پارسال سے کیا جادو کیا ہے کہ آپ وار وار جاتے ہیں
کیوں نہ پھر پچاس پاٹ کا نیمہ پہنے - جب خاوند کی یہ صورت ہے اور سب باتیں تو درکنار

کل کی بات ہے کہ ایک پیسے پر جھبا مل دلال کو پچاس مچھیاں دیتا تھا اور
بات بات میں روتا تھا محلے والوں نے مرزا رووٗ نام رکھا تھا۔ نہ ہو تو میر بھنگا
کے بیٹے میر جھینگا سے پوچھ لو۔ آپ کو کیا مناسب ہے کہ اس نگرے کو اس قدر منھ
لگایا ہے۔ قبلہ بہت گھمنڈ نہ کیجیے گا گھڑی میں گھڑیال ہے۔ انگریز کے جاسوس جابجا
ہیں۔ خدا نہ کرے کہ آپ کی بعضی باتوں کی خبر ہو جائے تو ناکے سے نکلنا دوبھر ہو جائیگا۔
یہ فرمایئے کہ جہاز صاحب کی خدائی نے آپکی جان بچائی یا کچھ روپیہ یا کوئی دوست
کام آیا۔ خدا کے واسطے پنیس پر چڑھ کے خدا کو بھول جائیے۔ یہ باتیں کچھ اور
ہیں اور وہ بات رنڈی کے سامنے کچھ اور ہے کہ ذرا طبلہ جو بُرا بجا تو کہنے لگے بج رہے
طبلے بجا کیوں نہیں۔ ایک غلام آپ کا ہے اور ایک غلام میاں فہیم تھے کہ ایک
پل بقدر چار پل وار بنا کر اپنا نام کر گئے آج تک اس کر و فر اور شیخی پر ڈال ڈالی
منھ سے صاف نہیں نکلتا اُس دن جو دریا خاں کے دو کبوتر پکڑے تو کہنے لگے کہ
کبوتر کے نام ایک پرندوں کا شعور دیکھیے کہ مسلم بوٹی ہرن کی دسترخوان پر دیکھ کر کہتا
ہے کہ قیما ہے ہم بھی ایک بات کہتے ہیں ہم کیا بلا ہیں اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ
اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ برادر تو در مزرعِ دنیا چہ کشتی تو اس کا جواب کیا دیجیے۔ خدا
کی قدرت کا کیا بیان کریں کہ کل نوارڑی کا پھول اتنا بڑا دیکھا کہ بلہ بلہ وہ شیخ
بھی کھڑا تھا جو سوت ہٹی میں رہتا تھا اور آپ اکثر نوارڑ آکر بیچا کرتا تھا اور چھنال
لاہی کے تھان اُسکے ہاتھ بیچا تھا اور چند روز بیڑی بھی پانوٗں میں غریب کے رہی
خدا جو چاہے سو کرے بڑے بڑے بلیوں کے پانوٗں میں زنجیر پڑتی ہے اور امانجی
اُنکی رویا کرتی ہیں۔ بھئی مرزا خیر اللہ بیگ تم نہ چھپو تم سے بھی ناحق ناحق کوتوال نے
ڈانڈ لیا تھا تم میں کوئی عیب نہیں بلکہ بہت سی خوبیاں رکھتے ہو خدا نے تمہیں بھی
ایک فہم رسا دیا ہے ؎

دیگر ایہام یعنی ایراد لفظ دلالت کنندہ بر دو معنی باشد مثال آں شعر

عرش پر کیونکر نہ ہو تیرا دماغ — دی گورنر نے تجھے کرسی پہ جا

مثال دیگر شعر

سب سے اونچا بیٹھنا اچھا نہیں — ہاتھ سے مونڈھا ذرا کیجے جدا

دریں مقام ذہن سامعاں اول معنی قریب درمی یابد وآں کرسی مقابل عرش و شانہ مقابل دست است و بعد تامل بمعنی بعید کہ مقصود گوئندہ است میرسد یعنے کرسی مناسب با گورنر و مونڈھا مناسب بانشستن۔

دیگر تدبیج وایں صنعت مراد از ذکر رنگہا در شعر بطریق کنایہ باشد مثال۔ میر باقر صاحب نے پرسوں جو سُرخ پیراہن موت کا پہنا تھا سو اگلی رات میں سبز ہو گیا۔ یعنی میر باقر کہ پری روز شہید شدند ہماں شب داخل بہشت شدند چہ لباس جوانانِ بہشت سبز است۔

دیگر اظہار مضمر یعنی ظاہر کردن بہ کسے آنچہ در ضمیر او باشد و کنہش این است کہ چند حرفے در مصرع جمع کنند و چار مصرع دیگر بر وزن رباعی بایں طریق گویند کہ حرفی از حروف جمع شدہ در مصرع اول کہ سوائے ایں رباعی است در یک مصرع یا دو مصرع یا سہ مصرع یا چہار مصرع آں رباعی موجود باشد اگر در مصرع اول فقط باشد حرف اول مصرع مذکور خواہد بود و اگر در مصرع دوم یافتہ شود حرف دوم آں واگر اگر در اول و دوم باشد حرف سوم و اگر در مصرع سوم یافتہ شود حرف چہارم آں و اگر در اول و سیوم باشد حرف پنجم و اگر در دوم و سوم باشد حرف ششم و اگر در اول و دوم و سیوم باشد حرف ہفتم و اگر فقط در چہارم باشد حرف ہشتم و اگر در اول و چہارم باشد حرف نہم و اگر در دوم و چہارم باشد حرف دہم و اگر در اول و دوم و چہارم باشد حرف یازدہم و اگر در سیوم و چہارم باشد حرف دوازدہم و اگر در اول و سیوم و چہارم باشد حرف سیزدہم

واگر در دوم وسیوم وچہارم باشد حرف چہار دہم واگر در ہر چہار مصرع باشد حرف پانزدہم درینصورت مجموع حروف مصرع پانزدہ حروف بود بعد گفتن مصرعہاے مذکورہ مصرع اول کہ دراں حروف جمع شدہ است پیش کسے بخوانند وبگویند کہ حرفے کہ ازیں مصرع خواستہ باشند در خاطر نگاہ دارند تا نشان می دہیم کہ فلاں حرف است ہرگاہ طرف ثانی بگوید کہ گرفتم باز مصرع اول رباعی خواندہ پرسند کہ حرف مذکور دریں مصرع ہست یا نیست اگر بگوید ہست حرف اول ایں مصرع کہ جامع ایں حروف است نشان بدہند ہمچنیں سوال از مصرع دوم وسیوم جدا جدا یا اول ودوم وسوم بطریقیکہ گفتہ آید مثال آں مصرع

سخن عشق جز بیار مگو

رباعی

آں شاہ تباں نمود با حسن وجمال
چوگان خط وگوے کہ آں نقطۂ خال
شاہوش دلم چو جلوہ گر شد معشوق
گفتم کہ مباد ہرگزت بیم زوال

مثال دیگر درہندی۔ مصرع۔ ہے لب دوست مخزن شکر

رباعی

عاشق سا مہر وار راز دل زار
سو طرح کا زیور اور خال رخسار
سب آؤ کرو غور نشاں دو صاحب
مشتاق کا عزم جان کر آخر کار

باید دانست کہ اصل قاعدہ کلیہ دریافت واستخراج ایں چنیں مصرع ظاہر ا مصنف را معلوم نبود لہذا ذکر نہ نمود۔ طالع آزامی نویسد کہ بہر چہار مصرع رباعی یک ہندسہ فرض کنند مثلاً بر مصرع اول یک بر دوم دو بر سوم چہار وچہارم ہشت پس حروف مصرع کہ نشان ہندسہ

مفروضۂ آنرا جمع نمودہ موافق آں از مصرع جامع حروف جواب دہند مثلاً کسی شین از مصرع ہندی جامع حروف گرفت وآں در مصرع اول رباعی و سیوم وچہارم آنست وہندسہ ہاے مفروضہ آں سیزدہ است جواب بدہند کہ حرف مضمر حرف سیزدہم از جامع حروف است وشین ہم چنین است۔

دیگر محتمل الضدین وآں این است کہ بیت یا نثر احتمال دو معنی داشتہ باشد کہ ہر دو ضد یکدیگر باشند۔ وہجو ملیح ہم قسمی ازاں باشد نہ اینکہ ہر چہ چنیں بود مشتمل بر ہجو ملیح باشد وہر دو معنی در رتبہ برابر باشند خوب وزشت آں بقرینہ میتواں یافت ودر بعضی جا قرینہ ہم گم شود وہر دو معنی ازاں مقصود سامعاں بر سبیل اختلاف باشد مثال آنچہ متضمن مدح وذم بود۔

اک قطرہ ہے سمندر ترے مُنھ کے آگے

یعنی دہن تو آں قدر تنگ واقع شدہ کہ یک قطرۂ آں سمندر معلوم می شود دیں گنجایش معلوم ایں قدر فراخ کہ سمندر را مثل یک قطرہ در دہن بگیری۔ مثال انچہ ہجو زید باشد واگر تامل کنند راہ بہ ہجو عمرو یابند مانند عمر کہتا ہے کہ ہجو زید کی کر میں کہتا ہوں لعنت خدا کی اسپر۔

دیگر تجاہل العارف یعنی از چیزے کہ بدانند اظہار بیخبری نمایند وایں بحرف تردید حاصل آید وگاہے محذوف ہم گردد مثال شعر

آدمی ہے یا فرشتہ یا پری یا حور ہے
یا کوئی تصویر ہے یہ یا درخت نور ہے

مثال حذف تردید شعر

اُس شوخ کی دریافت ہوئی کچھ نہ حقیقت
انساں ہے فرشتہ ہے پری ہے نہیں معلوم

صاحب مفتاح ایں صنعت را سوق المعلوم مساق غیرہ نامیدہ یعنی رواں کردن معلوم بجاے رواں کردن غیر معلوم۔

دیگر لف ونشر واصلش اللف والنشر باشد۔ لف بمعنی پیچیدن ونشر بمعنی پراگندہ کردن است ودر اصطلاح ذکر چند چیز بطریق اجمال باشد این است لف. و بعد ازاں بہ تفصیل آں پردازند این است نشر۔ واین تفصیل گاہے بترتیب بود وگاہے بے ترتیب۔ انچہ با ترتیب است آنرا در فارسی لف ونشر مرتب گویند وہرچہ بے ترتیب باشد نام آں لف ونشر غیر مرتب۔ مثال مرتب فردوسی گوید قطعہ

بروز نبرد آں یلِ ارجمند بشمشیر وخنجر بگرز وکمند
بُرید ودرید وشکست وبہبت یلاں را سر وسینہ وپا ودست

مثال در ہندی قطعہ

کفِ بخشش سے ترے معدن ودریا دبہار
تینوں حاصل کریں اے سرورِ فرخندہ تبار
لعل معدن کو ملے بحر کو دُرِ جوشِ آب
دیکھے ہر لالہ ونسریں سے بہار اپنی کنار

مثال دیگر بیت

آہو ونافہ ونسریں کو سدا بخشے تو
نافۂ وبوے خوش ورنگ ہو جتنا درکار

بعضی ایں را لف ونشر نگویند قطعہ اول را تفسیر جلی وقطعہ دوم را تفسیر خفی نامندو قطعۂ فردوسی ہم ازیں قبیل است۔ مثال براے لف ونشر بیت

سرو وگُل شوق میں تیرے قد وعارض کے سدا
نالہ کرتے ہیں ہم قمری وبلبل کی طرح

این لف ونشر مرتب است مثال غیر مرتب بیت

یاد میں اُس طرۂ ورخسار کے ہاتھ سر پہ مارتا ہوں صبح وشام

شام از روے ترتیب بر صبح مقدم میبایدلیکن بضرورت قافیہ موخر گردیدہ۔ مخفی نماند
کہ نزد سکاکی تفسیر را وجودے نیست ہمہ اش لف ونشر است وبعضی انچہ دراں
تشبیہ ومراعات نظیر باشد آنرا لف ونشر خوانند سوائے آں ہرچہ باشد داخل تفسیر سازند۔
دیگر جمع واین جمع نمودن چند چیز است دربیت۔ بیت

دولت وبخشش وعلم اورصفائے باطن
کرم اپنے سے تجھے حق نے دیا ہے سب کچھ

دیگر تفریق۔ بیت

ترے آگے میں لوں رستم کا کیا نام شنیدہ کے بود مانند دیدہ

درین بیت اظہار فرق درمیان ممدوح ورستم مقصودِ گویندہ است۔
دیگر تقسیم۔ بیت

وہی دیوے گا مجھے صبر وسکوں جس نے دیا
رخ زیبا تجھے اور دیدۂ گریاں مجھکو

مورد قسمت رخ زیبا ودیدہ گریاں است دیگر الجمع مع التقسیم۔ بیت

تیغ وافسر کا ہی تو مالک عنایت سے تری
تیغ رستم لے گیا افسر سکندر لے گیا

دیگر الجمع مع التفریق۔ بیت

دونوں صاحب فیض ہو آپس میں نیساں اور تو
پر وہ دیتا ہے صدف کو قطرہ تو مجھ کو گہر

دیگر الجمع مع التفریق والتقسیم۔ قطعہ

سب سخی ہیں ابر و دریا اور وہ عالیجناب
پاویں فیض انسے نباتات اور غواص وگدا
پر کرے ہے نالہ دریا ابر روئے وقت فیض
بالب خنداں وہ والا قدر ہے ہے دائما

دیگر رجوع ایں عبارت است از رد صفتی بسوے صفتی کہ بالاتر ازاں باشد مثال آں بیت

میرا وہ خرمن نسریں پری سے ہمسر ہے
نہیں نہیں یہ خطا ہے پری سے بہتر ہے

دیگر حسن التعلیل یعنی بیان کردن سبب بطرز پسندیدہ۔ بیت

میں نے کہا کہ لب پہ مسی تو نے کیوں ملی
بولا مسی نہیں یہ چھری ہے نگاہ کی

دیگر حسن التکریر مثال آں بیت

تو نے مجھے پیارے بُرا گر کہا کہا
یا مصلحت سے غیر کے منھ پر کہا کہا

دیگر القول بالموجب و ایں صنعت مراد از بردن لفظ بمعنی دیگر سوے مراد گوئندہ است مثال آں۔ شبے در مجلسے زن جوانے از لولیان نشستہ بر صورت نوجوانے نظر می انداخت شخصے از مجلسیاں گفت کہ بی جی آپ کی تو آنکھ لگ گئی گفت کیا کیجیے صاحب نیند آئی ہے۔ مراد گوئندہ از آنکھ لگ گئی عاشق شدن بود طرف ثانی برائے اخفاء راز از زنان دیگر آنرا بمعنی خواب بردہ جواب مناسب آں داد۔

دیگر المذہب الکلامی و ایں عبارت از مدلل نمودن کلام است بر طرز متکلماں واز متکلم در ینجا شاعر مقصود نیست بل ثابت کنندگان مقدمات نقلی بدلائل عقلی۔ مثال

کس طرح ہنسے اُس دہن تنگ سے وہ شوخ
تقسیم پہ جز کے ہیں دلائل سبھی باطل

دیگر المبالغہ واین سہ قسم بود یا اینکہ موافق عقل وعادت راست بود وآنرا تبلیغ نامند۔ یا ازروے عقل راست وازروے عادت دروغ باشد یا ازروے عقل وعادت ہر دو دروغ باشد۔ اول را اغراق ودوم را غلو خوانند مثال تبلیغ

بیت کیا بیاں اُسکی سخا کیجے کہ سائل کو اگر
کچھ نہ پہنچے ہو طبیبوں کا بہت بازار گرم

یعنی از ہیجان صفرائے غضب تپ میکند این مبالغہ نزدیک عقل ممتنع نیست وتپ کردن از جہت ترک عادت است زیرا کہ او عادت بر سوال ندارد۔ مثال اغراق

مصرع گدا کو بخشتے تو ملک سکندر

یعنی ملک بقدر ملک سکندر گدا را می بخشی۔ ہر چند این قدر سخاوت عادت کسی نیست لیکن ازروے عقل محال نمیتو اند شد۔ ازین جہت کہ ممکن است کہ پادشاہے تمام ملکِ خود را بسائلے بخشیدہ خود ترکِ دنیا نماید۔ مثال غلو در تعریف است۔ بیت

ہاں کہتے ہوے یہ حبست کرے وہ کہ وہاں
پہنچے دس لاکھ برس میں بھی نہ کان اُسکے تلک

دیگر تاکید المدح بما یشبہ الذم۔ مثال آں بیت

تو سراپا حسن ہے لیکن نہیں ہے آدمی
کوئی تجھ سا حور ہے تو یا پری ہر کیا ہے تو

دیگر تاکید الذم بما یشبہ المدح۔ مثال آں بیت

بُرا تجھ سا نہیں کوئی زمانے میں مگر کیا ہے
کہ گر صحبت میں کوئی بیٹھے تو وہ تجھسا ہی بنجاوے

لفظ لیکن در بیت اول و لفظ مگر در بیت ثانی دلالت بر مطلب مخالف جملۂ اول منماید زیراکہ قاعدۂ لیکن این است کہ درمیان دو جملۂ مخالف بایکدیگر واقع شود چنانچہ در عبارت

سیدھو برابر خوبصورت رنڈی آج لکھنؤ میں دُوسری نہیں۔ لیکن تین بڑے عیب

ہیں اُس میں۔ ایک تو یہ کہ گھر اُسکا ہمارے گھر سے بہت دُور ہے دوسرے یہ

کہ ذرا بھی مروت سے آشنا نہیں تیسرے یہ کہ ہر پاجی سے مختلط ہوجاتی ہے۔

ومگر نیز مثل لیکن باشد و فرق میانۂ ہر دو نازک است مثال

تو چاہیے کہ کل ہمارے پاس آوے مگر ایک بات ہے کہ اگر محبوبن لچھمی کو بہکادے

تو پھر نہیں آسکتی۔

ودریں ہر دو بیت کہ مذکور شد ایں ہر دو لفظ یعنی لیکن ومگر سامع را منتظر ہجو ممدوح ومدح شخص قابل الہجو میازد۔ لیکن جملۂ کہ بعد از نیہا مذکور شدہ باز جملۂ اول را بوجہ احسن ذہن نشین او میکند۔

دیگر حسن طلب ایں صنعت آنست کہ شاعر از ممدوح انچہ مطلوب است بنوعے طلب نماید کہ بر طبعش گرانی نکند و سوال او را بدرجۂ قبول رساند مثال قطعہ

دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہے سو دینار سُرخ

میں یہ کہتا ہوں کہ مفلس پاس اتنا زر کہاں

سُنکے کہتا ہے کہ تم کو شرم بھی آتی نہیں

جھوٹھ سے کیا فائدہ فرمائیے اے مہرباں

آپ ہیں مداح ایسے کے کہ جسکے ہاتھ سے

بحر کا کیسہ تہی ہے اور خالی جیب کاں

کسکو باور ہے کہ تم رکھتے نہیں ہو اندنوں

اس قدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کیاں

دیگر تعجب این صنعت سامعاں را در عجب می اندازد۔ مثال شعر

قند ق پالگی کہنے کہ نہ دیکھا ہوگا
سرو کی بیخ سے پھولا گل اورنگ ابتک

دیگر متضمن اللسانین و متضمن الالسنہ یعنی بیت یا عبارتے در دو زبان یا چند زبان خوانده شود مثال دو زبان فارسی - او نیز والی ولایت کر بوده گوئی پاسبانی بنی آدم بہر دور کردے - مثال سہ زبان عربی - کی یرَیفِہ بَانیۃ - فارسی کے بزنم لیہ - ہندی کی پریم نا نہ -

دیگر جامع اللسانین - یعنی عبارت در دو زبان وقت تلفظ معلوم شود - فارسی - یار ا جاے تو بہتر - ہندی، یار آجاے تو بہتر -

دیگر معما - این صنعت حالا بر اسقی است و طریق دریافت آں در رسائل ایں فن مذکور است براے مثال شعرے نوشتہ می شود - شعر

کوئی سر لشکر کا آگے لاؤ کہ ظاہر ہو پری ہندوستاں کی

طابع گوید کہ لشکر را در ہندی گنا گویند و سر آنرا کہ گاف است آگے لاؤ یعنی پیش کنید یعنی رفع دہند گُنا شود کہ اسم معماے است -

دیگر لغز کہ آنرا در فارسی چیستاں و در ہندی پہیلی نامند شرح آں از سبب اشتہار ضرور نیست - مثال - شعر

کیا ہے وہ شمع کہ جس کا ہے دل خلق لگن
ہر شب اسکی ہو تجلی سے نیا گھر روشن
کبھی ایوان سلاطین کی ہو بزم افروز
کبھی بالیں پہ گداوں کے کرے شب کو روز

یعنی زن کسبی -

دیگر تلمیح و تملیح ہم درست است وآں ہو توقف داشتن معنی شعر بر دریافت قصہ باشد

مثال۔ شعر

غیر اپنا اور اپنا غیر ہے دل ہی کے ساتھ
ماں نے بیٹی سے اُٹھایا ہاتھ آخر ہار کر

یعنی گُنا باپاس خاطر سب براتن کہ حق پرورش او بر گردن داشت در دیوان عدالت
با مادر خود اظہار خشونت کرد و سر رشتۂ طرفداری پرورندہ از دست نداد آخر مادر
دست بردار شد و راضی نامہ در عدالت العالیہ رسانید مضمونش اینکہ دختر خود بالغہ
و عاقلہ است ہر جا کہ دلش خواستہ باشد بماند من مزاحم او نیستم۔

دیگر حشو وآں عبارت از لفظ زیادہ بر مطلوب باشد وآں سہ گونہ است۔ ملیح
و متوسط و قبیح۔ مثال حشو ملیح۔ شعر

زیب و زینت حسن کو کیا چاہیے　　پنجۂ خورطالب خاتم نہیں

زیب و زینت ہر دو مترادف است لامحالہ یکی زیادہ بر مطلوب باشد لیکن از کثرتِ
استعمال ہر دو لفظ باہم خوشنما بود۔ مثال حشو متوسط بیت

تو ہے بحرِ بیکراں میں تشنہ و تفتیدہ لب
اے جہانِ جود و ہمت پیاس کو میری بجھا

یکے از جود یا ہمت حشو است لیکن نہ باعث زینتِ کلام است و نہ موجب قبح۔ مثال
حشو قبیح۔ بیت

اگر تو نے ستم مجھ پہ کیا تو کیا ہوا پیارے
جفا معشوق اور محبوب کا سہتے ہیں سب عاشق

لفظ محبوب زائد و قبیح است با لفظ معشوق۔

# باغ دل آرا بنا پذیر است بر تقسیم میوهٔ اقسام نظم و جنبانیدنِ شاخ شگوفهٔ فوائد دیگر

باید دانست که نظم بدہ قسم منقسم است۔ غزل و قصیدہ و فرد و رباعی و مسمط و مثنوی و تشبیب و ترجیع و مستزاد و قطعہ۔ غزل عبارت است از کلام موزونے کہ بیتِ اول آں مقفیٰ باشد و آنرا مطلع نامند باقی ابیات بایں صورت باشند کہ میانۂ ہر دو مصرعِ بیت قافیہ ضرور نیست لیکن مصرعِ ثانی ہر بیت در آخر رجوع بقافیۂ بیت اول نماید چنانچہ بر شعرا ظاہر است۔ و در بیتِ آخریں قاعدۂ اہل عجم است کہ شاعر تخلص خود را دراں ذکر کند۔ و آں بیت متمم غزل و موسوم بمقطع باشد و دراں ابیات سوائے ذکر شاہد و شراب و شکوۂ المِ مفارقت و بیان جفا و خوئے بد معشوق زیبا نباشد۔ و ہر چہ خلاف آنست غزل نبود و تصرفات یاراں اعتبار ندارد۔ و کسانیکہ اشعار غزل برائے اظہار رعب بر ابلہاں و ملقب شدن بصاحب طرز جدید معما ساختہ اند کلام آنہا ہمہ غیر فصیح است و دُور از پایۂ قبول و شہرت در بلید طبعاں ہرگز نزد عقلا معتبر نیست۔ و شعرائے ریختہ در کلام تتبع شعرائے فارسی میکنند معشوق ایشاں امرد است بخلاف بھاکھا کہ آنجا معشوق کا فراں نار بتانند۔ اگر در ریختہ آئی وہ دلربا بجائے آیا وہ دلربا البتہ شود غلط محض است۔ و اگر کسی مفتون زنے باشد بگوید مختار است لیکن کلام مجانین اتباع را نشاید و ایں طرز مخصوص بگوئندہ است۔ و ایں ہم گفتہ اند کہ ہر چہ قائل عمداً گوید از غلطی پاک باشد زیرا کہ خطا در عبارت و کلام از عدم معرفت یا نسیان حاصل آید۔ و ارباب ریختہ چہار غزل در یک زمین بگویند و در آخر ہر غزل اشارہ بغزل دیگر نمایند۔ و زمین غزل مراد از ردیف و قافیۂ آں غزل ست با قید بحر۔ و اگر آں ردیف و قافیہ در بحر دیگر

ہم گنجایش پذیر باشد زمین دیگر گفتہ شود زمین آن غزل نمیگویند کہ در بحر دیگر است۔
شعرائے فارسی ہم غزلہا در یک بحر گفتہ بعضی اشارہ در آخر غزل اول بغزل دوم
کردہ اند و بعضی بر سبیل ندرت تخلص در مطلع نیز بیان کنند و در ہمان غزل در مقطع
نیز مکرر آرند۔ واگر تخلص را باین طریق در مقطع ذکر کنند کہ بے بمعنی دیگر بردہ شود
و دال برین نبود کہ تخلص شاعراست نزد عوام پسندیدہ و خواص را ہر آئینہ ازاں
گریز باشد ازیں سبب کہ از چنیں شعر معلوم نمی شود کہ قائل آں فلانے است تا وقتیکہ
قائلش خود نگوید یا خوانندہ ظاہر نکند مثل لفظ تمنا کہ بمعنی خواہش است اگر شاعرے
متخلص باین لفظ گردد باید کہ ایں لفظ را در مقطع چناں آرد کہ دلالت براں کند
کہ تخلص شاعر است مثال آں بیت۔

وعدہ ہر روز نیا کب تلک اے وعدہ خلاف
آشتاب اب کہ تمنا کی تمنا ہے یہی

نہ آنکہ سامع در مدت العمر تا از دیگرے نپرسد دریافت نہ نماید۔ مثال آں بیت

عاشق خستہ کی رخصت دم آخر ہے ضرور
ہے اُسے تیرے ہی آنے کی تمنا باقی

ایں شعر سوائے تمنا کہ از روئے فرض تخلص قائل است اگر بسودا ہم منسوب نمایند
مانع چیست بخلاف شعر اول۔ و ریختہ گویاں تصرفے چند دراں کردہ اند و ہماں
مطبوع است۔ از انجملہ مطلعے در زمین غزلے کہ میگویند دنبالۂ مقطع سازند و بعضی در
زمین دیگر نیز۔ و ایں چیزہا قباحت ندارد۔ و ابیات غزل از پنج کمتر نمی شود و جانب
دیگر بیشتر ہفت و نہ و یازدہ است لیکن تا چہل بیت ہم در کلام متاخران فارسی گو
یافتہ می شود و دریں امر اعتراض نمیرسد آدم خوب بگوید بد نگوید مختار است۔
قصیدہ بیتے چند است متضمن مدح ممدوح و ایں بیشتر است و کمتر مشتمل بر حال ابنائے

روزگار باشد وآں بردوگونہ بود یا ابتدا بمدح کنند یا چیزے دیگر در چند بیت پیش از مدح گفتہ شود ومن بعد بر سر مدح آیند وآنرا گریز نامند و ابیات مذکورہ را بحسب شہرت تمہید خوانند لیکن اہل تحقیق تشبیب گویند مطلقاً - خواہ آں ابیات متضمن ذکر شراب وشاہد و ایام جوانی باشد خواہ شامل بود احوال دیگر را - وبعضی فرق کردہ اند زیراکہ تشبیب نزد آنہا ہماں است کہ دراں ایام شباب وصحبت معشوق وکیفیت شراب ذکر کنند - وہرچہ غیر آں گفتہ شود آنرا تشبیب نہ نامند ودر قصیدہ ہم مانند غزل مطلع ضرور است وباقی ابیات در مصاریع آخریں چوں غزل رجوع بقافیۂ مطلع نمایند وجائز است کہ در قصیدہ دو مطلع وسہ مطلع وزیادہ ازیں ہم در مدح ممدوح باشد واین حسن قصیدہ را - وفرد عبارت است از یک بیت بے قافیہ متضمن مثلے یا ورائے آں ووجہ تسمیۂ خالی بودنش از قافیہ وعدم وقوع در غزلے یا قصیدۂ باشد - پس ثابت شد کہ ابیات غزل وقصیدہ را در حال واحد بودن آں فرد نگویند اگر چنیں می بود کہ ہر ہر بیت بے قافیہ اطلاق فرد روا می داشتند قسمی جداگانہ چرا می بود و فرد گفتن بیشتر طریق قدما بود - و اکثر ابیات غزل میرزا صاحب تبریزی علیہ الرحمہ مشبہ بہ فرد است - ورباعی مراد از چہار مصرعے است در وزنے کہ بیشتر در عروض مذکور شدہ واز بسکہ مشہور است شرح آں تطویل بلا طائل است - ومسمط سوائے معنی لغوی کہ مفعول تسمیط است وآں گوہر بر رشتہ کشیدن باشد عبارت است از جمع شدن چند مصرع متحد القوافی در اصطلاح شعرا بایں صورت کہ اول مصاریع مذکورہ بیک قافیہ موزوں نمودہ مجموع را اول نامند باز چند مصرع دیگر متحد القوافی در قافیۂ دیگر گفتہ در مصرع آخر موافق شمار بند اول رجوع بقافیۂ اولیں نمایند - ومسمط بر ہفت قسم است - مربع ومخمس ومسدس ومسبع ومثمن ومتسع ومعشر - مربع عبارت است از کلامے کہ اول چہار مصرع متحد القوافی گفتہ آنرا بند اول نام نہند من بعد سہ مصرع متحد القوافی بہ تبدیل قافیہ

گفتہ مصرع رابع را ہماں قافیۂ اول دراں راجع ساختہ بہ بند دوم موسوم سازند
ہمچنیں بند سوم و چہارم و پنجم تا ہر قدر کہ اتفاق افتد۔ دریں ولا اکثر موزونانِ ہند
کہ قوت شعر در طبیعت ندارند و براے شہرت و ممدوح شدن در جاہلان و جذبِ
منافع از امراے سخیف الراے شروع بمرثیہ گوئی کنند مراعات مربع مرکوز
خاطر دارند۔ و در مخمس پنج مصرعے بہمیں طریق گفتہ شود۔ و حال مصرعۂ آخر بندہاے
مخمس بعینہ حال مصرعۂ آخر مربع در قافیہ باشد۔ و بعضی مصرع آخر بند اول را
مصرع آخر ہر بند سازند و مسدس عبارت است از شش مصرع بہمیں طریق و مسبع از ہفت مصرع و مثمن از ہشت
مصرع و متسع از نو مصرع و معشر از دہ مصرع۔ و ریختہ گویاں مسدس چیزِ دیگر
سواے ایں قرار دادہ اند و آں ایں است کہ چہار مصرع بہ یک قافیہ گفتہ دو
مصرع دیگر در قافیۂ دیگر گویند و بآں چہار مصرع اول ملحق گردانند و بند اول نام
نہند من بعد باز چہار مصرع در قافیہ دیگر گفتہ دو مصرع در قافیۂ دیگر بآں ملحق
نمایند و بند دوم خوانند ہم چنیں بند سوم و چہارم۔ و از مسبع تا معشر در قدما رائج بود
حالا کسی نمیگوید۔ و حال مسبع و نظائر آں بقیاس مخمس و مسدس فارسی محتاجِ
بیاں نیست و فرق میانۂ اینہا و ہرچہ مذکور شد باعتبار عدد مصاریع است۔ و شعراے
زبان ریختہ مسمط را ہشت قسم ساختہ اند یعنی مثلثی براں زیادہ کردہ اند و آنرا
بزبانِ خود شاں تکڑ بکسر تا و تشدید کاف و راء ثقیل گویند۔ مثال یکے از
ریختہ گویاں گفتہ۔ تکڑ

نشد قتیل زیاران کہ یک کس از سر درد　　اگرچہ سیکڑوں اس جا پہ ٹھٹھکے کھڑے زن و مرد
سرے بہ نعش من خستہ جاں بجنباند

و مثنوی مشہور است با حصر آں در ہفت بحر۔ یکی متقارب مثمن مقصور از روے
رکن آخریں یا محذوف از روے رکن مذکور و ایں بحر مخصوص است بذکر محاربات

سلاطین با سلاطین - لیکن میرحسن مرحوم ریختہ گو قصۂ بےنظیر و بدر منیر را درہمیں وزن موزوں کردہ است از حق نباید گذشت خدایش بیامرزد خوب گفتہ است - دیگر ہزج مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن خصوصیت دارد بذکر عاشق و معشوق شیریں خسرو نظامی و یوسف زلیخائے جامی درہمیں وزن است - دیگر ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر یا محذوف الآخر مع الشرائط المذکورہ فی العروض ایں وزن ہم مانند قبل خود اختصاص بہ بیان حالات طالب و مطلوب دارد و لیلی مجنوں نظامی و نلدمن فیضی ناگوری درہمیں وزن است - دیگر خفیف مخبون مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن بیشتر مواعظ و حقائق و حکم مذکور شود حدیقۂ حکیم سنائی غزنوی و سلسلۃ الذہب مولوی جامی درہمیں وزن است - دیگر رمل مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن ہم ذکر حقائق و حکایات علماء و اہل اللہ خوشنما است و بیان سوزش شوریدہ سراں ہم مخالف آں نیست - دیگر رمل مسدس مخبون مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن نیز ذکر بزرگان دین و ارباب حکمت پسندیدہ باشد تقطیعش اینست فعلاتن فعلاتن فعلن - دیگر سریع مسدس مطوی مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن سوائے ذکر حالات عاشق و معشوق طرف ہر چیز است و مخزن اسرار نظامی و قران السعدین امیر خسرو درہمیں وزن است - سوائے اوزان مذکورہ مثنوی درہیچ وزنے دلچسپ نباشد برائے ہمیں اُستاداں محصور کردہ اند درہمیں ہفت وزن مثل اوزان رباعی کہ مخصوص است بہ رباعی الامیر ابو العال نجابت صفاہانی در گل کشتی ایں حصر را برہم زدہ لیکن بردلہا نمی خورد - و تشبیب ہمان است کہ در ذکر قصیدہ گذشت - و ترجیع مراد از برگردانیدن بیتے بود بعد غزلے و مجموع را بند نامند - لیکن اگر بعد ہر غزل ہماں یک بیت مکرر آید آنرا در اصطلاح ترجیع بند گویند - و اگر بعد ہر بند

بیت جداگانہ افتد ترکیب بند نامند۔ مثل بند محتشم کاشی علیہ الرحمۃ۔ و ایں
ترکیب بند اقسام دیگر ہم دارد۔ و مسدس مصطلح ریختہ گویاں ہم داخل آنست
از انجملہ است اینکہ بعد ہر بند مسمط از مربع تا معشر بیتے بقید قافیہ می آوردہ باشند
وہم بند ہشت مصرع مثل مسدس ریختہ گویاں ازاں بیروں نیفتد و واسوخت وحشی
ازیں قبیل است۔ و مستزاد بیشتر مراد از ملحق ساختن پارۂ از وزن رباعی
باشد با ہر مصرع رباعی و ایں مشہور است و متقدماں پارۂ از وزن غزل با مصاریع
غزل ہم الحاق نمودہ اند۔ و قطعہ مراد از بیتے چند است کہ در مصرع اول
بیت اول آں قافیہ نباشد پس بناے قافیہ بر مصرع ثانی بیت اولیں بود و دیگر
ابیات در قافیہ تابع ایں مصرع باشد۔ و بعضی قصیدہ مختصر را ہم قطعہ گویند
این است اقسام نظم۔

---

دیگر مخفی نماند کہ ہر لفظے کہ در اُردو مشہور شد عربی باشد یا فارسی یا ترکی یا سُریانی
یا پنجابی یا پوربی از روے اصل غلط باشد یا صحیح آں لفظ لفظ اُردو است اگر
موافق اصل مستعمل است صحیح است و اگر خلاف اصل است ہم صحیح است صحت
و غلطی آں موقوف بر استعمال پذیرفتن در اُردو است زیراکہ ہرچہ خلافِ اُردو
است غلط است گو در اصل صحیح باشد و ہرچہ موافق اُردو است صحیح باشد گو در اصل
صحت نداشتہ باشد۔ اگرچہ پیش ازیں ہم ضمناً اشارتے بایں معنی کردہ شد لیکن
دریں مقام تصریح آں بعمل می آید بالجملہ براے مثال لفظی چند نوشتہ می آید ہمیں
قدر کافیست و حصر جمیع الفاظ از احاطۂ علم فقیر بیرون است و الفاظ مذکورہ مثل
دلی و فند و سفیل و منصر و مچگر و چپار و مجاز و ماعنی و شیر و پچادا و صفا صفا و ارزق چشم

و آنا و لگّا و تانبا و تنبورا و پیالا و ستارا و گل لالا و بُرقا و یار غار و الست و التّو کلی
و پر قینچ و شولا و چنبل و مهتابی و سیو و شنگرف و آبخورا و قلفی و قدر و کلاب و غدر و
صدر و عذر و سهی - و هم چنین پیدا است که دلی دهلی است لیکن اگر سوای شعر یا عبارت
فارسی در وقت اختلاط به زبان هندی بر زبان کسی میگذرد باعث بر خراش سمع سامعان
می شود - فند در اصل فن است لیکن اعتراض بفند بمعنی مکر و عذر نمیرسد و سفیل
در اصل فصیل است و در استعمال قابلیت دستگاهان همین است لیکن هرچه بر زبان
قابل و نا قابل میگذرد و سامعه پسند اهل اُردو است سفیل است گو غلط باشد - و
منصر منحصر است در اصل و این از زبان بعضی زنان و مردان مسموع است و
زبان اهل لیاقت و استعداد منحصر است لیکن منصر هم سامعه خراش نیست - و چکر
بر وزن مغفل بفتحه است هندی بمعنی گردش کننده این تصرف اگرچه بتقلید عربیان
غلط محض است لیکن صحیح است زیرا که در اُردو مروج است - و همچنین چپاڑ بصیغه
مبالغه بمعنی چوپڑ باز - و مجاز بجاے مزاج لفظ جاهلان است مثل منصر - و ماعنی
بجاے معنی لفظ فصیح و مستعمل زبان دانان اُردو است و در اصل غلط است و معنی
با یاء معروف و با الف در آخر در اصل صحیح لیکن خلاف اُردو واقع می شود و آنچه مستعمل
اردو است همان لفظ غلط است یعنی ماعنی - و شیر بر وزن خیر بجاے شعر در استعمال
اهل اردو است و بفتحه حرف اول بر وزن جعد یعنی شعر لهجهٔ دهاقین باشد - و پجاوا
بجاے پزاوه که تنور خشت پزان است - و صفاصفا بمعنی صفائی یعنی خالی شدن
نیز غلط است لیکن در اُردو همین مستعمل - و ارزق چشم در اصل بتقدیم زای بر رای است
لیکن در اُردو همین فصیح است که گفته آمد - و انا در اصل آنکه - و لگا انگه بوده است
و تانبا بجاے طعمهٔ باز وغیره - و پیالا و ستارا بجاے پیاله و ستاره و های در آخر جمیع الفاظ
فارسی در اُردو با الف مبدل شود - و گل لالا بسکون لام بعد کاف و تبدیل ها با

الف گل لالہ باشد بکسر لام ۔ و برقا در اصل برقع بودہ است لیکن در اُردو ہماں غلط صحیح بود از سبب فصاحت و لفظ صحیح جز بر زبان وہابیین وقت تکلم در ہندی جاری نبود و یار غار بغیر کسرہ راء لفظ اول در اُردو فصیح باشد ۔ و پر قینچ معنی پر بریدہ اینجا قینچ معنی قینچی مستعمل است ۔ و شولا در اصل شلہ است و آں قسمی از طعام باشد ۔ و فیل بجاے چنبر است ۔ و مہتابی بجاے مہتاب آتش بازی ۔ و سیو بجاے سیب ۔ و شنگرف بوزن مسطر ہماں است کہ در تحقیق حروف مذکور شد ۔ و آبخورا بجاے آبخورہ لیکن در اُردو لفظ مذکور بر اصل خود نیز کثیر الاستعمال است ۔ و قلفی بجاے قفلی ۔ و قدر بحرکت حرف دوم بمعنی مرتبہ بجاے قدر بسکون حرف دوم ۔ و کلک بحرکت لام بجاے کلک بسکون آن ۔ و عذر بحرکت حرف دوم بجاے عذر بسکون حرف دوم ۔ عذر بحرکت حرف دوم بجاے عذر بسکون حرف دوم ہمچنیں صدر بحرکت حرف دوم بجاے صدر بسکون دوم ۔ و سہی در اصل صحیح است و در کتابت الفاظ صحیحہ غلط مستعمل شدہ بہ زبان اُردو مختلف است و در بعضی الفاظ رعایت اصل ملحوظ دارند و در بعضی نہ ۔ ظاہر است کہ طرح بحرکت و سکون حرف دوم بمعنے روش و آئین در اُردو مستعمل شدہ لیکن در کتابت مراعات اصل بکار برند یعنی با طا و حا نویسند و سہی را ہندی شمردہ بجاے صاد سین و بجاے حاء حطی ہاء ہوز آرند و حا آخریں نیز محذوف نمایند و ممنوعیکہ در عربی توالی حرکات اربعہ در یک کلمہ ممنوع است در ہندی توالی حرکات ثلاثہ ہمیں حال دارد مثل شرف النساء کہ بسکون را تلفظ آں نیکو باشد و بفتحہ آں غلط و پُر مکروہ گو در اصل صحت دارد ۔ ہمچنیں شکرانہ بفتحہ شین و بسکون کاف ۔ و نظروں میں بسکون ظا و واو عطف ۔ در دو لفظ ہندی یا مختلفین مثل کسرۂ اضافت ہم غلط است لیکن در عبارت فارسی وقت بیان حقیقت چیزہا ہر دو صورت جواز دارد چوں ایں عبارت کہ چھو چھو ہو جاو و کافور ہو جاؤ ہر دو در اُردو بمعنی بیان سے جاؤ باشد و چھو چھو ہو جاؤ اور کافور ہو جاؤ نیز جائز باشد و اضافت

در دو لفظ ہندی و فارسی ہم در عبارت صحت دارد مثل چھوچھو ہو جاو بمعنے جائے صحیح باشد۔ و اعلان نون در شعر ہندی در صفت و مضاف الیہ اگر با مضاف و موصوف مذکور شوند غلط باشد۔ مثل دیدۂ گریاں و سرو گلستاں کہ اینجا اعلان نون غلط است۔ فقط

---

قطعہ تاریخ اتمام ایں کتاب از مؤلف مع عبارتے خارج از کتاب بہ ختم یکی از نسخہائے موجودہ دیدہ شد بعینہ نقل می شود۔ قطعہ تاریخ تکمیل ایں کتاب در قواعد اردو حسب ارشاد جناب عالی متعالی وزیر الممالک ناظم الملک یمین الدولہ نواب سعادت علیخاں بہادر تصنیف احقر العباد راجی اللہ المستعان سید انشاء اللہ خاں چنیں بسلک نظم آوردہ۔

چوں حسب حکم ناظم ملک و جہانیاں — نواب مستطاب وزیر فلک جناب

شد منتظم قواعد اردو بسلک نظم — اردوے ناظمی شدہ تاریخ ایں کتاب

یک ہزار و دو صد و بست و سہ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم